بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رفعت افکار

ڈاکٹر زہرا بتول

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں:

کتاب:	رفعت افکار
مصنفہ:	ڈاکٹر زہرا بتول
اشاعت:	۲۰۲۵
پیشکش:	فضلی بک، اردو بازار کراچی۔
صفحات:	469
ملنے کا پتہ:	فضلی بک، اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر:	021-32633887
	03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب سیدنا علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ ابن ابی طالب یعنی امام زین العابدینؓ ، زین الصالحین، سید ساجدین ، امام المومنین اور امام الامت کے نام ہے، اآپ زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت میں اپنے والد امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ بن علیؓ سے بے حد مشابہہ تھے، آپ بہت بڑے عالم دین اور فقیہ کامل تھے، آپ کی جلالت علمی، تقویٰ اور پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کے آپ اہل بیت رسول ﷺ میں ایک منفرد حیثیت کے مالک سمجھے جاتے آپ کا مقام و مرتبہ بے مثل و بے نظیر تھا۔

ا

انتساب۔

پیش لفظ۔

فہرست مضامین۔

(۱)۔نیت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔6-38۔

(2)۔جہان عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔39-86۔

(3)۔آداب اختلاط مردوزن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔87-102۔

(4)۔قرآن کا تصور نفس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔103-129۔

(5)۔عذاب الٰہی کی وجوہات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔130-193۔

(6)۔نظام کائنات میں ملائکہ اور جنات کا کردار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔194-294۔

(7)۔حقوق نسواں کا اسلامی تصور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔295-421۔

(8)۔ماحولیاتی آلودگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔422-431۔

(9)۔اردو زبان ہمارا قومی ورثہ لیکن؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔432-449۔

کتابیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔450-469۔

پیش لفظ

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ

ترجمہ۔ اور جب تم فارغ ہوتو اپنے رب کی طرف رغبت کرو

زیرنظر کتاب رفعت افکار تقریباً 9 تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے، یہ وہ مضامین ہیں جن میں سے بیشتر HEC کے مختلف ریسرچ جرنلز میں Publish ہوئے، زیادہ تر مضامین بارہ سے پندرہ برس قبل لکھے گئے، ان میں سے کچھ مضامین ایسے بھی ہیں جن کی تکمیل میں آٹھ سے دس سال کا طویل عرصہ سرف ہوا کیونکہ refrences کی تلاش کچھ آسان نہیں، زیرنظر کتاب میں متفرق موضوعات پر بات کی گئی ہے، یہ وہی موضوعات ہیں جن سے ہمارا واسطہ ساری زندگی رہتا ہے چنانچہ زیرنظر کتاب رفعت افکار میں ایسے ہی معاملات پر بحث کی گئی ہے۔

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی کراچی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹوٹ آف ٹیکنالوجی

منسلک آغا خان ایجوکیشنل سروسز پاکستان

:(۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّةِ

نیت کی تعریف :

النِّيَّةِ۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی قصد،دل کا ارادہ،عزم،تجویز، حاجت،مسافر کے سفر کی غائیت۔۱۔

القصد۔یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی راستے کی استقامت،اعتدال اور میانہ روی

طریق القصد۔سیدھا راستہ۔

انہ علیٰ قصدٍ۔وہ ہدایت پر ہے۔۲۔

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عمرؓ بن خطاب روایت کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی تو جس نے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہجرت کی نیت کی ہوگی تو اسے واقعی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہجرت کا ثواب ملے گا تاہم جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت سے شادی کے لئے ہوگی تو اس شخص کی ہجرت دنیاوی حصول یا عورت کی شادی کے لئے مانی جائے گی۔۳۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!ہر بندے کو اسی حالت (یا اس نیت کے ساتھ) اٹھالیا جائے گا جس پر وہ مرا ہے۔۴۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!جس نے رمضان کے

روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔۵۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے !اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (اور بسا اوقات صرف نیت ہی کر لینے سے اجر و ثواب ملنا شروع ہوجاتا ہے)۔

حضرت سہلؓ بن سعد الساعدی بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے اور جب مومن کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پھیل جاتا ہے ۔۶۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔۷۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتا ہے کے اےئ فرشتو اگر کوئی بندہ نیکی کرنا چاہے تو اس نیکی کے ارادے پر ہی ایک نیکی لکھو اور اگر وہ اس (ارادے) پر عمل کرے تو پھر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نیکی لکھو۔۸۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے تمام اعمال کا دارومدار تمھاری نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس ی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔۹۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نا تمھارے جسموں کو اور نا ہی تمھاری صورتوں کو دیکھے گا بلکہ وہ تمھارے دلوں کو دیکھے گا۔۱۰۔

واصف علی واصف لکھتے ہیں، باطن یہ ہے کے انسان کا عمل اس کے ارادے (نیت) کے ماتحت ہو اگر عمل اللہ کے لئے تو پھر ارادہ (نیت) بھی اللہ کے لئے ہی ہو ایسا نہ ہو کے انسان حج کے لئے چلا جائے لیکن اس کی نیت اس کے عمل سے پیچھے رہ جائے ۔

صبر کا اجر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم مصیبت میں صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو تو میں تمھارے

لئے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔۱۱؎

زینت کا لباس ترک کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص زینت کا لباس خالص اللہ کی رضامندی اور اس کی تواضع کے لئے چھوڑ دے باوجود اس کے، کے اس کو وہ میسر ہو تو اللہ تعالی ایسے شخص کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے بلائے گا، تاکہ وہ اہل جنت کے لباس میں سے جسے چاہے پسند کرے اور پہنے۔۱۲؎

قربانی کا گوشت:

ارشاد خداوندی ہے!

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُهُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالی کو قربانیوں کے گوشت اور ان کے خون نہیں پہنچتے بلکہ اللہ کے یہاں تمھارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔۱۳؎

مدینہ میں فوت ہونے کی نیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کے مدینہ میں فوت ہو تو اسے چاہئے کے وہ وہیں فوت ہو اس کے لئے میں اس کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں فوت ہوگا۔ ۱۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل عمل سچی نیت ہے۔۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تمھاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔۱۶؎

حضرت عرس بن عمیرہ کندیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب زمین پر گناہ کے کام کئے جاتے ہوں تو جو شخص وہاں حاضر رہا اور اسے ناپسند کیا یا برا جانا اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے اسے دیکھا ہی نہ ہو اور جو شخص وہاں حاضر نہ تھا لیکن اسے پسند کیا تو

وہ اس شخص کی طرح ہے جو وہاں حاضر تھا یعنی (اسے بھی گناہ سے رضامندی کے باعث گناہ ملے گا)۔۱۷؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لئے لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تباہ کردے گا۔۱۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! تمھیں ہر اس خرچ پر ضرور اجر دیا جائے گا جس سے تمھارا مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہو حتیٰ کے اس لقمہ پر بھی تمھیں اجر ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب انسان ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے پس وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرے تو اسے اس کا اجر ملتا ہے اور اتنا ہی اجر اس کے شوہر کو بھی ملتا ہے اور ان میں کسی کا اجر دوسرے کے اجر کی وجہ سے کم نہیں کیا جاتا شوہر کو اس کے کمانے کا اجر ملتا ہے اور عورت کو اس ے خرچ کرنے کا۔۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو اور جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہے۔۲۲؎

اللہ انسان کے گمان سے قریب ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں جب وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں۔

اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر آتا ہوں۔ ۲۳۔

حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا! کسی قوم کے عمل سے راضی ہونے والا بھی اسی قوم کے ساتھ شمار کیا جائے گا اور جو کسی باطل میں داخل ہو جائے گا تو اس پر دہرا گناہ ہوگا۔

ا۔عمل کا گناہ۔ ۲۔اور اس عمل پر راضی ہونے کا گناہ۔ ۲۴۔

اس کا کوئی دین نہیں جس کی کوئی نیت نہیں۔ ۲۵۔

اس دن کے لئے عمل کرو جس کے لئے ذخیرے فراہم کئے جاتے ہیں اور جس میں نیتوں کو جانچا جائے گا۔ ۲۶۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں !انسان صرف نیت کے خدوخال کا نام ہے باقی تمام حرکات روشنیاں ہیں اور روشنیوں کا عمل حرکت ہے۔ ۲۷۔

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان دراصل ایک درخت ہے اور اس کی زندگی کے اعمال وکردار درخت کے پھل ہیں ہم یہ جانتے ہیں کے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یہی صورت حال اعمال کی ہے صداقت کا فیصلہ ماخذ سے نہیں نتائج سے مرتب ہوتا ہے کسی کے اندر نیکی کے تصورات یا برائی کے بارے میں حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے آدمی کا اپنا فعل اس بات کا یقین دلاتا ہے کے وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے کسی فعل کو پرکھنے کے لئے ضروری ہے کے یہ دیکھا جائے کے وہ عمل معاشرہ پر کس طرح اثر انداز ہو رہا ہے اگر اس میں صدق نیت موجود ہے تو یہ عمل صحیح ہے۔ ۲۸۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے! جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کا ایک

گناہ لکھ لو اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کی ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی ۱۰ نیکیاں لکھ لو۔۲۹؎

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں !تفکر جب گہرا ہوتا ہے تو بجز اس کے کوئی بات سامنے نہیں آتی ہے کے ہر آدمی جنت اور دوزخ اپنے ساتھ لئے پھرتا ہے۔

اس کا تعلق اس کی طرز فکر سے ہے اگر طرز فکر انبیاء کرام کے مطابق ہے تو آدمی کی ساری زندگی جنت ہے اور اگر طرز فکر میں ابلیسیت ہے تو ساری زندگی دوزخ ہے۔۳۰؎

قرض کا مال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر لے اور اسے ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالی اسے تباہ کر دے گا۔۳۱؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لئے لے، تو اللہ تعالی بھی اس کو تباہ کر دے گا۔۳۲؎

اخلاص کی تعریف:

الخلاص۔کھوٹ اور ریا سے پاک۔

الخلص۔ہر سفید شے۔

الخالص۔وفا، بے کھوٹ، صاف رنگ۔

ھذا ثوب خالص۔یہ صاف رنگ کا کپڑا ہے۔

المخلص۔نجات دلانے والا۔۳۳؎

اخلاص:

اخلاص۔عربی زبان کا لفظ ہے جو خالص سے نکلا ہے یعنی ایسی شے جو ملاوٹ اور ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور صاف ہو اس اعتبار سے اللہ کی عبادت میں بھی اخلاص ضروری ہے یعنی

صرف اور صرف اسی کی خوشی اور رضاجوئی کی خاطر اس کی عبادت کی جائے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں:

وَمَآ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ۔اور ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کے وہ اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں۔۳۴؎

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ۔آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے رہیے۔۳۵؎

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔

ترجمہ۔خالص اطاعت اللہ ہی کے لیے ہے۔۳۶؎

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ۔آپ کہیے کے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کے میں اللہ کی عبادت کروں اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کروں۔۳۷؎

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔تم اللہ کی عبادت کرو، اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کرتے ہوئے، خواہ کافروں کو بُرا لگے۔۳۸؎

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ۔تم اسی کی اطاعت کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اور اسی سے دعا کیا کرو۔۳۹؎

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ۔اے لوگو! ہر نماز کے وقت اپنا رخ ٹھیک رکھو اور اخلاص کے ساتھ اطاعت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کرو۔۴۰؎

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا

هُمْ يُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔جب وہ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں (سمندر سے) بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔۴۱ے

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ۔

ترجمہ۔جب انہیں کوئی موج سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اخلاص سے عبادت کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے ہیں۔۴۲ے

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔

ترجمہ۔(شیطان نے کہا) میں سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔۴۳ے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس مسلمان میں یہ تین اوصاف ہوں اس کے دل میں کبھی کھوٹ (کینہ اور فساد) نہیں ہوگا۔

۱۔اس کے عمل میں اللہ کے لئے اخلاص ہو۔

۲۔وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہو۔

۳۔اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لازم ہو۔۴۴ے

حضرت مصعب بن سعدؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ اس امت کے ضعیف لوگوں کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے۔۴۵ے

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے دین میں اخلاص رکھو تمہارا قلیل عمل بھی کافی ہوگا۔۴۶ے

حضرت ضحاکؓ بن قیس بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کرو کیونکہ اللہ تعالی اخلاص کے بغیر کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔۴۷ے

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، جب قیامت کے دن انسانوں کا نامہ اعمال پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالی فرمائے گا کے اس صحیفہ کو قبول کرو اور اس عمل کو چھوڑ دو تو فرشتے کہیں گے اللہ تعالی آپ کی عزت کی قسم ہم نے تو وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا ہے، تو اللہ تعالی فرمائے گا کے تم نے سچ کہا ہے لیکن اس کا یہ عمل میری ذات کے لئے نہ تھا آج میں اس کے اسی عمل کو قبول کروں گا جو صرف میری ذات کے لئے تھا۔ ۴۸؎

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی نیک عمل کو باقی رکھنا نیک عمل کو کرنے سے زیادہ دشوار ہے کیونکہ کوئی شخص اگر کوئی عمل تنہائی میں کرتا ہے تو اس کا ستر گنا اجر لکھ دیا جاتا ہے پھر اس کو شیطان بہکاتا ہے اور وہ شخص اپنا وہ نیک عمل لوگوں سے بیان کرتا ہے لہذا اس کے اس عمل کی ظاہری نیکیوں کو کاٹ دیا جاتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ریا کاری لکھ دی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے نیک اعمال کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرتا ہے۔ ۴۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آدم کے بیٹے کا ہر عمل (ثواب میں) بڑھتا رہتا ہے یعنی ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کے سوائے روزے کے کیونکہ وہ خالص میرے لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ۵۰؎

امام غزالی نے اپنی کتاب تبلیغ دین میں نیت پر ایک پورا باب قائم کیا ہے آپ نیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ا۔ نیت میں اخلاص کا ہونا پہلی شرط ہے کیونکہ انسان کا ہر عمل دو ہی وجوہات کی بنا پر صادر ہوتا ہے۔ ا۔ خالص رضائے الہی کے لئے۔ ۲۔ دنیا کو دکھانے کے لئے۔

اگر عمل رضائے الہی کے لئے یا گیا ہے تو وہ بارگاہ الہی میں مقبول ہوگا وگرنہ وہ مسترد ہو جائے گا امام غزالی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کے اگر انسان جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال کرتے

ہوئے یہ نیت کرتا ہے کے اس خوشبو کے ذریعے وہ اپنی امارت، نفاست اور لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائے تو اس کا یہ عمل رائیگاں ہوا برعکس اس کے، کہ وہ خوشبو کا استعمال سنت نبوی کو جان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور احترام میں کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اللہ کے یہاں قابل قبول ہوگا۔

امام غزالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کوئی شخص چالیس دن تک اخلاص کے ساتھ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالی اس شخص کے قلب اور زبان سے حکمت کے چشموں کو بہادے گا۔ ۵۱؎

امام غزالی نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھا کے سخت قحط سالی کا زمانہ تھا اور وہ شخص مٹی کے ایک ٹیلے کو دیکھ کر یہ سوچ رہا تھا کے اگر اللہ تعالی اس مٹی کے ٹیلے کو اناج کے ٹیلے میں بدل دے تو میں اس اناج کو لوگوں میں تقسیم کردوں تاکہ لوگوں کی بھوک کو ختم کیا جاسکے اللہ تعالی نے اس شخص کی نیت کے اس اخلاص کو قبول فرماتے ہوئے اس وقت کے نبی کو پر وحی بھیجی کے ہم نے اس شخص کی نیک نیتی کو قبول کیا۔ ۵۲؎

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

میں کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلوں، یہ مجھے
(میری مسجد نبوی) میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ۵۳؎

امام غزالی نیت کے حوالے سے کئی لطیف نکات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں! اگر کسی شخص نے حج اس نیت سے کیا ہو کے اس سفر سے اس کا دل بہل جائے گا یا عزیز رشتے داروں سے ملاقات کرلے گا تو اس شخص کی نیت میں یہ فتور مانا جائے گا۔

ایک شخص اعتکاف میں اس نیت سے بیٹھتا ہے کے اس طرح سے وہ گھر کے کرایہ سے بچ جائے گا۔

ایک شخص کسی فقیر کو اس لئے دیتا ہے کے اس فقیر نے شور مچایا ہوا ہے۔

ایک شخص نے وضو اس نیت سے کیا کے اسے اس وضو سے اسے لطافت حاصل ہو۔
ایک شخص کسی بیماری عیادت اس لئے کررہا ہو کے وہ بھی اس کی عیادت کے لئے آیا تھا وغیرہ ۔۵۴

بعض اہل بصیرت تو نیت کے اخلاص کے حوالے سے یہاں تک لکھتے ہیں ،اگر ایک ساعت کا اخلاص بھی حاصل ہوجائے تو وہ بھی انسان کی نجات کے لئے بہت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی اس کے لئے اس کا اجر سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔۵۵

۲۔نیت میں دوسری شرط صدق ہے۔اللہ تعالی کو سچ بولنے والا اور سچا عمل کرنے والا بے حد پسند ہے۔۵۶

ارشادات خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔۵۷

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور کہو سیدھی سچی بات ۔۵۸

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔

ترجمہ۔اپنے عہد کو پورا کرو، بے شک عہد سے متعلق پوچھ ہوگی ۔۵۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے جبکہ جھوٹ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔۶۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈالتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے ۔۶۱

صدق کی اقسام :

صدق کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

۱۔**صدق قلبی**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچائی کا اپنے دل میں یقین کرنا۔

۲۔**صدق قولی**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچائی کا زبان سے اقرار کرنا۔

۳۔**صدق فعلی**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے عمل سے سچائی کا اظہار کرنا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا!

حق اور حق گوئی نے علیؓ کے پاس کوئی دوست نہیں چھوڑا۔ ۶۲؎

قبولیت عمل کی بنیاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن لوگوں کا حشر ان کی نیتوں پر ہوگا۔ ۶۳؎

نیت فاسدہ یعنی ریا کاری:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! قیامت کے دن سب سے پہلے ایک ایسے شخص کے خلاف مقدمہ پیش کیا جائے گا جس نے شہادت پائی ہوگی اس شخص کو اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا پھر اللہ تعالی اس شخص کو اپنی دی ہوئی نعمتوں کو گنوائے اور یاد دلوائے گا، جس کو وہ شخص تسلیم کرے گا پھر اللہ تعالی اس شخص سے پوچھے گا بتا تو نے ان نعمتوں کو پانے کے بعد کیا، کیا؟ وہ شخص کہے گا میں نے تیرے دشمنوں سے جنگ لڑی یہاں تک کے میں تیری راہ میں شہید ہوگیا، اللہ تعالی فرمائیں گے نہیں تو نے میری خاطر جان نہیں دی بلکہ تو نے جنگ میں اس لئے جانبازی دکھائی تا کہ دنیا والے تجھے بہادر اور جری کہیں چنانچہ دنیا میں تجھے اس کا صلہ مل گیا پھر اللہ تعالی حکم دیں گے کے اس مرد شہید کو جہنم میں گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔

اس کے بعد ایک دوسرا شخص اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو عالم دین اور معلم ہوگا اس عالم دین کو بھی اللہ اپنی نعمتیں گنوائے گا جیسے وہ عالم دین اور معلم تسلیم کرے گا پھر اس سے

پوچھا جائے گا کے تونے ان نعمتوں کو پا کر کیا اعمال کئے؟ وہ شخص کہے گا ائے اللہ میں نے تیری خاطر تیرے دین کو لوگوں تک پہنچایا اور انھیں دین اسلام کی تعلیم دی اور تیری خاطر قرآن مجید کو پڑھا اللہ تعالی اس شخص سے فرمائے گا کے تو جھوٹ بولتا ہے تونے دین کا علم اس لئے سیکھا تا کہ لوگ تجھے عالم دین کہیں جبکہ قرآن تونے اس لئے پڑھا تا کہ لوگ تجھے قرآن جاننے والا کہیں تاہم دنیا میں تجھے اس کا صلہ مل گیا پھر اللہ تعالی حکم دیں گے اس شخص کو چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔

اس کے بعد ایک تیسرے شخص کو اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اللہ تعالی اس شخص کو اپنی نعمتیں گنوائے گا جیسے وہ شخص تسلیم کرے گا پھر اللہ تعالی اس شخص سے پوچھے گا کے تونے میری ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے بعد کیا کیا؟ تو وہ شخص کہے گا کے اللہ تعالی میں نے تیرے دئے ہوئے مال کو تیری خوشنودی کے حصول کے لئے تیرے پسندیدہ راستے پر خرچ کیا۔

اللہ تعالی فرمائے گا کے تو جھوٹ بولتا ہے تونے یہ مال اس لئے خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں چنانچہ تونے دنیا سے یہ لقب حاصل کرلیا پھر اللہ تعالی حکم دیں گے کے اس شخص کو چہرے کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں داخل کردو چنانچہ اس شخص کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ ۶۴؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کے ائے اللہ کے رسول ﷺ مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتائے کے کون سے جہاد پر ثواب ملتا ہے اور کس صورت میں مجاہد اپنے عمل کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ائے عبداللہ اگر تم نے اجر آخرت کی نیت سے جہاد کیا اور آخر تک جمے رہے تو خدا کے یہاں تمھارے عمل کا اجر ملے گا اور صابروں کی فہرست میں تمھارا نام لکھا جائے گا اور اگر تم نے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور فخر جتانے کے لئے جنگ کی تو قیامت کے دن اللہ تمھیں اسی حال میں اٹھائے گا ائے عبداللہ جس نیت سے تم لڑو گے اور جس حال میں تم قتل کئے جاؤ گے اسی حالت میں اللہ قیامت کے دن تمھیں اٹھائے گا۔ ۶۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے فرمایا! وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم دیا اور وہ اسے لوگوں کو سیکھانے میں کاہلی سے کام لے اور اگر سیکھائے تو اس پر مال وصول کر کے اپنی دنیا بنائے تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔۶۶ے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! تمھارا کیا حال ہوگا جب فتنہ مسلط ہوگا جس میں تمھارے چھوٹے بچے، بڑے اور بوڑھے اپنے بڑھاپے کی انتہا کو پہنچیں گے؟ اور فتنہ (گمراہی) کو سنت (بھلائی) سمجھا جائے گا اگر کوئی شخص اس فتنے کو ہٹانے کے لئے اٹھے گا تو لوگ کہیں گے کے یہ شخص ناپسندیدہ اور برا کام کر رہا ہے کسی نے پوچھا کے امت کی ایسی حالت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تمھارے اندر ایماندار اور قابل اعتماد لوگ کم ہو جائیں گے اور اقتدار کی ہوس رکھنے والے زیادہ ہو جائیں گے دین کے اصل علما کم ہو جائیں گے اور دین کے پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے دین کو دنیا حاصل کرنے کے لئے پڑھا جانے لگے گا اگرچہ لوگ نیک کام کریں گے لیکن ان کا مقصود دنیا ہوگی۔۶۷ے

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کے ان کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ رہا تھا اور وعظ و نصیحت کر رہا تھا جب وہ اس عمل سے فارغ ہو گیا تو اس نے لوگوں سے چندہ مانگنا شروع کر دیا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمران بن حصینؓ نے انا للہ پڑھی اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کے جو شخص قرآن پڑھے اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہئے اس لئے میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے تا کہ لوگوں سے مال وصول کریں۔۶۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم میں ایک ایسی وادی بھی ہے جس سے خود جہنم دن میں (۴۰۰) بار پناہ مانگتی ہے یہ وہ وادی ہے جو ریاکاروں

کے لئے تیار کی گئی ہے کتاب اللہ کے عالم کے لئے ،صدقہ وخیرات دینے والوں کے لئے ، بیت اللہ کا حج کرنے والوں کے لئے ، اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنے والوں کے لئے

۔۶۹۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (اور خوب خشوع وخضوع دیکھاتا ہے) اور رکوع اوع سجود بھی ٹھیک طرح سے کرتا ہے لیکن جب وہ تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تو ایسا شخص اپنے رب کو حقیر جانتا ہے اور اس سے مذاق کرتا ہے۔۷۰۔

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ،کیا وہ شخص جو دنیا میں شہرت کے لئے جہاد کرے گا؟ کیا اس کو جہاد کا ثواب ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اس کو کچھ نہیں ملے گا ،سائل نے اپنا سوال تین بار دہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی جواب تین بار دہرایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو صرف اسی کے لئے کیا گیا ہو۔۷۱۔

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن انھوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو روضہ رسول ﷺ پر روتے دیکھا تو انھوں نے حضرت معاذؓ سے رونے کی وجہ معلوم کی

حضرت معاذؓ نے جواب دیا کے میں نے ایک بات جو رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی وہی بات مجھے رلا رہی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔۷۲۔

یعنی لوگوں کو دیکھانے کے لئے عمل کو اچھے طریقے سے کرنا جبکہ اصل حق دار اللہ ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو لوگ اللہ کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں تو اللہ تعالی ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور ایسے لوگوں کو انسانوں کی ناراضگی سے نقصان نہیں پہنچنے دیتا ہے اور جو لوگ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرتے ہیں تو اللہ اپنی مدد کا ہاتھ ان سے کھینچ لیتا ہے اور

ایسے لوگوں کو پھر انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے۔۷۳۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا، اللہ اس کے دل کا اطمینان وسکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہوگا لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لئے مقدر کیا ہوگا اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہوگی، اللہ تعالی ان ک وہ قلبی سکون اور اطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہوگا وہ لازماً ملے گا۔۷۴۔

حضرت ابودرداؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نے فرمایا! جو شخص اپنے بستر پر اس نیت اور ارادہ کے ساتھ لیٹا کے وہ تہجد کے لئے اٹھے گا لیکن اس کو گہری نیند آ گئ اور وہ اٹھ نا سکا یہاں تک کے فجر طلوع ہوگئ تو ایسے شخص کے نامہ اعمال میں اس رات کی نماز تہجد لکھی جائے گی اور نینداس ے لئے اس ے رب کی طرف سے بطور انعام شمار ہوگی۔۷۵۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں نصیحت فرماتے ہوئے کہا کے معاذؓ اپنی نیت کو ہر کھوٹ سے پار کھو جو عمل کرو صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو تو تھوڑا عمل بھی تمھاری نجات کے لئے کافی ہوگا۔۷۶۔

رومی لکھتے ہیں! انسان کی اصل ہستی اس کی سوچ ہے باقی صرف ہڈیاں اور گوشت ہے ۔۷۷۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر پاؤ گے تو جس نے ان کے منکرات پر اظہار نارضی کیا تو وہ بری الذمہ ہوا اور جس نے ان کی (باتوں) کو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا مگر جو (شخص) ان پر راضی ہوا اور (ان منکرات کی) پیری کی وہ ماخوذ ہوگا یعنی (اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا کے تم نے برائی کا ساتھ کیوں دیا یا اس کو اپنے دل میں اچھا کیوں جانا)۔

صحابہ کرام نے پوچھا کے رسول اللہ ﷺ جب ایسے حکمرانوں کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں۔ جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔۷۸۔

حضرت علیؓ کے اقوال:

اخلاص:

جس کا ظاہر و باطن، قول و فعل الگ نہ ہو تو گویا اس نے امانت ادا کر دی اور وہ عبادت میں با اخلاص ہو گیا۔

اخلاص سے مراد تمام گناہوں سے اجتناب برتنا ہے۔

اخلاص ایمان کا بلند ترین مقام ہے اور یہ یقین کا پھل ہے۔

اخلاص بہترین عمل ہے یہ عمل کی کامیابیوں کی نشانی ہے۔۷۹۔

شیئً (ارادہً):

شاءَ۔ یشاء۔ شیأَ۔ ومشیۃً۔ یہ سب عربی زبان کے الفاظ ہیں جو (ش۔ ی۔ أ) سے مشتق ہیں اور اس کے معانی ارادہ کے ہیں۔۸۰۔

اکثر متکلمین نے مشیت اور ارادے کے ایک ہی معانی بیان کئے ہیں لیکن ان دونوں الفاظ کے لغوی معانی میں واضح فرق ہے۔ مثلاً

مشیئت۔ سے مراد ایجاد یا (پیدا کرنا)۔

ارادہ۔ سے مراد چاہنا۔۸۱۔

الشيء۔ سے مراد ہر موجود شے جو محسوس کی جا سکے جیسے مختلف اجسام وغیرہ۔۸۲۔

شيء۔ کا اطلاق ہر اس شے پر ہوتا ہے جس کا علم حاصل کیا جا سکے یا جس سے متعلق کوئی خبر دی جا سکے۔۸۳۔

اہل علم حضرات نے لفظ شيء اور اس لفظ کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے بہت طویل مباحثے کئے وہ یہ جاننا چاہتے تھے کے کیا اس لفظ کا اطلاق معدوم پر بھی ہوتا ہے؟

ارشاد خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔ ۸۴؎۔ترجمہ۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔

ترجمہ۔ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو بھی خیالات اٹھتے ہیں ہم ان سے واقف ہیں اور ہم تو اس کی رگ جان سے بھی قریب ترین ہیں ۔ ۸۵؎

ثواب ۔ بے شک اللہ نے اپنی اطاعت کے بدلے ثواب اور اپنی نافرمانی کے بدلے عتاب اس لئے رکھا ہے تا کہ وہ اپنے بندوں کو سزا سے دور اور جنت سے قریب کر سکے تم میں جو اللہ اس کے رسول ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ کی معرفت رکھتے ہوئے اپنے بستر پر بھی مرجائے تو وہ شہید ہوگا اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا اور اس نے جن نیک اعمال کی صرف نیت بھی کر لی تھی تو اس کو اس کا ثواب بھی دیا جائے گا اور اس کی نیت اللہ کی راہ میں تلوار اٹھانے کے برابر ہوگی۔

کفار کی مشابہت سے بچیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انھی میں سے ہے۔۸۶؎

شہادت:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! شہید کو قتل کئے جانے سے صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم کو چونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔۸۷؎

سہل بن حنیفؓ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے صدق دل سے اللہ سے شہادت کی دعا کی، اللہ تعالی اس کو شہداء کا مرتبہ عنایت فرمائے گا چاہے وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔۸۸؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی کوئی خواہش تھی تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا ۔۸۹ ؎

فقہاء کہتے ہیں کے اگر کسی شخص پر کسی فعل کا کرنا دشوار ہوتو اس پر لازم ہے کے وہ اس فعل کی نیت کر لے جب وہ اس فعل پر قادر ہوگا تو وہ اس فعل کو کر لے گا اور اس شخص کی وہ نیت اس فعل کی قائم مقام تصور کی جاتی رہے گی جیسے کسی شخص نے کسی عبادت کی نیت کی اور وہ اس عبادت کو کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ اس ملامت کا حق دار نہیں ہے جس نے اس عبادت کی نیت ہی نہ کی ہو جبکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کے جس شخص نے کوئی عبادت شروع کی اور اس کو مکمل کرنے سے پہلے ہی وہ انتقال کر گیا تو اس شخص کو اس عبادت کا اجر ملے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِـيْمًا ۔

ترجمہ۔ جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر اسے راستے میں موت آجائے تو بے شک اس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہوگیا۔۹۰ ؎

حضرت جابر بن عتیکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا! تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ کی راہ میں قتل ہونے کو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قتل فی سبیل اللہ کے سوا شہادت کی سات اور قسمیں بھی ہیں جن میں ۔

۱۔ طاعون سے مرنے والا ۔ ۲۔ نمونیہ سے مرنے والا ۔ ۳۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا ۔ ۴۔ جل کر مرنے والا ۔ ۵۔ کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا ۔ ۶۔ حاملہ ۔ ۷۔ دردزہ میں مبتلا عورت ۔۹۱ ؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے جو دین کی حفاظت اور اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ ۹۲ ؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے اور اللہ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھے گا اور اس کو صبح و شام وہاں رزق دیا جائے گا۔ ۹۳ ؎

ابو کشبہ انماری ؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے

۱۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال اور علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتے ہوئے اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔

۲۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا۔ تو وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو اللہ کی راہ میں (پہلے والے شخص) کی طرح خرچ کرتا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔

۳۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے مال تو عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا اور وہ اپنے مال کو غلط راستے پر ناحق خرچ کرتا ہے۔

۴۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے نہ ہی علم دیا اور نہ ہی مال دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو (تیسرے شخص) کی طرح ناحق خرچ کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ۹۴ ؎

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ ۹۵ ؎

حضرت قلندر بابا اولیاؒ فرماتے ہیں! انسان صرف نیت کے خدوخال کا نام ہے باقی تمام حرکات روشنیاں ہیں اور روشنیوں کا عمل حرکت ہے۔ ۹۶ ؎

رومی لکھتے ہیں انسان کی اصل ہستی اس کی سوچ، ارادہ اور نیت ہے باقی جسم تو ہڈیوں اور گوشت سے مرکب ہے۔ ۹۷ ؎

المحصی (اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا یا گھیرنے والا): The Reckoner:

He who knows the number of all things although they cannot be counted, and nows each of them.

المحصی۔عربی زبان کا لفظ ہے۔
المحصی۔(ح۔ص۔ی) سے مشتق ہے۔۹۸؎ جس کے معانی گننے کے ہیں۔
الحصی ۔عربی زبان میں الحصی چھوٹی چھوٹی کنکریوں یا سنگریزوں کو کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب ابتداء میں چیزوں کو گننے کے لئے کنکریوں کی مدد لیا کرتے تھے۔
حصی ۔سے ہی ایک لفظ احصاء بھی ہے۔
احصاء۔عربی زبان میں احصاء سے مراد گنتی کرنے کے بعد کسی چیز کو حاصل کر لینا اور اس کو اپنے احاطے میں لے لینا۔
المحصی ۔اللہ کا ایک اسم صفاتی جس کے معانی شمار کرنے والا ،خوب یاد رکھنے والا اور گن کر رکھنے والا ۔۹۹؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا۔۱۰۰؎ ترجمہ۔ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اسم المحصی کا نظام کائنات میں کردار:

اسم المحصی کی نظام کائنات میں نہایت عمیق نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یعنی اللہ کے علم میں کائنات کی کل جزئیات اور کلیات ہیں جن سے وہ اچھی طرح سے باخبر ہے۔
انسان چونکہ اشرف المخلوق اور مکلف ہے لہٰذا اس کے اعمال و کردار پر بھی اللہ کی گہری نظر ہے کیونکہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے اور ان پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کی ہدایت اور اصلاح تھی چنانچہ ہدایت اور رہنمائی

کے اس قدر اہتمام کے بعد ضروری ہے کے بنی نوع انسانیت اللہ کے بتائے ہوئے پیغامات پر نہ صرف عمل کرے بلکہ دنیا اور آخرت میں سر بلند اور کامیاب بھی ہو سکے۔
غور طلب نکتہ یہ ہے کے انسانوں کی کثیر تعداد جو انسانی شماریات تو ایک طرف دنیا کے سپر ڈو پر کمپیوٹرز پر بھی ان کے ریکارڈ کو بنانا ناممکنات میں سے ہے چہ جائیکہ ان کے ہر چھوٹے بڑے اعمال کا ریکارڈ اور حساب کتاب بالکل ٹھیک ٹھیک اندازے سے گننا یا لکھنا عقل انسانی کو حیران اور ششدر کرنے کے لئے کافی ہے۔
اسم المحصی انسانی اعمال کے ریکارڈز کو گننے، لکھنے، ناپنے، شمار کرنے اور خوب یاد رکھنے پر مامور اسم مبارک ہے۔
اللہ کے اسم صفاتی المحصی کے آگے دنیا کے سپر فاسٹ کمپیوٹرز بھی ناکارہ اور ہیچ ہیں اللہ تعالی اپنے بندوں کے جو بے شمار کائناتی دنیاؤں میں آباد ہیں کے تمام اعمال کو ان کی نیتوں کے ساتھ نا صرف لکھ، گن، ناپ اور شمار کر رہے ہیں بلکہ یہ سب Data ایک نہایت عظیم اور تیز رفتار کمپیوٹر میں Save بھی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔

ترجمہ۔ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے ساتھ لازم کر کے اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم ان کے نامہ اعمال نکال کر ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور وہ اس کو اپنے روبرو کھلا ہوا دیکھ لیں گے وہ اپنے نامہ اعمال پڑھ لیں گے اور آج اپنا حساب لینے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔۱۰۱؎
یعنی انسان کے سامنے ایک فلم کی طرح اس کے اعمال کا ریکارڈ پیش کر دیا جائے گا جس کا وہ انکار نہیں کر پائے گا، دوسرا انتہائی اہم نکتہ یہ ہے کے اعمال تو ایک جانب لکھے جا رہے ہیں

دوسری جانب انسان کی نیت کو دیکھتے ہوئے جزا اور سزا کا فیصلہ بھی کیا جارہا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بے شک انسان وہی کچھ پائے گا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ ۱۰۲؎

ابو کشبہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال اور علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتے ہوئے اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔

۲۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا تو وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو اللہ کی راہ میں (پہلے والے شخص) کی طرح خرچ کرتا۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔

۳۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے مال تو عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا اور وہ اپنے مال کو غلط راستے پر ناحق خرچ کرتا ہے۔

۴۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے نہ ہی علم دیا اور نہ ہی مال دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو (تیسرے شخص) کی طرح ناحق خرچ کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ۱۰۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ ۱۰۴؎

روز قیامت اللہ تعالی کا نظام عدل وانصاف قائم ہوگا، میزان رکھ دی جائے گی جس میں انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔

ترجمہ۔جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔۱۰۵؎

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفۡهَا وَیُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔

ترجمہ۔اللہ تعالی کسی پر رائی کے دانے کے ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔۱۰۶؎

انسانوں کے اعمال کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے اللہ تعالی کے اس نظام میں فرشتے بھی موجود ہیں جو انسانوں کے اعمال کو ریکارڈ اور مرتب کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ عَلَیۡكُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ كِرَامًا كَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔۱۰۷؎

وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَیُرۡسِلُ عَلَیۡكُمۡ حَفَظَةً حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَهُمۡ لَا یُفَرِّطُوۡنَ۔

ترجمہ۔اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے۔۱۰۸؎

اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡهِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِیۡدُ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِكَ یَوۡمُ الۡوَعِیۡدِ وَجَآءَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِیۡدٌ لَّقَدۡ كُنۡتَ فِیۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ۔

ترجمہ۔جب دو لینے والے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کے اس کے پاس ایک نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے کے جس

سے تو بدکتا ہے اور صور پھونکا جائے گا اور یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کے اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔۱۰۹؎

روز قیامت جب لوگوں کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو یہ کام اللہ کے لئے نہایت سرعت، آسان اور تیز رفتار ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں !

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۔

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔۱۱۰؎

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۔

ترجمہ۔اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے ۔۱۱۱؎

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کسی پر رائی کے دانے کے ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا۔۱۱۲؎

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔

ترجمہ۔آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔۱۱۳؎

ارشادات خداوندی:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔۱۱۴؎

ترجمہ۔اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کے مجرمین اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کے ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہیں جو کچھ

انھوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا برابر ظلم نہیں کرے گا۔

لَّقَدْ اَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۔۱۱۵؎

ترجمہ۔وہ سب پر محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے۔سب روز قیامت فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔۱۱۶؎

ترجمہ۔ہم یقیناً ایک دن مردوں وزندہ رنے والے ہیں اور جو کچھ افعال انھوں نے کئے ہیں وہ سب ہم لکھتے جارہے ہیں اور جو کچھ آثار انھوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کررہے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔۱۱۷؎

ترجمہ۔اس دن یہ ذلت کا عذاب ہوگا جب اللہ ان سب کو پھر سے زندہ کرکے اٹھائے گا اور انھیں بتادے گاہ وہ کیا کچھ کرکے آئے ہیں، وہ سب کچھ بھول گئے مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۔۱۱۸؎

ترجمہ۔تاکہ وہ (رسول) یہ جان لیں کے انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے اور وہ ا(اللہ)ن کے پورے ماحول ااحاطہ کئے ہوئے ہے اور ایک ایک چیز کواس نے گن رکھا ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۔۱۱۹؎ ترجمہ۔ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۔۱۲۰؎ ترجمہ۔بے شک تمھارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات :

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے!
اللھم حاسبنی حسابا یسیرا۔ ترجمہ۔ اللہ میرے اعمال کا آسان حساب لیجئے گا۔
حضرت عائشہؓ نے پوچھا کے آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آسان حساب کا مطلب یہ ہے کے انسان اپنے اعمال نامہ کو دیکھ لے اور اللہ اس سے درگزر فرمائے اور عائشہ حقیقت تو یہ ہے کے اس دن جس شخص کا حساب کھل گیا سمجھ لو وہ برباد ہوگیا۔ ۱۲۱؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال :

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریمؓ نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا اور لاشریک ہے، وہ دلوں کی نیتوں اور انسان کے اندر کے بھید کو بھی جانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ ہر شے پر چھایا ہوا ہے، ہر شے پر اس کا زور چلتا ہے۔ ۱۲۲؎
اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔ ۱۲۳؎

حوالہ کتب:

۱۔ المنجد۔ لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء)۔ ص۔ ۱۰۶۱۔ مطبوعہ المطبعہ الغاثولیکہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۲۔ المنجد۔ لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء)۔ ص۔ ۸۰۸۔ مطبوعہ المطبعہ الغاثولیکہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۳۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۔ صحیح بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۳۔سورہ الحج۔آیت۔۳۷۔
۱۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۵۴۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔
۲۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۶۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۱۱۸۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔
۲۷۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۲۸۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۳۰۔لوح و قلم۔قلندر بابا اولیا۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء)۔ص۔۲۹۱۔مطبوعہ المطبعہ الغاثولیکہ بیروت۔
۳۴۔سورہ البینہ۔آیت۔۵۔
۳۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۔
۳۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔
۳۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۱۱۔
۳۸۔سورہ المومن۔آیت۔۱۴۔
۳۹۔سورہ المومن۔آیت۔۶۵۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۴۱۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۵۔
۴۲۔سورہ لقمان۔آیت۔۳۲۔
۴۳۔سورہ ص۔آیت۔۸۲۔۸۳۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۴۶۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۴۷۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ)۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۴۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ج۔۵۔رقم الحدیث۔۶۸۱۳۔
دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۰ھ۔
۵۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۵۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۵۲۔تبلیغ دین۔امام غزالی۔مترجم۔مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی۔ص۔۲۱۰۔مکتبہ مدنیہ لاہور۔سن ندارد۔

۵۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۴۔تبلیغ دین۔امام غزالی۔مترجم۔مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی۔ص۔۲۱۰۔مکتبہ مدنیہ لاہور۔سن ندار۔
۵۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۵۶۔القرآن۔
۵۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۹۔
۵۸۔سورہ احزاب۔آیت۔
۵۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۶۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۶۶۔ترغیب وترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ۔۱۴۰۷ھ۔
۶۷۔ترغیب وترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ۔۱۴۰۷ھ۔
۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۶۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۷۰۔ترغیب وترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ۔۱۴۰۷ھ۔
۷۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔

سنن النسائی۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔

۷۲۔ مشکوۃ۔ امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ دار ارقم۔ بیروت۔

۷۳۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۲۱ھ۔

۷۴۔ ترغیب وترھیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔ ۱۴۰۷ھ۔

۷۵۔ سنن النسائی۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت۔

سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔

۷۶۔ ترغیب وترھیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔ ۱۴۰۷ھ۔

۷۷۔ تشبیہات رومی۔ خلیفہ عبدالحکیم۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔ ۱۹۵۹ء۔

۷۸۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۷۹۔ تجلیات حکمت۔ مرتب۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔ مترجم۔ سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔

۸۰۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۸۱۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۸۲۔ المفردات۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۸۳۔ المفردات۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۸۴۔ سورہ البقرہ۔ آیت۔ ۳۰۔

۸۵۔ القرآن۔

۸۶۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔

۸۷۔ ترغیب وترھیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔ ۱۴۰۷ھ۔

۸۸۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۲۱ھ۔

۸۹۔ صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۹۰۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۰۰۔

۹۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۹۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۹۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۹۶۔لوح وقلم۔قلندر بابا اولیا۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۹۷۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۹۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۹۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۰۔سورہ النبا۔آیت۔۲۹۔
۱۰۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔۱۴۔
۱۰۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔
۱۰۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۰۵۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔
۱۰۶۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔
۱۰۷۔سورہ النفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۱۰۸۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۱۰۹۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۱۱۰۔سورہ القمر۔آیت۔۵۰۔
۱۱۱۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۱۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔

۱۱۳۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔

۱۱۴۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔

۱۱۵۔سورہ مریم۔آیت۔۹۴۔

۱۱۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۱۲۔

۱۱۷۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔

۱۱۸۔سورہ جن۔آیت۔۲۸۔

۱۱۹۔سورہ النبا۔آیت۔۲۹۔

۱۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۵۔

۱۲۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔

۱۲۲۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۶۸۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔

۱۲۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

:(۲)

جہان عشق

عشق (حب) کی تعریف:

حب۔عربی زبان کا لفظ ہے جو (ح۔ب۔ب) سے مشتق ہے۔ا؎

عربی زبان میں محبت اور عشق کے لئے لفظ 'حب' کا استعمال کیا جاتا ہے۔

الحب اور المحبۃ ۔کے معنی کسی کو لازم پکڑنے کے ہیں اس مادہ کے بنیادی معنی لزوم اور ثبات کے ہیں یعنی کسی شے کو لازمی پکڑ لینا اور مستحکم طور پر رہنا۔۲؎

راغب اصفہانی کہتے ہیں کے محبت کے معنی اس چیز کو چاہنا جیسے اچھا اور مفید پایا جائے اس کے تین پہلو ہیں۔ ۳؎

ا۔لذت کے لئے (جیسے مرد وعورت کی محبت)۔

۲۔مفید اور نفع بخش مادی اشیاء اور چیزوں کو چاہنا۔

۳۔فضل وشرف یعنی معنوی امور سے محبت رکھنا۔

وہ کہتے ہیں کے کبھی محبت کے معنی ارادہ کے بھی کئے جاتے ہیں لیکن محبت میں ارادہ سے زیادہ زور قوت پایا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں 'حب' کا لفظ 'کرہ' کے مقابلے میں آیا ہے جہاں اس کے معنی پسندیدگی کے ہیں۔

الحب اور المحبۃ ۔صاحب المحیط نے لکھا ہے،اس لفظ کے درج ذیل پانچ معانی ہیں۔

ا۔حبب السنان ۔سفیدی اور صفائی یعنی دانتوں کی چمک۔

۲۔حباب الماٗ۔بلند،ظاہر ونمودار ہونا۔

۳۔حب البعیر واحب۔کسی چیز کا اپنی جگہ پر ٹھہرے یا جمے رہنا جیسے اونٹ جم کر بیٹھ جائے اور پھر نا اٹھے۔

۴۔حبۃ القلب۔کسی شے کا خالص ہونا یا کسی شے کا حقیقی جوھر۔

۵۔حب الماٗ۔کسی شے کی حفاظت کرنا یہ بامعنی مشک کے بھی ہے۔۴؎

عشق ذات باری تعالی کی ایک ایسی صفت ہے جو روح کو ذات کی جانب متواتر اور مسلسل کھینچتی ہے،عشق کی معرفت لامحدود ہے جبکہ لامحدودیت صفت باری تعالی بھی ہے،روح کے اندر ذات کی اسی کشش کے ادراک اور احساس کا نام عشق ہے جو اس کائنات کی سب سے بڑی اور اٹل حقیقت ہے جیسے بجا طور پر روح کائنات بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ کائنات کی رگ و پے میں مسلسل جاری وساری ہے یہاں کی کل کاری گری وحرکات وسکنات وعوامل اسی کے مرہون منت ہیں یہ ایک عطیہ خداوندی اور نعمت ازلی ہے کیونکہ یہی اصل زندگی ہے اس قوی جذبے سے انسان کا تعلق روز الست سے قائم اور استوار ہے کے جب خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو پکارا اور کہا!الست بربکم جواب میں تمام انسانوں نے بیک وقت کہا قالو بلی تو دراصل تعارف،عرفان ذات،آگہی،پہچان یا معرفت کی ابتداءتو اسی دن سے ہی ہوگئی کیونکہ بقول ابو محمد رویم کے معرفت کو اللہ تعالی نے سب سے پہلے تمام انسانوں پر فرض کیا۔

حدیث قدسی ہے!میں چھپا ہوا خزآنہ تھا تو میں نے یہ چاہا کے میں پہچانا جاؤں تو میں نے انسان کو پیدا کیا یہ پہچان اور معرفت دراصل جذبہ عشق ہی ہے جو خالق اپنی مخلوق سے کرتے ہیں عشق اللہ کی صفت ہے زبان وقلم دونوں ہی اس کی تعریف سے عاجز وقاصر ہیں جبکہ عقل سے بھی اس کی تشریح ممکن نہیں کیونکہ عشق کی تعریف صرف اور صرف عشق ہی بیان کرسکتا ہے جیسے چاند کی دلیل خود چاند ہے،اہل علم حضرات تو یہاں تک کہتے ہیں کے عشق جان میں ہوتا ہے جبکہ نسب جسم میں لہٰذا اس اعتبار سے عشق کا رشتہ نسب کے مقابلے میں زیادہ محکم اور مستحکم

تر ہے۔

اصول یہ ہے کے جب تک کسی ہستی کا ادراک اور آ گہی حاصل نہ ہو اس وقت تک اس سے محبت بھی نہیں ہوسکتی ہے یعنی معرفت کے لئے پہچان کا ہونا لازمی ہے یعنی عرفان ذات ادارک اور آ گہی کے بغیر ناممکن ہے، ذات باری تعالی کی معرفت جب کسی کو حاصل ہوتی ہے یا وہ راہ سلوک کی منازل طے کرتا ہے تو اس سفر کی کٹھنائیوں میں ایک عجیب لذت اور سرور پایا جاتا ہے تاہم انسان اپنے طبعی رجحان، افتادطبع اور عمر، علم، عقل، مشاہدات اور تجربات ی روشنی میں بتدریج معرفت کے مدارج طے کرتا چلا جاتا ہے اگرچہ ہستی ذات کی پہچان، ادراک اور آ گہی صاحب ادراک کی طبیعت کے موافق ہوتی ہے جب ہی اس سے متعلق آ گہی اور پہچان میں اس شخص کو سرور، لذت وکیف حاصل ہوتا ہے۔

علماء کرام نے تو یہاں تک لکھا کے ہر لذت دینے والی چیز لذت پانے والے کے نزدیک محبوب ہوتی ہے اور اس شے کا محبوب ہونا دراصل اس شخص کے طبعی میلان کی جانب ایک اشارہ بھی ہے۔

علماء کرام نے بھی لکھا کے محبت اس کا نام ہے جس سے لذت ملتی ہے جب طبیعت کا یہ رجحان اور میلان پختہ اور قوی ہوجائے تو اس کیفیت کو عشق کہتے ہیں۔

انسان اپنے حواس کی مدد سے ان لذات کو محسوس کرتا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

تمھاری دنیا کی تین چیزیں مجھے محبوب ہیں۔

ا۔خوشبو۔

۲۔عورتیں۔

۳۔اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل

امین تشریف لائے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ تھام کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کا وہ دروازہ دیکھایا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت میں داخل کی جائے گی یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسرت سے فرمایا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی وہ دروازہ دیکھنا نصیب ہوجاتا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !اے ابوبکرؓ جان لو میری امت میں سے جو لوگ بھی داخل جنت کئے جائیں گے ان میں سب سے پہلے شخص تم ہی ہوگے۔٦؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے دنیا میں نماز پڑھی وہ روز قیامت نماز کے دروازے سے داخل جنت ہوجائے گا جس نے دنیا میں روزے رکھے وہ روز قیامت ریان نامی دروازے سے جنت میں داخل کردیا جائے گا، اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کا کوئی امتی ایسا بھی ہے جس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں ابوبکرؓ تمھارے لئے جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں۔٧؎

اللہ کی محبت:

ارشادات خداوندی:

اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ۔

ترجمہ۔وہ اللہ کے محبوب اور اللہ ان کا محبوب ہے۔٨؎

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

ترجمہ۔اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید تر ہیں۔٩؎

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ۔نیکی کرو اللہ نیکی کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔١٠؎

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۱؎

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ، اللہ سے ڈرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۲؎

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۳؎

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۴؎

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔۱۵؎

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بستہ کھڑے ہو کر لڑتے ہیں۔۱۶؎

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

ترجمہ۔کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں وہ لوگ ان کی محبت میں ایسے مبتلا ہیں جیسی محبت انھیں اللہ سے ہونی چاہئے حالانکہ ایمان والے سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔۱۷؎

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت کرتے ہو

تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے ان سے کہو کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں پھر اگر وہ تمھاری دعوت قبول نہ کریں تو پھر یہ یقیناً ناممکن ہے کے اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں ۔ ۱۸؎

’حب‘ کے معنی کسی چیز پر ثابت قدمی سے جمے رہنا ہے لہٰذا خدا کے ساتھ انسان کی محبت کے معنی انتہائی ثابت قدمی، استقامت اور خلوص نیت سے احکامات خداوندی کی اطاعت کرنا رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کے بے شک پرہیز گار اللہ سے تعلق جوڑتا ہے جس کے نتیجے میں خدا، اسے اپنا بنا لیتا ہے جو شخص اللہ کی جانب ایک بالشت آگے بڑھتا ہے تو خدا اس کی جانب ایک بازو (نیزہ) آگے بڑھتا ہے، اللہ کی رحمتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت اس کی مخلوق پر آسمان سے برس رہی ہیں لیکن ان مہربانیوں سے وہی لوگ محروم ہیں جن کے دل گناہ گار ہیں اگر انسانی قلوب پر شیاطین کا بسیرا نہ ہوتا تو انسان آسمانی بادشاہت کی نشانیاں ضرور بہ ضرور دیکھ لیتا چنانچہ انسان کی فضیلت رحمانی صفات و کمالات میں پوشیدہ ہیں جبکہ یہی اس کی تکمیل بھی ہے جس کے سبب وہ خدا کے یہاں مستحق اکرام ٹھہرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے!

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے اللہ ایسے بہت سے لوگ پیدا کردے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے اور جو اللہ کی راہ میں جدو جہد کریں گے ۔ ۱۹؎

جب انسان قوانین الٰہی کا خلوص دل سے پابند ہوجاتا ہے تو قرآن کریم کی رو سے رب کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات میں محبت، رفاقت، استواری اور استحکام پیدا ہوجاتا ہے اور اللہ اپنے ایسے بندوں کا خود ولی و کارساز بن جاتا ہے جبکہ دوسری جانب جب انسان حکم الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور بغیر کسی حجت کے تمام احکامات کو بروئے کار لاتا ہے تو وہ خود بھی اللہ کا ولی یعنی دوست بن جاتا ہے قرآن کریم میں ان کیفیات کا جابجا متعدد آیات میں اظہار کیا گیا ہے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے، وہ انھیں اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔۲۰؎

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

ترجمہ۔ جو اللہ کے دوست ہیں اور جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں دنیا اور آخرت دونوں ہی زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔۲۱؎

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی نے واضح الفاظ میں فرما دیا! ایمان لانے والے اور تقوی اختیار کرنے والے اللہ کے دوست یعنی ولی ہیں لہٰذا یہ حجت تو یہیں تمام ہوئی جو ہمارے یہاں عام طور پر اولیاء اللہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے کے وہ کوئی مخصوص گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم نے یہ واضح کردیا کے ہر مومن ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہوتا ہے جیسے دنیا اور آخرت کی بے شمار کرم نوازیوں، کامیابیوں، کامرانیوں اور نعمتوں سے نوازا جائے گا ایسے افراد کے لئے اللہ تعالی نے 'حزب اللہ' کی اصطلاح استعمال کی ہے

ارشادات خداوندی:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ‌ؕ وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ‌ ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

ترجمہ۔تم کبھی یہ نہیں پاؤ گے کے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے،خواہ وہ ان کے باپ بیٹے ، بھائی یا اہل خانہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کردیا ہے اور اپنی طرف سے انھیں ایک روح عطا کرکے انھیں قوت بخشی ہے (اللہ) انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ یہ حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہیں اور خبردار رہو کہ! حزب اللہ (اللہ کے گروہ کے لوگ) ہی فلاح پانے والے ہیں ۔ ۲۲؎

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوۡلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ الۡكٰفِرِيۡنَ لَا مَوۡلٰى لَهُمۡ ۔

ترجمہ۔مومنین کا حامی و ناصر (دوست ، ولی ، کارساز صرف اور صرف) اللہ ہی ہے ۔ ۲۳؎

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مومنین کو آداب دعا سیکھائے ارشادات خداوندی ہیں !

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ‌ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ‌ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ‌ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ‌ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ‌ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا، وَاغۡفِرۡ لَنَا، وَارۡحَمۡنَا ‌ۚ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۔

ترجمہ۔مومنین تم یوں دعا کیا کرو کے اے ہمارے رب ! ہم سے بھول چوک میں جو قصور

ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر مالک ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں وہ بار ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر ہم سے درگزر فرما تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ ۲۴؎

وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ ۔ترجمہ۔اللہ تمھارا مولیٰ ہے۔ ۲۵؎

جبکہ ایک دوسری آیت میں شیطانی گروہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں!

۔اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔

ترجمہ۔بے شک **حزْبَ الشَّيْطَانِ** (شیطان کے گروہ کے لوگ) ہی خسارے میں رہنے والے ہیں ۔۲۶؎

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں! میں یہ سمجھتا تھا کے میں اللہ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب مجھ پر سے پردہ اٹھا تو مجھے یہ معلوم ہوا کے پہلے مجھے اللہ نے چاہا اس کے بعد مجھے اللہ سے محبت کی توفیق ہوئی ۔

عشق مجازی سے متعلق ارشادِ خداوندی!

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے ہے کےاس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرسکو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں ۔۲۷؎

مندرجہ بالا آیت میں لفظ 'انفسکم ازواجاً' استعمال کیا گیا ہے،ان دونوں الفاظ کے باہمی معانی لغات القران میں انسان کی ذات ،اس کی شخصیت یا اس کے وجود سے اس کے جوڑے کی تکمیل،قرار یا وجود پانے سے ہے جبکہ عربی زبان میں 'زوج' کی جمع ازواج ہے جس کے معنی دو چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مطابق اور مقابل ہونا جس کی مثال کائنات میں موجود ہر

نوع ،قسم اور صنف یعنی (Species) میں پائی جاتی ہے جس طرح سے دن اور رات کو زوجان کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی زوج ہے مزید براں اس کے کثیر معانی میں ساتھی ،شوہر، بیوی ، دوست ، ہم مشرب ، باہمی رفیق کے بھی ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ہم رنگ اور ہم آہنگ بھی ہوں عام طور پر ازواج سے مراد شوہر اور بیوی کے لئے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک سے دوسرے کی تکمیل ہوتی ہے جبکہ اس رشتے کی گہرائی کو سمجھ لینے کے لئے اتنا کافی ہے کے قرآن کریم میں ایک مقام پر 'تزوجہ النوم' یعنی (نیند کا آنکھوں میں گھل مل جانے) کی اصطلاح استعمال کیا جانا ہے جبکہ ایک اور مقام پر اللہ تعالی فرماتے ہیں

يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔

ترجمہ۔ائے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔۲۸ ؎

مندرجہ بالا آیت میں پہلے انسان (آدم) کے وجود سے دوسرے انسان (حوا) کی پیدائش اور پھر آگے چل کر ان دونوں کے ازدواجی تعلق کی بات کی گئی ہے تلمود میں بتایا گیا! حضرت آدم جنت میں تنہائی محسوس کرتے تھے ایک دن جب وہ گہری نیند سو گئے تو ان کی دائیں جانب کی تیرہویں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا گیا۔۲۹ ؎

لیکن عام مفسرین کے مطابق قرآن کریم حضرت حوا کی پیدائش کی تفصیلی کیفیت کو بیان نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کے ہم نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا جبکہ بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ علماء باطن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کے قانون قدرت تو یہ ہے کے کائنات کی ہر شے کے دو رخ ہیں ۔ا۔ظاہری رخ ۔ ۲۔ باطنی رخ۔

لہٰذا انسان بھی دو یعنی ظاہری اور باطنی رخوں کا مجموعہ ہے یعنی مرد کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ عورت کا ہے جبکہ عورت کے باطنی وجود میں مغلوب متضاد رخ مرد کا پوشیدہ اور مستور

ہے اگر آدم کے اندر حوا موجود نہ ہوتیں تو کبھی ظاہر نہ ہوتیں اور اسی طرح سے مریم کے وجود میں اگر عیسیٰ مستور نہ ہوتے تو وہ بھی کبھی ظاہر نہ ہوتے لہٰذا اس کائنات میں اسی قانون یعنی ظاہری اور باطنی متضاد رخوں کی وجہ سے افزائش نسل اور جنسی کشش کا سلسلہ رواں دواں ہے کیونکہ ہر مغلوب رخ کو غالب رخ کی طلب اور جستجو ہے یہاں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے یہاں انسان سمیت کل انواع واصناف کی مخلوقات کو بھی ہر حال میں اپنی تکمیل چاہیئے

اگر چہ اس موضوع پر ہر دور میں ہی طبع آزمائی کی گئی اسی قانون قدرت کو حکیم جالینوس اپنے شاگردوں سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں 'خوب سمجھ لو کے جب بھی دو انسان آپس میں ملتے ہیں تو ان میں لازماً کوئی نہ کوئی قدر ضرور مشترک ہوتی ہے جس طرح سے کوئی پرندہ کبھی بھی دوسری جنس کے پرندوں کے غول کے ساتھ نہیں اڑتا ہے پھر حکیم جالینوس نے مزید کہا ایک بار میں نے صحرا میں کوئے اور کلنگ کو بڑی محبت اور شوق سے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے دیکھا جیسے دونوں ایک دوسرے کی جنس کے فرد ہوں؟ میں بہت دیر تک سوچتا رہا کے آخر ان میں کون سی قدر مشترک ہے؟ اور بھلا یہ دونوں ایک ساتھ کیوں کر بیٹھے ہیں؟ میں حیرت میں گم یہ سوچتا ہوا جب ان کے نزدیک پہنچا تو میں نے یہ دیکھا کے دونوں ہی پرندے لنگڑے ہیں'

معروف پیرا سائیکلوجسٹ رئیس امروہوی اس حوالے سے کہتے ہیں! عاشق اور معشوق کے درمیان ایک رمز اور ایک بھید ہوتا ہے یہ وہ راز ہے جس سے کراماً کاتبین تک بے خبر ہوتے ہیں۔ ۳۰؎

بقول شاعر! آنکھیں پہچانتی ہیں آنکھوں کو | درد چہرہ شناس ہوتا ہے
ڈس ہی لیتا ہے سب کو عشق کبھی | سانپ موقع شناس ہوتا ہے

امام غزالی نے لکھا کے ایک محبت خفی محب اور محبوب میں بھی پائی جاتی ہے عموماً دو لوگ ایک دوسرے سے شدید اور پختہ محبت کرتے ہیں جبکہ اس محبت میں کوئی دنیاوی غرض وغایت، نفع یا

جمال نہیں ہوتا بلکہ وہ خالصتاً ایک دوسرے کی ارواح سے ہوجاتی ہے یعنی یہ محبت ان دونوں افراد کی ارواح کی ایک دوسرے سے مناسبت کے سبب قائم ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم بھی اس جانب اشارہ کرتا ہے کے

اَلْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ترجمہ۔ عالم ارواح میں روحیں ایک دوسرے سے متعارف اور آشنا تھیں اور ان کے درمیان الفت اور محبت بھی قائم تھی جب وہ دنیا میں آئیں تو جن ارواح کے مابین عالم ارواح میں محبت اور الفت قائم تھی دنیا میں بھی ان کو محبت کو دوام حاصل ہوا۔

امام غزالی نے اس قسم کی محبت کو عجائب محبت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ۳۱؎

روح کی غذا:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اللہ کی محبت روح کی غذا ہے اور جب تک روح کو غذا میسر نہیں آتی آدم زاد سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بے چین رہتا ہے۔ ۳۲؎

اللہ کی محبت پانے کی دعا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

ترجمہ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی بھی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ایسا عمل چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ ۳۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگے، جس سے تم محبت کرتے ہو۔ ۳۴؎

بقول شاعر!

مٹا کر اپنی ہستی کو سراپا جستجو ہوجا　　　تو جو چاہے گا وہ ہوگا، جو وہ چاہتا ہے تو ہوجا

بقول اقبال!

کمال زندگی دیدار ذات است　　　طریقش رستن از بند جہات است

ترجمہ۔ زندگی کا حاصل ذات حق کا دیدار ہے اور اس دیدار کا طریقہ زمان ومکان کی قید سے آزاد ہونا ہے۔۳۵؎

عشق (حب) احادیث کی روشنی میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار ارشادات بھی محبت کے حوالے سے موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! یا اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وثناء کے بیان سے قاصر ہوں، تو ایسا ہی ہے جیسا تونے اپنی تعریف بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں!۔ العَجزُ عَن دَرکِ الإدراكِ إدراكُ۔

ترجمہ۔ادراک کا عجز ہی تو دراصل ادراک ہے۔۳۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أَفَمَن شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔

ترجمہ۔جس کا سینہ اسلام کے کے لئے کھول دیا تو گویا وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے ۔۳۷؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ فرماتا ہے جو لوگ میری ذات سے محبت کرنے والے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جس کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔۳۸؎

ابورزین عقیلیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا ایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر شے سے بڑھ جائے اس کیفیت کو ایمان کہتے ہیں۔۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ اور

میری محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ بڑھ کر نہ ہو جائے۔۴۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! وہ مومن نہیں جب تک میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نزدیک اس کے گھر والوں، مال اور سب لوگوں سے محبوب ترنا ہو جاؤں۔۴۱؎

ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مومن نہیں جس کو میں اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۔۴۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! االلہ سے اس لئے محبت رکھو کیونکہ وہ تمھیں ہر صبح اپنی نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے اور مجھ سے اس لئے محبت رکھو کیونکہ اللہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔۴۳؎

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کے تو پھر تو مفلسی کے لئے تیار ہو جا، اس شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے تو پھر تو بلا کے لئے تیار ہو جا۔۴۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح سے دعا فرماتے تھے! یا اللہ تو مجھے روزی عطا فرما، اپنی محبت عطا فرما اور جو کوئی بھی تجھ سے محبت رکھے اس کی محبت، اور جو عمل مجھے تیرے قریب کر دے اس کی محبت اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔۴۵؎

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کے قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کے تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اس شخص نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بہت زیادہ نمازیں اور روزے تو جمع نہیں کئے لیکن مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! 'المراء مع من احب' یعنی۔ انسان اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں، میں نے اسلام کے بعد مسلمانوں کو کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات سے خوش ہوئے۔۴۶؎

حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کے اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو وہ آیت انھیں کافی ہوگی صحابہ کرام نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی آیت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ ۴۷؎

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سب سے منقطع ہوکر اللہ کی جانب متوجہ ہوگا اللہ اس کی ہر مہم میں اس کے لئے کافی ہے اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوگا اور جو شخص سب سے منقطع ہوکر دنیا کی طرف متوجہ ہوگا تو پھر اللہ اس کو دنیا کے سپرد کر دے گا۔ ۴۸؎

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ارشادات عشق مجازی سے متعلق بھی موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی چیز کی محبت تمھیں (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا کر دیتی ہے اور (اس کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔ ۴۹؎

حضرت انس بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی چیزوں میں سے عورتوں اور خوشبو کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے جبکہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۵۰؎

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور واقعہ برخ غلام:

کتب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک غلام برخ کا واقعہ بھی درج ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام برخ کے طفیل جب بارش کی دعا مانگی تو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کے برخ اچھا بندہ ہے لیکن اس میں ایک عیب ہے اسے نسیم صحرا پسند ہے اور اس کی طبیعت اس جانب مائل ہے جبکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھلا کسی دوسری جانب رجحان اور میلان کیسے رکھ سکتا ہے۔ ۵۱؎

حضرت داؤد علیہ السلام:

اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا! جو شخص مجھ سے محبت کا دعویٰ کرے

اور جب رات چھاجائے اور وہ غافل ہو رسو جائے تو ایسا شخص جھوٹا ہے کیونکہ وہ کیسا محبوب ہے جو محب کہلانے کے باوجود اپنے حبیب سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے میرے خدا تو کہاں ہے؟ کیونکہ میں تیرے پاس آنے کا قصد کرنا چاہتا ہوں، تو جواب باری تعالی آیا کے اے موسیٰ تو جب بھی میرا قصد کرے گا تو مجھے اپنے قریب پائے گا۔ ۵۲؎

عشق (حب) سے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ کیا قوال:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا، جو شخص عشق الہی کا مزہ چکھ لیتا ہے اس شخص کے قلب سے طلب دنیا نکال دی جاتی ہے اور اس کو لوگوں سے وحشت دلا دی جاتی ہے۔ ۵۳؎

عشق (حب) سے متعلق امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال:

نفع بخش ترین خزانوں میں دلوں کی محبت ہے۔

جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

بلاشبہ محبت کا پتہ زبان دیتی ہے جبکہ محبت کا اظہار مشاہدے سے ہوتا ہے۔

تین چیزیں محبت کا باعث ہوتی ہیں۔ ۱۔ دین۔ ۲۔ تواضع۔ ۳۔ سخاوت۔

تین چیزیں محبت کا سبب ہوتی ہیں۔ ۱۔ حسن اخلاق۔ ۲۔ حسن رفاقت۔ ۳۔ تواضع۔

جس کی گفتگو میں نرمی ہوتی ہے اس سے محبت ضرور ہو جاتی ہے۔

اگر میں مومن کے دونوں آنکھوں کے درمیان تلوار رکھ کر اس پر ضربیں لگاؤں تو وہ پھر بھی مجھ سے محبت ہی کرے گا جبکہ اگر میں منافق کو دنیا کی تمام دولت سے بھی نواز دوں تو وہ پھر بھی مجھ سے نفرت ہی کرے گا کیونکہ رب کائنات نے ازل میں ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا جس کی توثیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک نے کی! اے علی! تم سے مومن کبھی بغض نہیں رکھے گا اور منافق تم سے کبھی محبت نہیں کرے گا۔

میرے متعلق دو لوگ ہلاک ہوں گے۔ ا۔ میرے مقام کو حد سے زیادہ بیان کرنے والے (خدائی کے درجے پر پہنچا دینے والے)۔ ۲۔ میرے مقام کو حد سے زیادہ گھٹانے والے (برا بھلا اور تبرا کہنے والے)۔

جو شخص جس کی محبت میں مبتلا ہوتا ہے وہ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتا ہے۔

جو ہم سے یعنی (اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے) محبت کرتے ہیں انھیں چاہئے کے وہ مصیبتوں اور بلاؤں کے لئے تیار رہیں۔ ۵۴؎

حضرت مطرب بن ابی بکر ارشاد فرماتے ہیں کے محبوب کبھی بھی اپنے محبوب کے ذر سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ ۵۵؎

عشق فارسی اور اردو شعراء کی نظر میں:

اگر اردو اور فارسی ادب کا تجزیہ کیا جائے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کے تمام ادب اور شاعری عشق حقیقی اور عشق مجازی کے گرد ہی گھومتی ہے گویا ان کی شاعری کا اصل محور جیسے عشق ہی ہو اردو کے اولین شاعر امیر خسرو کے کلام میں بھی عشق کا گہرا رنگ جھلکتا ہے جو ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید گہرا ہوتا جاتا ہے جبکہ اردو اور فارسی کے بیشتر شعراء اور صوفیاء کرام نظریہ وحدت الوجود کے قائل ہیں جو کے فرد کی ذات اور کائنات کی نفی کا درس دیتی ہے اس نظریے کے زبردست حامی علامہ محی الدین ابن عربی ہیں جن کے افکار و خیالات نے اردو اور فارسی شاعری پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے جبکہ ان کے کلام کے بارے میں ایک عام رائے یہ ہے صوفیاء کرام کے نزدیک ان کا تمام کلام عشق حقیقی کے گرد جبکہ دیگر اہل علم کی رائے کے مطابق ان کا تمام کلام عشق مجازی کے گرد گھومتا ہے یعنی پڑھنے والا اپنی طرز فکر کے مطابق ان کے کلام سے مستفید ہوگا۔

علمائے لغت کے مطابق لفظ عشق عشقہ سے ماخوذ ہے جس کو عشق پیچاں یا آکاس بیل بھی کہتے ہیں اس بیل کی یہ خاصیت ہے کے یہ بیل جس درخت کے گرد لپٹتی ہے اس کو خشک کر کے ہی

چھوڑتی ہے لہٰذا ہم یہ دیکھتے ہیں کے کچھ یہی کیفیت عشاق کی بھی ہوتی ہے یعنی جس کو بھی عشق کا روگ لگا اس عشق نے اس کو خشک اور زرد کر کے ہی چھوڑا۔

مرض وسواس یجلبہ الی نفسہ بتسلیط فکرہ علی استحسان بعض الصور۔ یعنی۔ عشق جنون کا مرض ہے جو بعض صورتوں میں تو بہتر ہے لیکن اکثر انسان اسے فکری غلبہ کی بناء پر خود پر طاری کر لیتے ہیں۔۵۶؂

عشق چاہے حقیقی ہو یا مجازی تمام شعراء ہی اس جذبے سے مغلوب و متاثر نظر آتے ہیں جن میں رومی، جامی، شیرازی، سنائی، فخر الدین عراقی، بیدل، امیر خسرو، فیضی، نظیری،
فرید الدین عطار، ولی دکنی، غالب، میر، درد، امیر مینائی، داغ، آتش، چکبست، حالی، جوش، مومن، ذوق، شیفتہ، فانی، جگر، آزاد، میر انیس، دبیر مرزا، اقبال اور پھر ان کے بعد کے تمام شعراء شامل ہیں اور ان سب کے ہی کلام میں ہمیں جا بجا عشق و مستی کی مختلف کیفیات نظر آتی ہیں گویا عشق ہی ان کا مبداء و منتہیٰ ہو پھر جذب و سرور، ذوق و شوق، سوز و ساز، ہجر و وصال، حجاب و انکشاف، راز و نیاز، تلخی و شیرینی، فقر و سلطانی اور بے تکلفی و سادگی کا اظہار بھی ہمیں اسی پیرائے میں جا بجا نظر آتا ہے۔

شیخ فخر الدین عراقی کہتے ہیں کے عشق، عاشق سے بے غرضی، اخلاص اور خود سپردگی کا متقاضی ہے کیونکہ یہی کامیابی کی دلیل بھی ہے جو عشق میں ہر لمحہ ترقی کا بھی ایک سبب ہے نیز عشق ہی عاشق کی ذات میں تجلیات سے فیضیاب ہونے کی استعداد کو بھی بڑھاتا ہے۔۵۷؂

عشق حقیقی بلھے شاہ کی نظر میں:

بلھے شاہ کہتے ہیں کے عشق کا ابتدائی سفر بہت دلکش ہوتا ہے لیکن اس کی راہ پر خطر اور منزل دور ہے عاشق کی ذرا سی ناسمجھی اور کوتاہی معشوق کی ناراضگی کا سبب بن سکتی ہے اور عاشق کے لئے مصیبتوں کا پہاڑ کھڑا کر سکتی ہے یہی حال بلھے شاہ کا ہوا جب ان کی کوتاہی کے سبب ان کے مرشد ناراض ہو گئے تو بلھے شاہ کا حال کسی مجنون سے کم نا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کے ایک دفعہ

سائیں بلھے شاہ نے اپنے مرشد عنایت شاہ کو اپنے کسی نزدیکی رشتے دار کی شادی پر آنے کی دعوت دی لہٰذا مرشد خود تو نا آئے البتہ اپنی طرف سے ایک طالب کو بھیج دیا وہ طالب ذات کا آرائیں (مالی) اور فقیرانہ لباس میں تھا ایک طرف بلھے شاہ کا سید خاندان اور سیادت کا غرور جبکہ دوسری جانب وہ معمولی لباس میں ملبوس طالب جس کی جانب ان کے اہل خانہ نے کوئی خاص توجہ نہ کی یہی چوک بلھے شاہ سے بھی ہوئی حالانکہ وہ طالب آپ کے مرشد کا نمائندہ اور آپ کا پیر بھائی بھی تھا آپ کو اس کی عزت افزائی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھنی چاہئے تھی لیکن دنیا داری میں آ کر آپ نے اس کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی، جب طالب شادی سے لوٹا تو عنایت شاہ (مرشد) نے اس طالب سے شادی کا حال دریافت کیا جس پر اس طالب نے بڑے دکھ سے یہ گلہ کیا کے میری ادنیٰ ذات کی وجہ سے بلھے شاہ اور اس کے اہل خانہ نے مجھے نظر انداز کیا یہ سنکر مرشد عنایت اللہ نے کہا کے بلھے کی یہ مجال پھر بولے ہم نے اس نکمے سے کیا لینا ہے چلو ہم اس کی کیاریوں کا پانی تمھاری طرف موڑے دیتے ہیں بس اتنی سی بات کہنے کی دیر تھی کے بلھے شاہ کے لئے قیامت بپا ہو گئی جیسے ہی مرشد نے رحمت کا سر چشمہ بند کیا ویسے ہی بلھے شاہ کی بہار خزاں میں بدل گئی اندرونی نظارے جاتے رہے تجلی ظلمت میں بدل گئی اور خوشی ماتم میں بلھے شاہ کے سر پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا بلھے شاہ مرشد کے پاس گئے لیکن مرشد نے منہ موڑ لیا اور اپنی درگاہ میں ان کا آنا ممنوع قرار دیا کسی مرید کے لئے اس سے بڑی سزا اور کیا ہو سکتی تھی لہٰذا بلھے شاہ جدائی اور پشیمانی کی حالت میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے ان کے کلام میں اس درد بھری حالت کا سوز ملتا ہے یعنی محبوب کے وصال سے سرور جبکہ اس کی جدائی کی تڑپ ایک پوشیدہ آگ کی مانند بلھے شاہ کو مسلسل جلا رہی تھی ،مرشد کی جدائی میں رونا بلھے شاہ کا روز کا معمول بن گیا ان کی جدائی کا درد وحشت کی حد تک جا پہنچا کیونکہ ایک دفعہ وہ اس دولت بے بہا سے مالا مال ہو چکے تھے لیکن جب یہی دولت ان سے چھن گئی تو اس کی تڑپ اور تکلیف اس قدر زیادہ تھی کہ دنیا کی ساری تکالیف اس روگ کے

آ گے ہیچ ہوگئیں اصل میں روحانی دولت کا مالک مرشد کامل ہوتا ہے طالب یا مرید اس اعتبار سے مرشد کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے بلھے شاہ کو یہ معلوم تھا کہ ان کے مرشد عنایت اللہ اپنے پیر مرشد کے عرس پر ہر سال جایا کرتے ہیں پھر کیا تھا وہ بھی عرس میں پہنچ گئے انھوں نے ایک عورت کا بھیس بھرا اور عرس میں ایسا دیوانہ وار ناچ کے تمام ناچنے والے تھک کر بیٹھ گئے لیکن بلھے شاہ ایک عالم بے خودی میں ناچتے اور گاتے رہے ان کے گانے میں کلیجے کو چھلنی کر دینے والی ایک آہ اور گداز تھی وہ عالم بے خودی میں اپنی یہ کافی گا رہے تھے کے مرشد نے تڑپ کر کہا تو تو بلھا ہے یہ سننا تھا کے بلھے شاہ دوڑ کر اپنے مرشد کے قدموں سے لپٹ گئے ان کی آنکھوں سے پشیمانی کے آنسو رواں تھے انھوں نے کہا بلھا نہیں بلکہ بھلا ہاں یعنی (بھٹکا ہوا قصوروار ہوں) تاہم مرشد کبھی بھی اپنے مرید سے بے خبر نہیں ہوتا جب انھوں نے دیکھا کے جدائی اور پشیمانی کی آگ نے انھیں جلا کر کندن بنا دیا تو انھوں نے ان کی خطا کو بخش دیا پھر کیا تھا بلھے کی سوکھی کیاری کو دوبارہ سے پانی ملنے لگا روایت ہے مرشد عنایت اللہ نے بلھے شاہ کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنے ساتھ لے گئے رات بھر اپنی صحبت کے جام پلائے یہاں تک کے بلھے شاہ کی روح مرشد کے رنگ میں رنگ گئی اور دنوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا یعنی وہ فنا فی الشیخ ہوگئے، بلھے شاہ عشق حقیقی کی وضاحت میں مزید یہ کہتے ہیں، خدا تعالی انسان کے اندر اپنا عشق اور اس کی تڑپ خود بیدار فرماتے ہیں پھر خود اس کی راحت کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں عشق خدا کی دین ہے جو پوری کائنات میں گونج رہا ہے۔۵۸ ؎

میر تقی میر:

میر تقی میر نے تو اپنی خودنوشت میں لکھا کے ابھی میں بمشکل آٹھ یا نو سال کا تھا تو میرے والد اور چچا نے مجھے عشق حقیقی سے متعلق یہ ہدایت کی کے 'بیٹا عشق اختیار کرو، عشق ہی اس کارخانے پر مسلط ہے، اگر عشق نہ ہوتا تو یہ سارا نظام درہم برہم ہوجاتا بے عشق زندگانی وبال ہے جبکہ عشق میں دل کھونا اصل کمال ہے، عشق ہی بناتا ہے اور عشق ہی بگاڑتا ہے عالم میں جو

کچھ بھی ہے وہ عشق کا ہی ظہور ہے،آگ سوزِعشق ہے، پانی رفتارِعشق ہے،خاک قرارِعشق ہے، ہوا اضطرارِعشق ہے،موت عشق کی مستی ہے،حیات عشق کی ہوشیاری ہے، رات عشق کا خواب ہے اور دن عشق کی بیداری ہے۔۵۹؎

مولانا آزاد:

مولانا آزاد اپنی رباعیات سرمد کی تمہید میں لکھتے ہیں کے مادی بندشوں میں جکڑا ہوا انسان ان جکڑبندیوں سے رہائی اور نجات حاصل نہیں کرسکتا ہے جب تک کے اس کے دل پر کوئی گہری چوٹ نہ لگے کیونکہ جب تک انسان کا دل گہری چوٹ نہیں کھاتا وہ دنیاوی لذات کو نہیں چھوڑتا ہے جبکہ یہ چوٹ صرف اور صرف عشق کے ہاتھوں ہی لگ سکتی ہے کیونکہ فرشتہ عشق کے بازوؤں میں وہ طاقت ہے کے اس کی تلوار کے پہلے کاری وار سے ہی خونی رشتے اور دنیاوی کشش کی زنجیر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہے۔۶۰؎

عشق صوفیاء کرام کی نظر میں :

حسن بصریؒ :

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کے جو شخص اللہ کو پہچانتا ہے وہ وہ اسے محبوب جانتا ہے اور جو شخص دنیا کو پہچانتا ہے وہ دنیا کو محبوب جانتا ہے۔۶۱؎

سلیمان درانیؒ :

حضرت سلیمان درانی فرماتے ہیں، اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن کو دنیا اور جنت کے درمیان کی نعمتیں اللہ کی محبت سے نہیں روکتی ۔ ۶۲؎

حضرت عبدالواحد بن رحمۃ :

حضرت عبدالواحد بن رحمۃ فرماتے ہیں کے ایک شخص برف کی سل پر سورہا تھا تو میں نے اس سے دریافت کیا تمھیں سردی نہیں لگتی ؟ تو اس نے کہا جن لوگوں کے قلوب اللہ کی یاد سے معمور اور اس کے عشق میں گرم رہتے ہیں انھیں سردی نہیں لگتی ۔ ۶۳؎

حضرت حرم بن حیانؒ :

حضرت حرم بن حیان فرماتے ہیں کے جو شخص اللہ کو پہچان لیتا ہے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور وہ اس محبت حقیقی کی ایسی لذت سے دو چار ہو جاتا ہے کے دنیا کی خواہش اس کے دل سے نکال دی جاتی ہے چنانچہ وہ شخص جسمانی اعتبار سے تو دنیا میں رہتا ہے لیکن روحانی اعتبار سے آخرت میں رہتا ہے۔ ۶۴ ؎

حضرت یحییٰ بن معاذؒ :

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کے اللہ کا عفو بندے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے پس جو شخص اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہو اس کو اس کی تمام امیدیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ کی محبت عقل انسانی کو مدہوش کر دیتی ہے اور اللہ کی مودت اور اور اس کے لطف کا کیا ٹھکانہ بعض آسمانی کتابوں میں تو یہ بھی لکھا ہے کے ائے میرے بندے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تجھ پر بھی لازم ہے ہ تو مجھ سے محبت کر۔

حضرت یحییٰ مزید فرماتے ہیں، اللہ کے نزدیک ایک رائی کے دانے کے برابر محبت بھی ستر سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔ ۶۵ ؎

حضرت معروف کرخیؒ :

حضرت معروف کرخی سے ان کے ایک شاگرد نے پوچھا، حضرت آپ کو کس چیز نے عبادت کی جانب متوجہ کیا اور اس کی ترغیب حاصل ہوئی ؟ تو آپ نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی پھر اس شاگرد نے خود ہی کہا کے موت کی یاد نے ؟ تو آپ نے فرمایا، موت کی اصل
کیا ہے؟ شاگرد نے جواب دیا کے برزخ، قبر، دوزخ کا خوف یا جنت کی توقع آپ نے جواباً عرض کیا کے یہ تمام چیزیں بے اصل ہیں، اصل چیز اللہ کا قرب اور اس کا دیدار ہے جب تمھیں وہ حاصل ہو جائے گا تو باقی چیزیں بھی حاصل ہو جائیں گی۔ ۶۶ ؎

رابعہ بصری:

حضرت سفیان ثوری نے حضرت رابعہ بصری سے ان کے ایمان کی حقیقت دریافت فرمائی تو آپ نے فرمایا میں نے اللہ کی عبادت خوف دوزخ اور حصول جنت کے شوق سے نہیں کی بلکہ میں نے اللہ کی عبادت صرف اور صرف اللہ کے شوق اور اس سے محبت کی وجہ سے کی ہے۔

رومی:

رومی فارسی زبان کے محض ایک صوفی شاعر نہیں ہیں بلکہ ان کی حیثیت کسی روحانی استاد سے کم نہیں ان کی شاعری میں ہمیں کیف و مستی اور عمق و شائستگی نظر آتی ہے اگرچہ ان کا تمام کلام عشق حقیقی پر مبنی و مشتمل ہے جبکہ عشق ہی ان کے کلام کا مرکزی موضوع ہے جیسے انھوں نے نہایت حکیمانہ اور عارفانہ انداز سے بیان کیا ہے۔

رومی کہتے ہیں کے عشق سرچشمہ صداقت ہے، اگر عشق موجود ہے تو دین کی حقیقت موجود ہے لیکن اگر دین موجود نہیں ہے تو دین محض تقلید ہے جس سے انسان کے باطن کو کچھ فیض نہیں پہنچتا، ایک شریعت جو ہر خاص و عام سب کے لئے ہے جبکہ دوسری شریعت عشق ہے آپ مزید فرماتے ہیں کے عشق کے ہر قول و فعل سے عشق کی خوشبو آتی ہے۔ ۶۷؎

جبکہ یہ وہ قوت محرکہ ہے جو انسان کو کشاں کشاں منزل مقصود تک لے جاتی ہے اور یہ وہ بیماری ہے جس کا بیمار کبھی بھی شفا نہیں چاہتا۔

وہ مزید کہتے ہیں کے اگر کوئی شخص نور باطن اور سوز عشق سے محروم ہے تو گویا وہ زندگی کی تمام سعادتوں سے محروم ہے جبکہ عشق حقیقی ہی دنیاوی لگاؤ سے نجات کا ذریعہ ہے۔

عشق کی آگ محبوب کی یاد کے سوا کسی کو دل میں رہنے نہیں دیتی۔

شاید یہی وجہ ہے کے کامل فقیروں نے زہد، شریعت یا عقل و ادراک کی جگہ طریق عشق کو ہی خدا سے وصال کا سچا راستہ قرار دیا ہے۔ ۶۸؎

مولانا روم ایک گدڑیے کی داستان کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں کے گدڑیا عشق الٰہی

سے سرشار ہوکر کہتا ہے کے اۓ رب ! اگر تو مجھے مل جاۓ تو میں تجھے اپنی بھیڑوں کا دودھ پلاؤں اور بھیڑوں کی اون کا کمبل اوڑھاؤں گا جب حضرت موسیٰ نے گدڑے کو یہ کہتے سنا تو آپ نے اسے ڈانٹا کے بھلا رب سے اس طرح سے کون مخاطب ہوتا ہے؟ یہ سن کر وہ گدڑیا افسردہ ہوگیا کے شاید اس سے کوئی بہت بڑا گناہ ہوگیا،اس پر رب نے موسیٰ سے کہا میں نے تجھے دل جوڑنے کے واسطے بھیجا ہے ناں کے توڑنے کے لئے؟ میں نے ہر بشر کو علیحدہ علیحدہ لہجہ اور محاورہ عطا کیا ہے جو دوسروں کو چاہے پسند نہ ہو لیکن خود اس کے لئے موزوں ہوتا ہے۔

رومی کہتے ہیں کے اگر تمھارے دل میں خدا کی محبت پیدا ہو تو سمجھ لو کے خدا کے دل میں بھی تمھاری محبت ہے کیونکہ تالی کبھی بھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی ہے بالکل اسی طرح سے انسان اور خدا کا رابطہ محبت بھی یک طرفہ نہیں ہوتا،جس طرح سے عاشق ،معشوق کا طالب ہوتا ہے بالکل اسی طرح سے معشوق بھی عاشق کا طالب ہوتا ہے۔

بقول اقبال!

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے　　حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

عشق چاہے مجازی ہو یا حقیقی وہ کسی صورت چھپ نہیں سکتا جس طرح سے لاکھ کوشش کر لی جاۓ مشک کی خوشبو چھپ نہیں سکتی،اس کی وضاحت میں رومی کہتے ہیں کے عربی زبان میں شراب کو مدام اس لئے کہتے ہیں کے شراب نوشی میں دوام کا میلان ہے جبکہ مے خور کو کبھی بھی سیری میسر نہیں ہوتی،تیز شراب اگر کسی برتن میں ہو تو وہ برتن کو بھی توڑ کر باہر نکل آتی ہے بالکل اسی طرح سے عشق بھی پھوٹ کر باہر نکل آتا ہے۔۶۹؎

ایک جگہ آپ کہتے ہیں کے عشق کا معیار محبوب ہے جتنا اچھا محبوب ہوگا اتنا ہی اچھا عشق ہوگا اگر بڑا عاشق بننا ہو تو بہتر محبوب پیدا کرو جبکہ سب سے اعلیٰ محبوب خدا کی ذات ہے تو اسی کا عشق اپناؤ آپ مزید کہتے ہیں کے عشق اپنے سوا دنیا و مافیہا کی ہر شے کو سوخت کر دیتا ہے۔۷۰؎

آپ کہتے ہیں کے محبت ہر مرض کی دوا ہے چاہے یہ امراض اخلاقی ہوں یا جسمانی صوفیاء کے نزدیک محبت ہی اصل دین ہے جس کے مقابلے میں تمام شعائر وشرائع ثانوی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ شعائر وشرائع کی کسوٹی بھی محبت ہی ہے، جو طرز عمل محبت کے معیار پر کھرا نہ ہو وہ اہل دل کی نظر میں قابل رد ہے خواہ مفتی کچھ بھی فتوئے دیں۔

بقول میر تقی میر!

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر مذہب عشق اختیار کیا

رومی محبت کو مصدر حیات بھی سمجھتے ہیں اور مقصود حیات بھی ،ان کی نظر میں یہ منزل بھی ہے اور طریق منزل بھی، یہ ایک اکسیر ہے جو مس خام کو کندن بناتے ہوئے ہر مرض کا ازالہ کردیتی ہے ادیان میں علمائے ظاہر،عقائد کی گتھیاں سلجھانے میں دست وگریباں ہوتے ہوئے جنگ ھفتا دوملت بپا کرتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کے وہ لذت محبت سے نا آشنا ہوتے ہیں جبکہ بعض اکابرین روحانی ترقی میں کمال حاصل کرنے کے لئے اپنے مریدین کو صرف اور صرف خلق خدا سے محبت کرنا تجویز کرتے ہیں کیونکہ وہ یہ راز بخوبی جانتے ہیں کے یہی وہ نسخہ خاص ہے جس میں ترقی دارین کا اصل راز مضمر اور پنہاں ہے، محبت میں وہ اثر پذیری پائی جاتی ہے جو شیر کو اس کی درندگی بھلا دیتی ہے، جس گھر میں محبت ہوتی ہے وہ گھر روشن ہو جاتا ہے الغرض جس نے اپنے دل میں خدا اور خلق خدا کی محبت کو ترقی دی گویا اس نے دنیا اور آخرت دونوں میں ہی کمال حاصل کرلیا۔

ایک جگہ آپ کہتے ہیں کے محبت ایک معنوی حقیقت ہے یہ کوئی مادی شے نہیں بلکہ ایک ذوقی اور وجدانی شے ہے لیکن اس کا اظہار اور ثبوت ظاہری اعمال کے ذریعے ہوتا ہے کیونکہ انسان کے اعمال اس کی محبت کی گواہی دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا! تحفے دیا کروتا کہ آپس کی محبت میں اضافہ ہوسکے۔

آپ کہتے ہیں کے عشق کسی محبوبہ کی ہوس آمیز محبت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا جذبہ لافانی

ہے جو کائنات کے حسن کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اس خیر مطلق سے فروغ حاصل کرتا ہے جو خالق کائنات کا جمال ہے۔۷۱؎

جامی:

مولانا جامی کہتے ہیں کے عشق حقیقی سے انسان کو سعادت اور سرمدی حاصل ہوتی ہے کیونکہ ساری کائنات پر عشق کی ہی حکمرانی ہے عشق، عاشق و معشوق دراصل ایک ہی وجود مطلق کے مظاہر ہیں جبکہ عشق کی وجہ سے ہی ارباب سلوک پر گوناں گوں تجلیات جلوہ گر ہوتی ہیں۔۷۲؎

فریدالدین عطار:

فریدالدین تو ہجر کی تڑپ کو سلطانی احساس کا درجہ قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کے ہجر کی تڑپ اعلیٰ سے اعلیٰ اور مبارک سے مبارک جذبہ ہے،فرقت عشق کو ایک نئی زندگی دیتی ہے کیونکہ دردفرقت محبت کی ایک نشانی ہے یہ محبت کو ظاہر بھی کرتی ہے اور اس کو پختہ بھی لیکن اگر کسی کے کلیجے میں جدائی کا درد نہیں ہے تو پھر وہ وصال کے لئے کیا کوششیں کرے گا۔۷۳؎
آپ مزید کہتے ہیں کے کافر کو کفر اور مومن کو دین مبارک ہو جبکہ عاشق کو تو صرف عشق کے درد کا ایک ذرہ ہی کافی ہے۔

خواجہ حافظ:

خواجہ حافظ کہتے ہیں، وہ شخص کبھی نہیں مرتا ہے جس کا دل عشق سے زندہ ہو چکا ہو جبکہ یہ حقیقت دنیا کی تختی پر تحریر ہے۔۷۴؎

عبدالقادر بیدل:

عبدالقادر بیدل کہتے ہیں، سچا عاشق محبوب کے جلوہ دیدار سے کبھی سیر نہیں ہوتا وہ علائق دنیا سے بے نیاز ہو کر نور معرفت حاصل کرتا کیونکہ محبوب حقیقی کے جلوے کو دل و نگاہ میں اتارنے اور بسانے کے لئے اعلیٰ ظرفی ضروری ہے۔۷۵؎

غالب:

غالب کہتے ہیں نور محض اور اصل ہستی اس کی ذات ہے حق کے سوا تم جو کچھ بھی دیکھتے ہو اس کی آیات ہیں پہلا جلوہ جو حق نے اپنے اوپر کیا تو نور محمد ﷺ کی مشعل پیش کی اس نور سے بزم ظہور میں وہ سب کچھ ظاہر ہو گیا جو نزدیک یا دور پوشیدہ تھا یعنی کائنات نور محمدی ﷺ سے وجود میں آ گئی۔۷۶؎

تصوف میں ہمیں عشق کی دو نوعیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ا۔عشق مجازی۔۲۔عشق حقیقی۔

ا۔عشق مجازی کا تعلق اس عالم فانی اور اس میں موجود اشیاء اور انسانوں سے ہے جبکہ

۲۔عشق حقیقی کا تعلق ذات خداوندی سے ہے جو ہماری آنکھوں سے اوجھل اور مستور ہے لیکن حکماء کا یہ ماننا ہے کے عشق حقیقی کی ابتدائی منازل بھی عشق مجازی کے بغیر طے کرنا ناممکنات میں سے ہے کیونکہ مجاز سے دل لگائے بغیر کسی عاشق یا صوفی کا حقیقت تک پہنچنا مشکل اور محال ہے لہٰذا تصوف کے خانوادوں ،علماء اور صلحاء کی محافلوں ،فلسفیوں کے مباحثوں اور دینی اور دنیاوی درسگاہوں میں فلسفہ حسن و عشق کے اسرار و رموز سیکھائے گئے۔

عشق اس جہان فانی میں ایک انتہائی دلنشین اور ہمیشہ قائم رہنے والی یادگار ہے۔۔۔اس پر بھلا کیا کلام کیا جا سکتا ہے کیونکہ جو بھی عشق کی شرح اور تفسیر بیان کرتا ہے دراصل وہ اپنی ہی کم مائیگی اور کم علمی پر شرمندہ ہوتا ہے حقیقت تو یہ ہے کے عشق تو علم و عرفان و آگہی کا ایک دریائے بے کنار ہے۔۷۷؎

ابن عربی کہتے ہیں جو عشق کی تعریف کرے وہ عشق سے نابلد ہے،جس نے عشق کے جام سے ایک گھونٹ بھی نہیں پیا وہ بھی عشق سے نابلد ہے اور جو یہ کہے کے میں جام عشق سے سیراب ہو گیا وہ بھی عشق سے نابلد ہے دراصل عشق ایک ایسی شراب ہے جو کسی کو بھی سیراب نہیں کرتی عشق اگر آسمان کو دیں تو اس کے ٹکڑے ہو جائیں اگر ستاروں کو پیش کریں تو وہ تاریک ہو جائیں اور اگر اسے پہاڑ پر رکھ دیں تو وہ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔۷۸؎

خلیفہ عبدالحکیم فکر اقبال میں ابن عربی کی کتاب ’حکمت الاشراق‘ سے منقول کرتے ہیں کے ہر بلند نور کو پست نور پر غلبہ اور اقتدار حاصل ہے کیونکہ پست نور بلند نور سے انسیت رکھتا ہے گو یا وہ وصل کا خواہاں ہے اسی مہر وقہر (Attrection and Repulsion) سے تمام کائنات کا نظام قائم و دائم ہے ہر قسم کی حقیقی ترقی عشق ہی کی بدولت ممکن ہے لیکن شرط صرف اتنی ہے کے مطلوب، طالب سے ارفع واعلیٰ ہو کیونکہ عشق حقیقی کا رجحان ہمیشہ کمال کی طرف پہنچا تا ہے اسی کے آغاز کے لئے ضروری ہے کہ مطلوب متشکل ہو، متشکل چیز کا حسن ہمارے قلب میں کسی کی محبت کو پیدا کرتا ہے، اسی لئے عشق حقیقی ہوس پرست جنس سے شروع ہوتا ہے اسی عشق کو صوفیانہ اصطلاح میں ’عشق مجازی‘ کہتے ہیں۔۷۹؎

شاہ عبدالطیف بھٹائی:

شاہ عبدالطیف بھٹائی کہتے ہیں، عشق دراصل مجاز سے شروع ہوتا ہے اور اگر اس کی جنسیاتی تکمیل نہ ہو تو پھر وہ اپنا رخ بدل کر عشق حقیقی تک پہنچتا ہے شروع شروع میں یہ انتقال میرے خیال کے مطابق صرف اور صرف انا کی تکمیل کے لئے ہوتا ہے پھر وہ آہستہ آہستہ وجدان اور عشق حقیقی میں تبدیل ہوجاتا اس انتقال کی ایک فلسفیانہ دلیل یہ بھی ہے کے خداوند تعالی ہر ایک تخلیق کردہ شے سے زیادہ خوبصورت، مکمل اور اکمل ہے، عاشق اپنے عشق کا آغاز ہمیشہ عشق مجازی سے کرتا ہے اس کے لئے معشوق کا حسن، ادا اور جوانی بہت معنی رکھتی ہے جن کو وہ اپنی آنکھوں میں جگہ دیتا ہے جہاں سے وہ اس کی روح (آتما) میں پہنچ جاتی ہے۔

بقول شاعر!

سمجھے تھے ہم کہ عشق ہے اک حسن اتفاق دیکھا تو واقعات کا اک سلسلہ ملا

شاہ عبدالطیف بھٹائی نے بھی اپنی شاعری میں مجازی محبوب کے عشق کی سیڑھی چڑھ کر اپنی آخری روحانی منزل یعنی عشق حقیقی تک رسائی حاصل کی شاہ کی نظر میں محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو پاک کرتا ہے جبکہ دوسری جانب سماج کے دباؤ سے زبردستی قبول کیا جانے والا

ملاپ ناپاک ہے اور ناپاک ملاپ سے بہتر ہے کہ انسان موت کو قبول کر لے۔۸۰؎

اخوان صفاء:

اخوان صفاء کہتے ہیں عشق ،معشوق کے ساتھ متحد ہو جانے کی ایک انتہائی خواہش کا نام ہے۔۸۱؎

غزالی:

غزالی کہتے ہیں کے اگر تجربات کی بنیاد پر کوئی چیز موافق طبع ہو تو اسے مرغوب تصور کیا جاتا ہے لہٰذا ہر مرغوب شے کی جانب انسان کا طبعی رجحان ایک فطری عمل ہے لیکن اگر یہ رجحان شدت اختیار کر لے تو اس چیز کے ساتھ لگاؤ عشق کہلاتا ہے ،معشوق کے متعلق علم ، ادراک عشق کے لئے اولین اور بنیادی ضرورت ہے جس کو حواس خمسہ کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے چنانچہ ہر ایک حس اپنی مرغوب چیز کی ہی جانب مائل ہوتی ہے جیسے حس بصارت جسمانی حسن کی ہی جانب مرکوز ہوتی ہے جبکہ حس سماعت خوبصورت گفتگو، آواز اور لب ولہجہ سے متاثر ہوتی ہے اگرچہ ہر ذی نفس میں ان رجحانات کا پایا جانا کچھ عبث نہیں لیکن انسان کو بطور خاص ایک حس روحانی سے متصف کیا گیا جس میں کیف وسرور ،مسرت وسکون آفرینی ، راحت قلبی اور جذب ومستی کی کیفیات اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہیں جو حواس خمسہ کی دسترس اور رسائی سے بالاتر ہے غزالی مزید کہتے ہیں ، یہ حس روحانی اور اس کی کیفیات وواردات میں اتنی دلکشی اور حسن پایا جاتا ہے کے اس کے آگے شہوانی حسیات بھی ارزاں اور ہیچ ہیں ۔

یہ حس روحانی نہایت قوت کے ساتھ اپنی ہم ذوق ارواح کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہیں وہ مزید کہتے ہیں کے کسی بھی انسان میں چار اسباب کی بناء پر محبت پائی جاسکتی ہے۔

ا۔ ہر انسان سب سے پہلے اپنے عشق میں گرفتار ہوتا ہے یعنی وہ اپنی ذات کی بقاء چاہتے ہوئے اولاد کا خواہش مند ہوتا ہے اور اگر اولاد کی محبت کا تجزیہ کیا جائے تو والدین اپنی اولاد سے صرف اسی لئے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان کی اولاد ان کی ذات کا ایک حصہ ہوتے ہوئے

ان کی ذات کی تسلسل کا ایک زندہ نمائندہ بھی ہوتی ہے۔
۲۔عشق کا دوسرا سبب اپنے محسنین کی جانب قدرتی وقلبی لگاؤ اور کھنچاؤ ہے اگر چہ یہ محسن اجنبی ہی کیوں نہ ہو اس کی وضاحت میں وہ آگے کہتے ہیں کے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کے محسن کے ساتھ عشق اس کی ذات کے ساتھ عشق نہیں ہے بلکہ اس کے احسان کے ساتھ عشق ہے لہٰذا اس عشق کے مدارج کے تعین کے لئے ضروری ہے کے احسان کی نوعیت معلوم کی جائے۔
۳۔عشق کا تیسرا سبب جسمانی حسن وکشش ہے لیکن آج تک اس کی درست تعریف بیان نہ کی جاسکی کیونکہ بسا اوقات دنیاوی معیارات حسن سے گری ہوئی شے بھی کسی کے لئے وجہ تسکین و راحت جان قرار پاتی ہے جبکہ اکثر نہایت خوبصورت لوگ اپنے برے اخلاق کے سبب لوگوں کے لئے قابل نفرت ہوتے ہیں۔
۴۔عشق کا چوتھا سبب دو ارواح کے درمیان پائی جانے والی ایک پر اسرار اپنائیت اور انسیت ہے جب یہ دو ارواح دنیا میں کہیں بھی یا کسی بھی مقام پر ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں تو دونوں کے درمیان ایک خاص انسیت ،لگاؤ اور کھنچاؤ پایا جاتا ہے جس کو الفاظ میں بیان کرنا ناممکنات میں سے ہے جبکہ اکثریت اس کشش کو 'پہلی نظر کی محبت' کہہ کر آگے نکل جاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے!
ازل سے ارواح ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہاں جن میں محبت اور اتفاق پایا جاتا تھا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے یگانگت برتتی ہیں جبکہ وہاں جن ارواح میں نفرت وافتراق تھا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے کی مخالفت کرتی ہیں۔ ۸۲؎
اگر ایک مسلمان ایک مجلس میں چلا جائے جہاں سو منافقین اور ایک مومن بیٹھا ہو تو محفل میں جانے والا مسلمان قلبی طور پر مومن کے ساتھ ایک انسیت محسوس کرتے ہوئے اسی کے قریب بیٹھے گا۔
مالک بن دینا فرماتے ہیں ،جس طرح سے پرندے اپنی نوع کے ساتھ اڑتے ہیں بالکل اسی

طرح سے دو مشترک خصوصیات کے حامل افراد بھی ایک ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں
اس نکتے کی وضاحت میں غزالی کہتے ہیں کے دو روحوں کے درمیان پائی جانے والی اپنائیت اور محبت ایک پراسرار حقیقت ہے لیکن اس سے بھی زیادہ پراسرار حقیقت رب العزت کا انسان سے اپنائیت اور محبت کا تعلق ہے لہٰذا اس تعلق کو عدم وجود سے پہلے نہ بیان کیا جا سکتا ہے اور نا ہی بیان کرنا چاہئے بس یہ کہہ کر کافی سمجھ لینا چاہئے کے جن ارواح میں بھلائی، ہمدردی، رحم وغیرہ جیسی صفات ہوں ان میں اس تعلق کی اپنائیت کا شعور ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے خاکی وجود میں اپنی روح پھونکی لہٰذا اس اعتبار سے اللہ کے قرب کے حصول کا سب سے زیادہ حق بھی انسان کو ہی ہے جبھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے! اپنے اندر خدائی صفات پیدا کرو یعنی (اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کے وہ ہمہ وقت اپنے بندوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے لہٰذا اللہ سے قرب کے حصول کا آسان ترین طریقہ اس کی مخلوق کی خدمت میں ہی مضمر و پنہاں ہے اسی خیال کی وضاحت میں یہ روایت بھی پیش کی جا سکتی ہے کے اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا! اے موسی میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ اس پر حضرت موسی نے عرض کی اے میرے مالک آپ تو زمین و آسمان کے مالک ہیں آپ بھلا بیمار کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس پر اللہ نے ارشاد فرمایا! میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت کیوں نہ کی؟ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے تو تم مجھے وہاں پاتے۔
آپ مزید فرماتے ہیں کہ! محبت کا ایک فطری تقاضا یہ بھی ہے کہ! محبت کرنے والے کو اپنے محبوب کی ہر چیز سے پیار ہو جاتا ہے لہٰذا خدا سے محبت کی ایک یقینی نشانی یہ بھی ہے کے انسان کو اس کی مخلوقات سے بھی محبت ہو جاتی ہے جبکہ اس محبت میں جس قدر گہرائی پیدا ہو گی اسی قدر اللہ کی مخلوق سے بھی محبت میں اضافہ ہو گا۔

صوفیاء کرام کے نزدیک شدید محبت چونکہ ایک علامت ہے لہٰذا لوگوں کے سامنے اس کا برملا اظہار یا اقرار بھی ممنوع ہے محبت اللہ اور اس کے بندے کے درمیان چونکہ ایک راز ہے اس

لئے اس راز کی پردہ پوشی بھی لازمی ہے اسی لئے کہا گیا کے جب تم اللہ کی راہ میں خرچ کروتو تمھارے دوسرے ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہو یعنی یہ عمل چونکہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہے لہٰذا بندہ جانے یا اس کا خدا جبکہ منافقین کی یہ طرز فکر ہے کہ وہ اپنے اعمال کو مخلوق کے سامنے جتاتے ہیں یہاں تک یہ بھی کہا گیا کے تم نے روزہ چونکہ میرے لئے رکھا ہے لہٰذا چہرے کو بھی ہشاش بشاش رکھو یہاں تک کے کسی خبر تک نہ ہونے پائے کے تم روزے سے ہو۔

امام غزالی آگے فرماتے ہیں کے اللہ کی محبت دو طرح کی ہوتی ہے۔

ا۔ اللہ کی مہربانیوں سے محبت۔۔۔اس محبت میں گرفتار افراد کی محبت انعامات کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہیں۔

۲۔ اللہ کے حسن سے محبت۔۔۔اس محبت میں گرفتار افراد اللہ تبارک تعالی کی صفات کاملہ اور اس کی رضا میں راضی رہنے کے ہنر سے واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ اللہ تعالی سے ہر حال میں محبت کرتے ہیں یعنی آزمائشوں میں بھی ان کی محبت قائم و دائم رہتی ہے ان کی نظر اللہ تعالی کی رحمت پر لگی رہتی ہے (یہی اللہ کے چنیدہ بندے ہیں)۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

مومن کی صفات یہ ہیں کے اس کی خوشی اس کے چہرے پر جبکہ اس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے، اس کا سینہ کشادہ جبکہ وہ اپنے نفس کو سب سے ذلیل ترین تصور کرتا ہے اس کو بلندی رفعتوں اور نام ونمود سے شدید نفرت ہوتی ہے، وہ بلند ہمت اور بہت زیادہ سکوت کو پسند ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہمہ وقت اللہ کی عبادت میں مشغول رکھتا ہے، وہ صابر و شاکر ہوتا ہے جبکہ ہر وقت اپنی ہی فکر میں غلطاں رہتا ہے، وہ ہر کسی سے دوستی نہیں کرتا، وہ نرم مزاج اور خوش اخلاق ہوتا ہے، اس کا نفس چٹان سے زیادہ سخت و مضبوط ہوتا ہے جبکہ اللہ کے سامنے ایک غلام کی طرح حاضری پیش کرتا ہے۔

تین چیزیں ایمان کے خزانے ہیں۔

۱۔ مصیبت کو چھپانا۔

۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔

۳۔ اور اپنی بیماری کو پوشیدہ رکھنا۔ ۸۳؎

یہاں ابوتراب نخشبی کے چند اشعار کا خلاصہ پیش کیا جار ہا ہے جو انھوں نے محبت کی نشانیوں کے حوالے سے بیان فرمائے ہیں، اپنی محبت کا دعویٰ نہ کرو بلکہ میری بات کو غور سے سنو! محبت کرنے والے آزمائش کو پسند کرتے ہیں وہ مصیبتوں کے آنے پر خوش ہوتے ہیں کے وہ اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، وہ خوشامد اور ملامت کی پرواہ تک نہیں کرتے، ان کی رضا تو محبوب کی رضا ہوتی ہے، جب ان کا دل محبت کی وجہ سے جل رہا ہوتا ہے تو ان کا چہرہ خوشی کے مارے تمتما تا ہے، وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اس قیمتی جذبے کی حفاظت کرتے ہیں جبکہ ان کے دل و دماغ میں محبوب کی محبت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا وہ عشق کے مقدس مقصد کی حفاظت ایک مجاہد کی طرح کرتے ہیں اور اپنی متاع حیات کو سپرد خدا کر دیتے ہیں۔

صوفی بشیر بن حارث ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کے بغداد کی شرقیہ گلی میں ایک شخص کو بری طرح سے زدوکوب کرتے ہوئے سخت تشدد کا نشانہ بنایا جار ہا تھا لیکن وہ درد کی شدت کو کمال صبر سے برداشت کر رہا تھا، میں نے اس شخص سے پوچھا کے آخر اتنی سخت سزا کی وجہ کیا ہے؟ اس پر وہ نوجوان بولا کے ان لوگوں نے میرا راز پالیا، اس پر میں نے کہا کے تم نے اتنا تشدد خاموشی سے کیوں سہا؟ اس پر اس نے جواب دیا کیونکہ میری محبوبہ بالکونی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

غزالی کہتے ہیں کے عاشق ہر حال میں عاشق ہے کیونکہ اس کی صفت فقر ہے جبکہ معشوق ہر حال میں معشوق ہے کیونکہ اس کی صفت استغناء ہے عاشق دیدار کا طالب اور معشوق اس سے بے نیاز ہے آپ مزید کہتے ہیں کے 'نہایت علم ساحل عشق است' یعنی۔ علم کی انتہاء دراصل عشق کی ابتداء ہے۔ ۸۴؎

محبوب کے دیدار کا پہلا شرف آنکھوں کو ہی حاصل ہے لہٰذا عشق کے میدان میں آنکھیں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔

عین القضاء ہمدانی:

عین القضاء ہمدانی کہتے ہیں کے عشق ایک آگ ہے جو ہر چیز کو جلا دیتی ہے اور اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے اس راہ میں صرف وہی شخص قدم رکھ سکتا ہے جو خود کو قربان کر دے عشق خود ہی شاہد، مشہود، خود بین، خود شناس، عارف ومعروف، طالب ومطلوب اور قصد ومقصود ہے ۔۸۵۔

بھگت کبیر:

کبیر کہتے ہیں کے ذات حق پاک ہے جو ایک نور کی مانند پوری کائنات کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے جبکہ عشق حقیقی میں ہی اصل فضیلت ہے جس کی پہچان اپنی ذات کی پہچان کے بغیر ناممکن ہے۔۸۶۔

(بھگت کبیر ہندوؤں کی ذات پات کے منکر تھے ان کا مذہب بھگتی یعنی محبت تھا جو انھوں نے صوفیاء سے اخذ کیا تھا کبیر کی تعلیمات وہی تھیں جو کے صوفیاء کی تھیں انھوں نے ہندو دھرم میں کسی کو اپنا پیشواء نہیں بنایا)۔

دھرنا داس اور پران ناتھ:

ڈاکٹر تارا چند لکھتے ہیں کے سترھویں صدی عیسوی میں دھرنا داس اور پران ناتھ آئے ان کے سلسلے کے لوگ ااج تک سارے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ان کی تعلیمات کے چند اصول یہ ہیں، چراغ انسان کے جسم میں ہے جو نہ بتی کا محتاج ہے اور نا ہی تیل کا (دراصل سورہ نور کی آیت جس میں ارشاد خداوندی ہے! اللہ نور السمٰوت والارض ہے) وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کے انسان کے اندر ایک طاق ہے اس طاق کے اندر ایک شیشہ ہے جس میں چراغ ہے جو مشرقی ہے نہ غربی ہے جس کو نہ تیل کی ضرورت ہے اور نہ ہی بتی کی۔

ڈاکٹر تارا چند نے اس فرقے کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے، اۓ دھنی جسم تخت ہے اور اس پر سلطان بیٹھا ہے۔

درج بالا بیان بھی اس حدیث کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قلب المومن عرش اللہ تعالی۔ یعنی۔ مومن کا قلب اللہ تعالی کا عرش ہے۔ ۸۷

ڈاکٹر محمد اقبال:

یہ ایک حقیقت ہے کے اقبال کے فکر وفن میں عشق کو ہمیشہ سے ہی ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی جیسے نظر انداز کرنا کچھ اتنا آسان نہیں لہٰذا بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کے اقبال کی فکر ونظر سے اسی وقت صحیح طریقے سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے جب تک ان کی فکری کلیت کے محور یعنی عشق کو نا سمجھ لیا جائے جہاں تک اقبال کے اردو اور فارسی کلام کا تعلق ہے تو ہمیں اس میں جا بجا جذب وجنون، سوز وگداز، مستی اور سرمستی، شوق وجستجو، جاہ وجلال، رعب و دبدبہ، طنطنہ و ہمہمہ اور عشق ومحبت کی تکرار نظر آتی ہے جیسے اقبال نعمت ازلی اور عطیہ خداوندی سمجھتے ہیں ان کے خیال میں اللہ تعالی نے انسان کو بطور خاص اس نعمت سے سرفراز فرما کر ان کے سینوں کو اس سے منور ومعمور فرما دیا لہٰذا تخلیق کائنات کی ابتداء سے ارتقاء کے ہر مرحلے میں ہمیں جا بجا عشق کی موشگافیاں ہی نظر آتی ہیں، اقبال کا یہ ماننا ہے کے اگر عشق نفسانی خواہشات سے مبرا ہو تو پھر وہ ایک اعلی ترین عبادت ہے کیونکہ عشق کی تجلیات میں یکسانیت نہیں پائی جاتی کیونکہ بارگاہ ایزدی سے یہ دولت ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق عطا کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کے ہر انسان کا تجربہ اور کیفیات دوسروں سے مختلف ہیں۔

بقول ڈاکٹر یوسف خان!

اقبال کا تصور عشق دوسرے شعراء کے متصوفیانہ یا رسمی عشق سے قطعاً مختلف ہے عشق ان کے یہاں زندگی کا ایک زبردست محرک عمل ہے جو ایک جانب تسخیر فطرت میں انسان کی مدد کرتا ہے جبکہ دوسری جانب اسے کائنات کے ساتھ متحد اور ہم آہنگ بھی رکھتا ہے عشق سے فرد کی نظر

میں اتنی بلندی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے کے اس کی ہمت مردانہ کے سامنے جبرائیل بھی 'صید زبوں' خیال ہو جاتے ہیں جبکہ وہ وجدان کی کمند سے ذات ایزدی پر قابو پانے کے منصوبے بناتا ہے۔۸۸؎

اقبال کے خیال میں تصور عشق کی توانائی سے انسان میں خود شناسی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے جو اپنی ارفع شکل میں خدا شناسی کے رموز سے آشنائی حاصل کر لیتا ہے پھر ایسا شخص تسخیر کائنات کا راز داں اور محرم ہو جاتا ہے۔

بقول اقبال!

دو نیم ان کی دہشت سے صحرا و دریا   سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اقبال اپنے ایک مکتوب بنام نکلسن میں تحریر کرتے ہیں!

'یہ لفظ 'عشق' نہایت وسیع معانی میں مستعمل ہوا ہے یعنی کسی شے کو اپنے اندر جذب کر لینے اور جز بنا لینے کی آرزو کا نام عشق ہے، جس کا کمال یہ ہے کے تخیل پیدا کرے قدر و مرتبہ پہچاننے اور ساتھ ہی ادراک کامل سے اسے بروئے کار بھی لائے حقیقت میں عشق کا کام یہ ہے کے عاشق و معشوق کو ممیز کر کے اپنی اپنی جگہ انفرادی شخصیت اور اہمیت بخش دے۔۸۹؎

اگر ہم ان عبارات کا تجزیہ کریں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کے اقبال عشق کو ایک انجذابی قوت تسلیم کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے اس کی سرشت میں بے قراری و بے تابی ہے جبکہ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود وہ اپنے ہدف کی جانب نہایت یکسوئی سے بڑھتا ہی رہتا ہے جب تک کے اسے حاصل نہ کر لے پھر اس ہدف کو پا ہی لینا اصل مقصود نہیں بلکہ اس ہدف کو اپنے اندر جذب اور سمو لینے کی بھی شدید تر خواہش لئے ہوئے ہے۔

اسی خیال کی وضاحت میں خلیفہ عبدالحکیم کچھ اس طرح سے رقم طراز ہیں!

'عشق میں اگر یہ تجاذب نہ ہوتا تو جہان ہستی ٹھٹھر کر رہ جاتی نہ تو اس میں کوئی حرکت باقی رہتی اور نا ہی اس میں نو بہ نو آفرینش۔۹۰؎

اقبال قدیم صوفی شعراء کے نظریے فنا فی اللہ یا فنا فی الشیخ کے سختی سے مخالف ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کے چونکہ کائنات کی ہر شے اپنی ایک منفرد حیثیت اور شناخت رکھتی ہے لہٰذا وہ کسی میں فنا ہوکر بھلا اپنی شناخت کس طرح سے کھوسکتی ہے بہر طور دونوں کے درمیان ایک فاصلہ ہمہ وقت موجود اور باقی رہتا ہے بالفاظ دیگر تمام اشیائے کائنات اپنی ایک منفرد شناخت اور انفرادی حیثیت میں اس کائنات میں صرف اور صرف ایک ہی ہیں لہٰذا وہ کسی بھی صورت میں اور کبھی بھی نا ایک تھیں اور نا ہی کبھی ایک ہوسکتی ہیں۔

اقبال کے اس نظریے کی وضاحت ڈاکٹر سید عابد حسین اس طرح سے کرتے ہیں!

قدیم شعراء کے یہاں عشق کی تین منازل ہیں۔ا۔آرزو اور جستجو۔ ۲۔دیدار۔ ۳۔وصل جبکہ تیسری منزل یعنی وصل ہی ان کا مطلوب ومقصود ہے یعنی طالب اور مطلوب ایک دوسرے میں فنا ہوجائیں جس طرح قطرہ دریا میں لیکن اقبال کے یہاں عشق کی صرف دو ہی منازل ہیں۔ا۔سوز وگداز۔ ۲۔اور کیف دیدار۔

جبکہ کیف دیدار میں راحت بھی ہے اور اضطراب بھی اقبال کے خیال میں لذت دیدار پا لینے کے بعد بھی نفس انسانی روح مطلق سے جدا رہتا اور درد جدائی سے تڑپتا ہے کیونکہ یہی اس کی فطرت اور یہی اس کی تقدیر ہے ۹۱۔

اقبال کے معاصرین ومتاخرین کے کلام میں بکثرت ہیجان انگیزی، حواس باختگی اور آمادگی فنا کے شدید تر جذبات پائے جاتے ہیں جبکہ کلام اقبال عشق، حرکت، جدوجہد، حریت، عزم و حوصلہ، آرزو، اور جذبہ عمل سے آراستہ ہے جو انسان کو اسفل سے نکال کر ارفع تک پہچانے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

اس اعتبار سے ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کے اقبال کے یہاں عشق کے باب میں صرف یہی دو نظریات وعقائد ہیں جو کے نہایت منفرد ہیں یعنی وہ محبوب سے ملنے کی شدید تڑپ تو رکھتے ہیں لیکن وصال کے مقابلے میں فراق کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وصال میں سکون وسکوت جبکہ

فراق میں تڑپ، حرکت اور اضطراب کی کیفیات پائی جاتی ہیں ۔
بقول اقبال !

عالم سوز ساز میں وصل سے بڑھ کر ہے فراق ۔ وصل میں مرگ آرزو، ہجر میں لذت طلب

۹۲ ؎ اس کے ساتھ ہی وہ عقل کے مقابلے میں عشق کو ترجیح دیتے ہیں جہاں تک مادی ترقی اور عروج وکمال کا تعلق ہے تو وہ یقیناً عقل انسانی کے قائل ہیں لیکن ان کا یہ ماننا ہے کے روحانی ترقی کا سفر تنہا عقل یا علم کے زور پر طے نہیں کیا جاسکتا اس سفر میں لازماً عشق کو اپنا رہبر ماننا ہی پڑے گا ان کے خیال میں عقل وعشق دونوں ہی زندگی کے رہبر اور منزل آشنا ہیں لیکن ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کے جس کام کو کرنے کے لئے عقل چوں چراں، حجت، کٹ بحثی اور بہانے تراشتی ہے اسی کام کو عشق انجام کی پرواہ کئے بغیر آن واحد میں کر گزرتا ہے۔ بقول ڈاکٹر قاضی عبد الحمید !

عشق میں عقل کی موشگافیوں اور چوچراں کی گنجائش نہیں وہ رموز کے تمام پردے اس طرح سے اٹھا دیتا ہے کے شاید معانی بھی بے نقاب ہوجاتا ہے یعنی ہر شے میں معانی کو پیدا کرلینا اس کی سرشت میں ہے عشق راستے کی دشواریوں اور روکاوٹوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیتا ہے۔ ۹۳ ؎

بقول اقبال !

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق　　　عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل　　　عقل سمجھی ہی نہیں پیغام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل　　　عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

۹۴ ؎ یہ عشق کا ہی کمال ہے کے وہ اپنی قوت اور سچائی سے انسان کو حقیقت شناس بناتے ہوئے اس کے سامنے کائناتی حقائق کو بے حجاب کر دیتا ہے یعنی باالفاظ دیگر عشق تمام مصطفی، عقل تمام ابولہب۔ ۹۵ ؎

غیر کی محبت یا دنیا کی رغبت :

سالکین کے لئے راہ سلوک میں تھک جانا ، غیر کی محبت کا دل میں جاگزیں ہوجانا یا پھر دنیاوی لذات اور شہوات کی طرف متوجہ ہونا بھی کسی عذاب سے کم نہیں ۔

اسی حوالے سے حدیث قدسی ہے !

جو شخص عالم ہوکر دنیاوی شہوات کو میری اطاعت اور عبادت پر ترجیح دیتا ہے تو اسکی معمولی سزا یہ ہے کے اس سے لذت مناجات چھین لی جاتی ہیں ۔۹۶ ؎

حب الٰہی کی اقسام :

حضرت جنید بغدادیؒ نے حب الٰہی کی دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ۔ا۔عوام ۔ ۲۔خواص

ا۔عوام:

عام عوام جب اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اس کے اسباب میں شامل اللہ کے احسانات ، انعامات ، اللہ کے الطاف کریمانہ ہیں جس کے سبب وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں ۔

۲۔خواص:

خواص کی محبت کے اسباب میں اللہ کی قدرت کا مشاہدہ، اللہ کے علم وحکمت اس کی صفت رزاقیت ، خالقیت ، ربوبیت ، غفاریت ، ستاریت ، اس کا مالک الملک اور کل کائنات پر اس کی بادشاہت کا مشاہدہ ہے، انسان اللہ کے اسمائے صفاتی کا مشاہدہ کرتا ہے اور بتدریج اسے اپنی کم علمی کا بخوبی ادراک ہوتا چلا جاتا ہے ۔

معرفت الٰہی کا حصول :

عرفاء اور صوفیاء یہ لکھتے ہیں کے معرفت ایک بیج کی مانند ہے تاہم دنیا میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سے زیادہ سے زیادہ اس بیج کی آبیاری کی جائے کیونکہ اس بیج کی جتنی زیادہ کامل آبیاری یہاں کی جائے گی اسی قدر عمدہ ثمر روز قیامت حاصل ہوگا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کے معرفت ایک دریائے ناپیدا کنار ہے اس عمیق سمندر را وئی سرا اور کنارا نہیں ، ہاں جس قدر وہ

معرفت الٰہیہ سے مستفید ہوتا رہے گا اسی قدر اس پر جمال خداوندی کے اسرار ورموز کھلتے چلے جائیں گے نیز جس قدر حق تعالیٰ کے صفات وافعال کے اسرار کھلتے چلے جائیں گے اسی قدر اسی اپنی کم علمی ،کم عقلی ،بے مائے گی اور بے چارگی کا احساس فزوں تر ہوتا چلا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

سعادتوں میں افضل سعادت یہ ہے کے اللہ کی اطاعت میں گزرنے والی لمبی عمر ہے۔۹۷؎

معرفت الٰہی کی علامت:

علماء،عرفاء اور صوفیاء کرام نے معرفت الٰہی کی کچھ علامات کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔جو شخص عشق الٰہی میں مسرور ہے اس کو اللہ کے ذکر سے محبت بڑھ جائے گی اور وہ شدت سے ذکر الٰہی کا طالب اور حریص ہوتا جائے گا اور ذکر الٰہی سے نہ اس کی زبان تھکے گی اور نہ ہی دل بیزار ہوگا کیونکہ جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ہی ذکر بکثرت کرنے لگتا ہے۔

۲۔عشق الٰہی کی ایک پہچان قرآن کریم سے محبت ،لگاؤ،اس کی تلاوت اور قرآن کریم کے عجائبات پر غور وفکر بھی ہے۔

۳۔عشق الٰہی کی ایک پہچان حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر عشق الٰہی کا دعویٰ محض دعویٰ ہی ہوگا اس سے آگے کچھ نہیں۔

۴۔محبت کا یہ اصول ہے کے جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی ہر چیز سے محبت ایک فطری عمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اللہ سے محبت اس لئے کرو کیونکہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے پالتا ہے اور مجھ سے محبت اللہ کے واسطے سے کرو۔۹۸؎

حضرت سفیان ثوریؒ لکھتے ہیں، جو شخص اللہ کی محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے وہ دراصل اللہ ہی سے محبت کرتا ہے،اور جو شخص اللہ کی تعظیم اور اکرام کرنے والوں کا اکرام اور تعظیم کرتا ہے حقیقت میں وہ شخص اللہ ہی کی تعظیم اور اکرام کرتا ہے۔

معرفت الٰہی کی ایک پہچان یہ بھی ہے کے انسان کو اطاعت الٰہی سے راحت اور لذت حاصل ہوتی ہے۔

اکابرین نے تو یہاں تک لکھا کے ہم نے بیس برس تک اللہ کی اطاعت میں طرح طرح کی مشکلات سہیں، لیکن پھر اگلے برسوں میں ہم نے عرفان ذات کی لذت حاصل کی۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کے معرفت الٰہی کی ایک نشانی یہ بھی ہے کے راہ سلوک پر چلنے والا انسان ہمیشہ خوش رہتا ہے اگر چہ عبادات سے اس کا جسم تو تھک جاتا ہے لیکن اس کا دل نہیں تھکتا۔

عرفاء اور صوفیاء نے یہ لکھا ہے کے حب الٰہی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں سالک جس مقام پر بھی جا پہنچے اس کو سیری حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی عمل محبت میں تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے ۹۹۔

حدیث قدسی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے میرے اولیاء تو وہ ہیں جو میری محبت میں اس قدر فریفتہ اور عاشق ہیں جیسے کوئی بچہ اپنی کسی چیز پر فریفتہ اور عاشق ہو اور وہ میرے ذکر کی جانب یوں لپکتے ہیں جیسے کوئی پرندہ اپنے گھونسلے کی جانب لپکتا ہو، اور وہ میری منع کی ہوئی چیزوں پر یوں غصہ ہوتے ہیں جس طرح سے چیتا غراتا ہے، اور انھیں ارد گرد کی کسی کی شے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی

محب کے خصائل:

حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں، محب کے اندر درج ذیل خصائل پائے جاتے ہیں۔

۱۔ محب اللہ کے کلام کو باقی مخلوقات کے کلام پر ترجیح دیتا ہے۔

۲۔ محب اللہ سے ملاقات کو باقی تمام مخلوقات سے ملاقات پر ترجیح دیتا ہے۔

۳۔ محب اللہ کی عبادت کو تمام مخلوقات کی خدمت سے زیادہ اچھا جانتا ہے۔

۴۔ محب ہمیشہ جہاد میں مصروف ہوتا ہے (جہاد بالنفس، جہاد بالمال، جہاد باللسان، جہاد

بالسیف)یعنی ہر نیک کام کے لئے ہمہ وقت مستعد۔

۵۔محب کا رجحان زہد کی جانب ہوگا،وہ ذلت سہتا ہوا نظر آئے گا اور دنیاوی عیش وعشرت سے بہت دور ہوگا۔

۶۔محب عشق الٰہی میں گریہ کرتا ہوا نظر آئے گا اور اس کا ظاہری حال کافی قبیح ہوگا۔

۷۔محب اپنے تمام ظاہری اور باطنی امور کو ہمیشہ اللہ کی سپردگی میں رکھتا ہے۔

۸۔محب ہمیشہ راضی بارضا رہتا ہے

۹۔محب کے دل میں غم ہوتا ہے لیکن اس کا چہرہ مسکراتا ہے۔

۱۰۔محب اشیاء کائنات میں غور وفکر کرتا ہے اور اشیاء کائنات کو دیکھ کر اس کے دل میں خالق کائنات کے حوالے سے ایک سرور پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔محب تنہائی پسند ہوتا ہے کیونکہ تنہائی عبادات کی جڑ ہے۔

۱۲۔شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں! بندہ مومن کی یہ پہچان ہے کے وہ دن بھر امور تجارت میں مشغول رہتا ہے لیکن اس کا دل اپنے رب کے حضور میں حاضر رہتا ہے بالفاظ دیگر وہ قلبی اعتبار سے اپنے رب کی عبادت اور اس سے راز ونیاز میں مصروف رہتا ہے۔۱۰۰؎

محبت کی سائنسی وجوہات:

Neuro Scientists کی تحقیق کے مطابق انسانی دماغ میں پائے جانے والے ڈوپامائین سگنلز کی تحریکات سے انسانوں میں خوشی اور محبت کے جذبات اور کیفیات جنم لیتی ہیں جبکہ یہ بات بھی تحقیق سے ثابت شدہ ہے کے اندرونی یا بیرونی دنیا سے ملنے والی مسلسل اور تمام اطلاعات الیکٹرک امپلز کی صورت میں ہمارے دماغ کو موصول ہوتی ہیں جن کا تعلق ہماری دیگر حسیات سے بھی ہوسکتا ہے سائنسدانوں کے مطابق ہر انسان کے گرد ایک طاقتور مقناطیسی فیلڈ پائی جاتی ہے جن سے ہمہ وقت روشنی کی لہروں کی موصولی اور اخراج بھی ہوتا ہے اپنے انتہائی قریبی رشتے داروں جن میں والدین،بہن بھائی،بچے وغیرہ شامل ہیں جب ہم

ان لوگوں سے ملتے ہیں جن سے ہم بہت محبت کرتے ہیں تو ان کے جسموں سے روشنی کی لہروں کو ہم اپنے اندر جذب کرتے ہیں ایسی ملاقاتوں میں یہ لہریں مسلسل اور متواتر موصول اور خارج ہوتی ہیں مثلاً مصافحہ کرنا یا گلے ملنا وغیرہ ایسے وقت ہم اپنے اندر ایک خوشی کی لہر اور کرنٹ کو محسوس کرتے ہیں محبت چونکہ ایک انتہائی طاقتور روشنی کی لہر کا نام ہے جو ہمہ وقت کائنات کے ذرے ذرے میں دور کرتی ہے جس سے ہر انسان اپنی طرز فکر اور استعداد کے مطابق استفادہ کرسکتا ہے اگر تعلقات میں ذاتی غرض اور منفعت پیش نظر ہوگی تو ایسا انسان محبت کی طاقتور لہروں سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا پائے گا بصورت دیگر ذاتی اغراض سے قطع نظر محبت کی طاقتور لہروں سے ارفع و اعلیٰ مقامات حاصل کئے جاسکتے ہیں اسلام چونکہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے لہٰذا انسانی روح میں کام کرنے والی روشنیوں کے تقاضوں کو جاننا، سمجھنا اور انھیں سنت الٰہی کے دائرے میں رہ کر تکمیل کی حد تک پہنچانا ہی دراصل اسلام ہے۔

بقول شاعر!

حدیث شوق نے کتنے لغت بناڈالے — بس ایک لفظ محبت کی داستان کے لئے

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔ ۴۶۴۔مکتبہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی)۔ص۔ ۴۶۴۔مکتبہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۳۔المفردات ۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۴۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث۔

۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم ۔بیروت۔

۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۴۔
۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۵۔
۱۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۵۔
۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۲۔
۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۶۔
۱۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔
۱۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔
۱۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۲۔
۱۶۔سورہ الصّف۔آیت۔۴۔
۱۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۵۔
۱۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۱۔۳۲۔
۱۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۴۔
۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۷۔
۲۱۔سورہ یونس۔آیت۔۶۳۔۶۴۔
۲۲۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۲۔
۲۳۔سورہ محمد۔آیت۔۱۱۔
۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۶۔
۲۵۔سورہ تحریم۔آیت۔۲۔
۲۶۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۱۹۔
۲۷۔سورہ روم۔آیت۔۲۱۔
۲۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۔
۲۹۔کتاب مقدس (پران اور نیا عہد نامہ)۔مرتب بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سنہ ۱۹۹۳ء
۳۰۔نفسیات و مابعد النفسیات۔رئیس امروہوی۔ویلکم بک پورٹ کراچی۔۲۰۱۳ء۔
۳۱۔احیاء العلوم۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم۔محمد فیض احمد اویسی۔ج۔چہارم۔ص۔۵۵۰۔

مکتبہ۔شبیر برادرز۔اردو بازار لاہور۔
۳۲۔توجیہات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۵۔کلیات اقبال۔ڈاکٹر محمد اقبال۔اقبال۔خزینہ علم وادب۔۲۰۰۶ء۔
۳۶۔احیاء العلوم۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم۔محمد فیض احمد اویسی۔ج۔چہارم۔ص۔۵۶۲۔
مکتبہ۔شبیر برادرز۔اردو بازار لاہور۔
۳۷۔سورہ زمر۔آیت ۲۲۔
۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی اترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ
۔۱۳۸۸ھ۔مکتب اسلامی بیروت۔۱۴۰۵ھ۔
۴۱۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض
۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۴۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۴۳۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ
۔۱۳۸۸ھ۔مکتب اسلامی بیروت۔۱۴۰۵ھ۔
۴۶۔العجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۴۷۔سورہ الطلاق۔آیت۔۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ
دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔رقم الحدیث۔۴۲۲۰۔
۴۸۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔(متوفی۔۳۲۳ھ) مطبوعہ
مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔رقم الحدیث۔۱۸۹۱۳۔
۴۹۔سنن ابی داود۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۵۰۔سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۔ ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۔
۵۱۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۶۰۴۔مکتبہ ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۵۲۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۶۰۵۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۵۳۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۳۸۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۵۴۔تجلیات حکمت ۔مولف آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس ۔ص۔ ۱۲۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران ۔ ۱۴۲۴ھ۔
۵۵۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۶۰۵۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۵۶۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔تحت اللفظ عشق۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔
۵۷۔لمعات ۔فخر الدین عراقی ۔مرتبہ۔سعید نفیس ۔ص۔۲۔تہران ۱۳۳۵ھ۔
۵۸۔سائیں بلھے شاہ۔ٹی ۔آر۔ پوری ۔ٹی ۔آر۔شنگاری ۔ص۔ ۳۳۲۔فکشن بکس لاہور۔۲۰۰۰ء۔
۵۹۔ ذکر میر ۔مرتبہ مولوی عبدالحق ۔ص۔۵۔مطبوعہ ۔انجمن ترقی اردو اورنگ آباد۔۱۹۲۸ء۔
۶۰۔ رباعیات سرمد۔مولانا آزاد۔مکتبہ جہانگیر بک ڈپو کھاری باولی دلی۔ہندوستان۔
۶۱۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) ۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۶۲۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) ۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۶۳۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) ۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔
۶۴۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) ۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

۶۵۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔
مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

۶۶ ۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔ج۔ چہارم ۔ص۔ ۵۸۳۔
مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

۶۷۔تشبیہات رومی ۔خلیفہ عبدالحکیم ۔ص۔۱۲۶۔مطبوعہ لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۶۸ ۔مثنوی معنوی ۔مولانا جلال الدین رومی بلخی ۔مترجم ۔رینولڈ نیکلسون با مقدمہ بدیع الزماں فروز انفر
انتشارات امیر مستعان تہران ۔۱۳۷۸ھ۔

۶۹۔تشبیہات رومی ۔خلیفہ عبدالحکیم ۔ص۔۴۲۶۔ ۴۳۳۔مطبوعہ۔ لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۷۰۔تشبیہات رومی ۔خلیفہ عبدالحکیم ۔ص۔۲۲۷، ۵۲۲ ۔مطبوعہ۔ لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۷۱۔تصورات اقبال ۔مولانا اصلاح الدین احمد ۔ص۔۳۳۵۔المقبول پبلی کیشنز لاہور۔۱۹۲۹ء۔

۷۲۔جامی ۔علی اصغر حکمت ۔ص۔ ۱۴۴۔تہران ۔۱۳۲۰ھ۔

۷۳۔سائیں بلھے شاہ ۔ص۔ ۴۵۔

۷۴۔سائیں بلھے شاہ ۔ص۔ ۴۳

۷۵۔دل بیدل ۔ظہیر احمد صدیقی ۔ص۔ ۶۵۔مجلس تحقیق وتالیف فارسی گورنمنٹ کالج لاہور۔

۷۶۔کلیات غالب ۔مرزا اسد اللہ خان غالب ۔مرتبہ۔امیر حسن نورانی ۔مطبوعہ راجہ رام کمار بک ڈپو لکھنو۔
۱۹۲۸ء۔

۷۷۔دیوان حافظ ۔ ص۔

۷۸۔تصوف اور تصوف صوفیاء۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی ۔ص۔۴۴۲۔سیٹھی بکس لاہور۔۲۰۱۰ء۔

۷۹۔آئینہ جمال ۔مرتب۔ایاز لاکھیر (مقالہ۔شاہ عبدالطیف بھٹائی کے کلام میں تصور عشق۔ بشیر احمد
مہر)۔ص۔۴۸۔ناشر۔ پرنسپل کیڈٹ کالج لاڑکانہ۔۲۰۰۶ء۔

۸۰۔آئینہ جمال ۔مرتب۔ایاز لاکھیر (مقالہ۔شاہ عبدالطیف بھٹائی کے کلام میں تصور عشق۔
بشیر احمد مہر)۔ص۔۵۶۔ناشر۔ پرنسپل کیڈٹ کالج لاڑکانہ۔۲۰۰۶ء۔

۸۱۔آئینہ جمال ۔مرتب۔ایاز لاکھیر (مقالہ۔شاہ عبدالطیف بھٹائی کے کلام میں تصور عشق۔ بشیر احمد
مہر)۔ص۔ ۴۴۳۔ناشر۔ پرنسپل کیڈٹ کالج لاڑکانہ۔۲۰۰۶ء۔

۸۲۔سنن کبریٰ ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۸۳۔تجلیات حکمت ۔مولف آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران ۔ ۱۴۲۴ھ۔

۸۴۔سوانح غزالی۔احمد بہ تصحیح نصر اللہ پور جوادی۔ص۔ ۳۴۔انتشارات بنیاد فرہنگ ایران ۔ ۱۳۵۲ھ۔

۸۵۔الغزالی۔نواب علی بڑودہ۔مترجم ۔جمیل یوسف زئی۔ص۔۹۰۔فریڈرک نومین فاونڈیشن فار فریڈم ۔

۸۶۔تمہیدات ۔عین القضاء ہمدانی ۔بہ تصحیح عفیف عسیران۔ص۔۹۷۔مطبوعہ۔کتاب خانہ منوچھری ایران ۔

۸۷۔سائیں بلھے شاہ۔ص ۔۶۷۔

۸۸۔کشف المحجوب ۔حضرت علی بن عثمان الہجویری۔ص۔۸۷۔الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔

۸۹۔روح اقبال ۔ڈاکٹر یوسف حسین خان۔ص۔۳۷۔اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد دکن ۔۱۹۴۱ء۔

۹۰۔اقبال ۔اس کی شاعری اور پیغام ۔شیخ اکبر علی۔ص۔۲۱۸۔کمال پبلیشرز۔لاہور۔۱۹۴۶ء۔

۹۱۔حکمت رومی ۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۳۱۔مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۵۵ء۔

۹۲۔اردو (اقبال نمبر طبع جدید)۔ص۔۴۵۴۔انجمن ترقی اردو دہلی ۔۱۹۴۰ء۔

۹۳۔بال جبرائیل ۔اقبال۔ص۔۴۵۷۔خزینہ علم وادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔

۹۴۔اردو (اقبال نمبر)۔ص۔۳۱۰۔مرتب ۔انجمن ترقی اردو دہلی ۔ ۱۹۳۷ء۔

۹۵۔ بانگ درا۔اقبال۔ص۔۳۲۷۔خزینہ علم وادب ۔۲۰۰۶ء۔

۹۶۔احیاء العلوم ۔امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔علامہ محمد فیض احمد اویسی۔ص۔۶۱۰۔مکتبہ شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

۹۷۔سنن کبریٰ ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔

۹۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

۹۹۔احیاء العلوم ۔امام محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔محمد فیض احمد اویسی ۔۔ج۔ چہارم۔ص۔ ۶۰۲۔ مکتبہ۔شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

۱۰۰۔احیاء العلوم ۔امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔مترجم ۔علامہ محمد فیض احمد اویسی۔ص۔ ۶۲۰۔۶۰۵۔مکتبہ شبیر برادرز ۔اردو بازار لاہور۔

(۳):

آداب اختلاط مرد وزن

یوں تو ہر معاشرے میں ہی اختلاط ومرد وزن کی کچھ قدریں ہیں لیکن مہذب معاشروں میں مرد وزن کے میل جول کی کچھ حد بندیاں مقرر ہیں اسی طرح سے ایک اسلامی معاشرے میں رہنے والے مسلمان مرد وعورت کے لئے میل جول کے بھی اسلام نے کچھ آداب مقرر کئے ہیں جس کا مختلف زاویوں سے تجزیہ ضروری ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو مادر پدر آزادی نہیں دیتا ہے اور نہ ہی انھیں اس حد تک مقید کرتا ہے کے انھیں گھٹن کا احساس ہونے لگے لہٰذا بڑی حکمت سے معاشرتی ضروریات اور سماجی زندگی کی دلچسپیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اس ضمن میں کچھ قاعدے اور قوانین وضع کئے ہیں گو کہ یہ موضوع مختلف اوقات میں افراط وتفریط اور غلط فہمیوں کا شکار رہا ہے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کے قرآن وسنت کی روشنی میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔

ایک اسلامی معاشرے میں کسی بھی مسلمان خاتون سے روابط قائم کرنے کے حوالے سے مردوں کو تین مختلف حلقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ پہلا حلقہ:

اس حلقے میں عام طور پر خونی رشتہ دار یا پھر قریب ترین رشتہ دار شامل ہوتے ہیں جن میں شوہر، بیٹے، سسر، باپ، بھائی، نانا، دادا، بھانجے اور بھتیجے شامل ہیں جن سے خواتین بے تکلفانہ میل جول قائم کرتی ہیں۔

۲۔ دوسرا حلقہ:

اس حلقے میں قریبی رشتہ دار اور دوست احباب شامل ہوتے ہیں جن سے مختلف تقاریب، خوشی اور غمی کے مواقع پر ملاقات ہوتی ہے یہ افراد ایک دوسروں کے یہاں آتے اور جاتے بھی ہیں جبکہ اس حلقے میں وہ مرد بھی شامل ہیں جن سے خواتین کو دنیاوی معاملات درپیش ہوں۔ جیسے کے اسکول، کالج، یونیورسٹی، اسپتال، ائیر پورٹ، بینک، گاڑی، جہاز کا عملہ، ڈرائیور، کلاس فیلوز اور کولیگز وغیرہ۔

۳۔ تیسرا حلقہ:

اس حلقے میں وہ مرد شامل ہوتے ہیں جن سے عام طور پر خواتین کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اور وہ خواتین کے لئے قطعاً اجنبی ہوتے ہیں جیسے کے مسافر، راہ گیر یا اجنبی افراد وغیرہ۔

۱۔ پہلے حلقے سے متعلق ارشاد خداوندی!

.وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ۔

ترجمہ۔ خواتین ان لوگوں کے سامنے اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرسکتی ہیں شوہر، باپ (ددھیال اور ننھیال کے دوسرے بزرگ) شوہروں کے باپ (شوہر کے ددھیال اور ننھیال کے دیگر بزرگ) اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے (سوتیلے بیٹے، پوتے اور نواسے) بھائی اور بھائیوں کے بیٹے (پوتے اور نواسے) بہنوں کے بیٹے (پوتے اور نواسے) اپنے میل جول کی خواتین، اپنے مملوک یعنی (اپنے وہ زیر دست جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں) اور وہ بچے جو خواتین

کی پوشیدہ باتوں سے ابھی ناواقف ہوں۔ ا؎

اس آیت میں مملوک یعنی گھریلو ملازمین اور وہ زیر دست جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں ان کا بھی ذکر آیا ہے قرآن کریم میں ایک اصطلاح مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ ۔ ۲؎
کا ذکر آیا ہے جس کے لفظی معنی ہیں' جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہوئے لیکن یہ اصطلاح متعدد معانی میں بھی مستعمل ہوتی ہے جیسے کے اس سے مراد وہ لوگ جو کسی کی ماتحتی میں تابع اور فرمانبرادر ہوں جبکہ دورنزول قرآن میں اس کی تفہیم کنیز اور غلام دونوں سے ہی کی جاتی تھی اس کے لئے انگریزی میں لفظ Subordintes استعمال کیا جاتا ہے یعنی ہدایات کے مطابق جملہ امور کو انجام دینے والے جن کو ہم گھریلو ملازمین سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعَادُوْنَ ۔

ترجمہ۔اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں سے، سو بے شک (اس میں) انہیں کوئی ملامت نہیں، پس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ ۳؎

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ ۔ ۴؎

ترجمہ۔اللہ ایک مثال دیتا ہے ایک تو ہے غلام جو دوسروں کا مملوک ہے جو خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتَابَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا۔ ۵؎

ترجمہ۔تمھارے مملوکوں میں سے جو تم سے مکاتبت کی درخواست کریں ان سے مکاتبت کرلو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِّنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ

الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَآءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

ترجمہ۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہیں، لازم ہے کے تمھارے مملوک اور تمھارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں تین اوقات میں تمھارے پاس اجازت لے کر آیا کریں۔

ا۔صبح کی نماز سے پہلے۔

۲۔دو پہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو۔

۳۔اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین اوقات تمھارے لئے پردے کے اوقات ہیں ان اوقات کے علاوہ وہ تمھارے پاس بلا اجازت آسکتے ہیں جس پر نہ تو تم پر ہی کوئی گناہ ہے اور نہ ہی ان پر کوئی گناہ ہے تمھیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے اس طرح اللہ تم پر اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے۔٦ ؎

اس آیت میں مملوک کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے متعلق ابن عمر اور مجاہد غلام مراد لیتے ہیں اور وہ کنیزوں کو اس سے مستثنٰی قرار دیتے ہیں جبکہ جمہور مفسرین اور فقہاء کے نزدیک اس سے مراد کنیزیں اور غلام دونوں ہی ہیں پھر یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ اس آیت کا حکم بالغ اور نابالغ دونوں ہی قسم کے مملوکوں کے لئے عام ہے۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنَاكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔وہ تمہارے لیے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے، کیا جن کے تم مالک ہو وہ اس میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دیا ہے کہ پھر اس میں تم برابر ہو، تم ان سے اس طرح ڈرتے (فکرمند) ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے (فکرمند) ہو، اس طرح ہم عقل

والوں کے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں۔ ے

مندرجہ بالا آیات میں ان گھریلو ملازمین کی بات کی گئی ہے جو گھریلو خواتین کے اتنے تابع ہوں کے ان سے کسی قسم کی جنسی تعلق کی ہوس نہ ہو اور نہ ہی انھیں کبھی اس قسم کا کوئی خیال آیا ہو اگر چہ مندرجہ بالا آیات میں گھریلو ملازمین والی شق خاصی وسیع المعانی ہے یہی نہیں بلکہ قرآن کا یہ اسلوب بھی ہے کے وہ ایسے مقامات پر دانستہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جو معانی کے اعتبار سے اپنے اندر وسعت رکھتے ہوں تا کہ بنی نوع انسان کو مختلف حالات میں درپیش معاملات پر عملدرآمد میں کسی قسم کی کوئی مشکل درپیش نہ ہو سکے۔

۲۔ دوسرے حلقے سے متعلق ارشادات خداوندی:

دوسرے حلقے سے تعلق رکھنے والے افراد پہلے حلقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے مقابلے میں نسبتاً خواتین سے دور ہوتے ہیں اس حلقے سے تعلق رکھنے والے افراد یا تو دوری رشتے دار ہوتے ہیں یا پھر ان کی خاندانی یا کاروباری دوستیاں ہوتی ہیں چنانچہ ایسے افراد سے میل ملاقات عام طور پر گھر یا گھر سے باہر ہوتی ہے شریعت کے مطابق ایسے افراد (مرد یا عورت) جب ملاقات کے غرض سے ایک دوسرے کے گھر جائیں تو پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروائیں پھر گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کریں اور جب اجازت مل جائے تو اس کے بعد وہ اس گھر میں داخل ہوں ایسے تمام مواقع پر مرد و عورت کو یہ چاہیئے کے وہ با حیاء انداز اور مہذب لباس، چال ڈھال اور انداز گفتگو کو اپنائیں بالخصوص اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں جبکہ خواتین کے لئے یہ ضروری ہے کے وہ ایسے مواقع پر اپنی زیب و زینت کو چھپائیں بجز اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے لیکن عمر رسیدہ خواتین ان پابندیوں سے کسی حد تک مستثنیٰ ہیں لہٰذا ان اخلاقی حدود اور قیود کو مدنظر رکھتے ہوئے مرد و عورت آپس میں بیٹھ کر گفتگو، طعام باہمی امور پر تبادلہ خیال اور دیگر سماجی سرگرمیوں میں مصروف رہ سکتے ہیں انھی معاملات کے پیشِ نظر ارشادات خدوانْدی!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا
عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ
فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا
مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا
يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا
يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ
اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو، پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک کے تمہیں اجازت نہ دی جائے، اور اگر تمہیں کہا جائے کے لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے،تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا سامان ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو، ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں، اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ

اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں، اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے، اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ ۸؎

زمانہ قدیم میں مہذب گھرانوں سے تعلق رکھنے والی معزز عرب مرد و زن اپنے سروں کو ڈھانپا کرتے تھے تاریخی حقائق بھی یہی ہیں یعنی ہر مہذب معاشرے میں خواتین اور مرد اپنے سروں کو اپنے سماجی رواج کے مطابق ڈھانکتے تھے مثلاً ہندوستان میں برہمن مرد پگڑی پہنتے جبکہ عورتیں ساڑی کے پلو سے اپنا سر ڈھانپتیں، سکھ مرد اپنے سر پر پگڑی پہنتے جبکہ ان کی خواتین دوپٹے سے سر کو ڈھانپتیں، انگریز مرد و عورتیں اپنے سروں کو ہیٹ سے کور کرتے اسی طرح سے جاپان، چین، اسپین اور دیگر کئی ممالک میں بھی سر کو ڈھانپنے کی مثالیں ملتی ہیں جس کی پابندی وہاں کے مرد و زن دونوں ہی کرتے، سر کو ڈھانپنا ایک مسلسل تہذیبی علامت ہے جس کا تسلسل زمانہ قدیم سے اب تک جاری ہے۔

مندرجہ بالا مقدس آیت کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوگئی کے اللہ تعالی نے عورت کو اس ضمن میں مکمل آزادی دی ہے کے وہ اپنوں اور غیروں کے ساتھ معاملات میں خود مختار اور آزاد ہے لیکن حیاء کے دائرے میں رہتے ہوئے لہٰذا ان آیات میں خمر اور جلباب کا ذکر آیا ہے۔

ا۔خمر:

عربی زبان میں خمر کے معنی چھپ جانا، ڈھانپ دینا یعنی (وہ چادر یا بڑا دوپٹہ جو خواتین اپنے

گرد استعمال کرتی ہیں)۔

۲۔جلباب:

عربی زبان میں جلباب کے معنی کسی چیز کو اپنے گرد اس طرح سے کھینچ لینا کے وہ چیز بالکل چھپ جائے۔

ابن فارس نے کہا! ایسی چیز جو دوسری چیز کو ڈھانپ دے جلباب کہلاتی ہے۔۹؎

انصار کی خواتین سیاہ ملبوس (لمبا گاؤن) اس طرح سے اپنے اوپر پہنتی تھیں کے وہ اس میں چھپ جائیں اوران کی زینت نمایاں نہ ہو۔

جلباب بڑی چادر، گاؤن، بڑا دوپٹہ یا حجاب بھی ہوسکتا ہے اس لباس کی تراش خراش میں موقع محل، رسم ورواج اور موسم کو مدنظر رکھا جاسکتا ہے۔

ابن فارس کے مطابق! عربوں میں جلباب محاورتاً وقار اور سکون کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔۱۰؎

مکمل لباس مہذب ہونے کی بھی ایک دلیل ہے دنیا کی تہذیب یافتہ اقوام اپنے لباس کے معاملے میں خاصا سنجیدہ رویہ اختیار کرتی ہیں، سورہ نور کی مندرجہ بالا آیات کا جب نزول ہوا تو اس کے بعد سماجی اعتبار سے افراد کو دو قسم کے سوالات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

۱۔کیا معاشرے کے مستقل بے سہارا اور معذور افراد کی گھریلو سطح پر سرپرستی کی جاسکتی ہے؟ باالفاظ دیگر کیا انھیں اپنے گھروں میں رکھا جاسکتا ہے؟ کیا ان کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ وغیرہ کروایا جاسکتا ہے؟اور کیا وہ افراد خانہ کے ساتھ میل جول اور اکھٹے کھانا کھا سکتے ہیں؟

۲۔کیا اجنبی اور غیر محرم مرد وعورت ایک مقام پر کھانا کھا سکتے ہیں؟ کیونکہ (اکثر مقامات پر علیحدہ علیحدہ کھانا سرو کرنا ناممکن ہوتا ہے)۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔نا تو نابینا پر کوئی تنگی ہے، نالنگڑے پر کوئی تنگی ہے، نا مریض پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود تمھارے اوپر کوئی تنگی ہے اس بات میں کے تم اپنے گھروں سے اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا پھپھویوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اپنے زیرتولیت کے گھروں سے یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ خواہ اکھٹے ہوکر یا الگ الگ رہ کر بس یہ بات ہے کے جب تم گھروں میں داخل ہوتو اپنے لوگوں کوسلام کرو یہ اللہ کی طرف سے ایک بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے اس طرح اللہ تمھارے لئے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو۔ ۱۱؎

اس آیت کے دو حصے ہیں۔

۱۔آیت کے پہلے حصے میں معذور افراد سے متعلق بات کی گئی ہے کیونکہ معذور شخص اپنی جسمانی کمزوریوں کے سبب افراد معاشرہ پر یہ اخلاقی حق رکھتا ہے کہ وہ اس کی دل جوئی کریں لہٰذا دنیا بھر کے تقریباً ہر سماج پر ایسے افراد کا حق قائم ہے اور ایسے افراد جہاں سے بھی چاہیں اپنی بھوک رفع کرسکتے ہیں چونکہ شریعت نے انھیں یہ حق دیا ہے لہٰذا معاشرے میں ان کے اس حق کو جائز تصور کیا جائے گا اور ایسے افراد کوعلاج معالجے کی سہولیات فراہم کرنا، ان کی رہائش کا انتظام انھیں سہارا دینا،ان کی دلجوئی اور خدمت افراد معاشرے پر لازم ہے۔

۲۔آیت کے دوسرے حصے میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کے افراد معاشرہ اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے یہاں بلا تکلف کھانا کھا سکتے ہیں کیونکہ عرب کے اکثر قدیم قبائل کی یہ روایت تھی کہ وہ الگ الگ کھانا کھانے کو پسند کرتے تھے اس کے برعکس ایک جگہ مل کر کھانا کھانا ان کے یہاں معیوب تصور کیا جاتا تھا لہٰذا اس آیت میں معاشرے کی اسی بلا جواز پابندی کا خاتمہ کیا گیا ہے پھر اس آیت میں تفکر سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کے اسلام سماجی آزادی اور معاشرتی روابط کو محدود اور منقطع کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ مضبوط اور مستقل روابط کا خواہاں ہے لہٰذا اس نے رشتے داروں، پڑوسیوں،عزیز و اقارب اور عام انسانوں کے حقوق متعین کئے اور ان حقوق کی پابندی اور پاسداری کے بار بار احکامات بھی نازل فرمائے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ۔

ترجمہ۔اور وہ لوگ ہیں کے اللہ نے جن رشتوں کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے ان کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بری طرح سے حساب لئے جانے کا خوف رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا انجام بخیر ہے۔۱۲؎

لہٰذا انفرادی اور اجتماعی سرگرمیاں میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے حصہ لیا جاسکتا ہے اکھٹے بیٹھ کر کھانے پینے اور مثبت اور تعمیری گفتگو کرنے میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

ترجمہ۔نیکی تو اس کی ہے جو اللہ پر قیامت پر فرشتوں پر کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لایا اور اللہ کی محبت میں اس نے اپنا مال اپنے رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور قیدیوں کی گردنیں چھڑانے میں خرچ کیا،، اور نماز پڑھے اور زکوۃ دے، اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں، اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہی۔ ۱۳؎

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ

ترجمہ۔وہ تم سے پوچھتے ہیں کے ہم اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ تو تم ان سے یہ کہہ دو کے تم جو مال بھی خیرات کرو، وہ ماں باپ، قریب کے رشتے داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔ ۱۴؎

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔

ترجمہ۔والدین، رشتے داروں، یتیموں، محتاجوں، قرابت داروں، پڑوسیوں، پاس بیٹھنے والوں مسافروں اور ان کنیزوں اور غلاموں سے جو تمھارے قبضے میں ہیں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ۱۵؎

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔تم رشتے داروں ،محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہو اور جو لوگ اللہ کی رضامندی کے طالب ہیں ،تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ ۱۶؎

وَفِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ۔

ترجمہ۔اور ان کے مال میں سائل اور تنگ دست کا حق ہے۔۱۷؎

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۔

ترجمہ۔سائل کو نہ جھڑکو۔۱۸؎

وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا ۔

ترجمہ۔رشتہ داروں اور غریب اور مسافروں میں سے ہر ایک کے حق کو پہنچاتے رہو۔۱۹؎

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ۘ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ۔

ترجمہ۔ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں آپس میں دوست ہیں وہ اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔۲۰؎

۳۔تیسرے حلقے سے متعلق ارشادات خداوندی!

اس حلقے میں وہ مرد حضرات شامل ہیں جو کے کسی بھی خاتون کے لئے قطعاً اجنبی ہوں جس میں راہ گیر،مسافر اور عام طور پر بینک، ائیر پورٹ ، بازار اور عوامی مراکز پر آتے جاتے لوگ ہیں اس ضمن میں بھی اسلام نے کچھ اصول وضع کئے ہیں۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۔

ترجمہ۔(ان مومنوں نے فلاح پائی) جو ہر قسم کی لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔۲۱؎

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ‌ؕ فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے روشنی میں ہے۔۲۲؎

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔

ترجمہ۔(اللہ کے نیک بندے) جب بے ہودہ جگہوں سے گزرتے ہیں تو وہ باعزت طریقے سے گزر جاتے ہیں۔۲۳؎

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ تمھیں عدل کا، ہر بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکات اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمھیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تمھیں یاددہانی ہو۔۲۴؎

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔شیطان تم سے تنگ دستی کا وعدہ کرتا ہے اور وہ تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ تم سے مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ صاحب وسعت اور جاننے والا ہے۔۲۵؎

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

ترجمہ۔بے حیائی کے نزدیک بھی نہ جاؤ چاہے وہ کھلی ہو یا چھپی ہو۔۲۶؎

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔تم کہہ دو کہ میرے اللہ نے تمام کھلی اور چھپی بدکاری اور فواحشات، گناہ اور ناحق بغاوت کو حرام قرار دیا ہے۔۲۷؎

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

ترجمہ۔تم گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ ۲۸۔

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ۔

ترجمہ۔ہم حد سے گزر جانے والے لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔۲۹۔

هٰذَا ۚ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ۔

ترجمہ۔بے شک سرکشوں کے لئے برا ٹھکانہ ہے۔ ۳۰۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے شریعت اسلامی میں مرد و زن دونوں کو ہی کچھ حدود و قیود میں رہتے ہوئے سماج میں آزادی حاصل ہے اور اللہ نے دنیاوی معاملات میں اخلاقیات کے دائرے میں رہتے ہوئے انھیں خود مختار بھی کیا ہے لہٰذا مہذبانہ انداز نشست و برخاست اور میل جول پر کوئی پابندی نہیں، گھر کے اندر اور باہر، عوامی مراکز اور گلی محلوں میں آمد و رفت کے طور طریقے کی جانب تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے!

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو کیونکہ پہلی نظر معاف ہے لیکن دوسری نظر کی اجازت نہیں۔ ۳۱۔

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نظر کو پھیر لو۔ ۳۲۔

اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوجوانوں کو بلا وجہ گلی محلوں اور راستے میں بلا جواز کھڑے رہنے کی ممانیت فرمائی کیونکہ اس طرح آنے جانے والے راہ گیر جن میں مرد و عورت دونوں ہی شامل ہوتے ہیں کو پریشانی لاحق ہو سکتی ہے لہٰذا اسلام میں راہ گزر، راستوں، بالخصوص اداروں کی گزرگاہوں اور ان کے داخلی اور خارجی راستوں پر بلا جواز کھڑے رہنے کو ایک ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ النور۔آیت ۔۳۱۔

۲۔سورہ المعارج۔آیت ۔۲۹۔۳۱۔

۳۔سورہ النساء۔آیت ۔۳۶۔

۴۔سورہ النحل۔آیت ۔۷۵۔

۵۔سورہ النور۔آیت ۔۳۳۔

۶۔سورہ النور۔آیت ۔۵۸۔

۷۔سورہ الروم۔آیت ۔۲۸۔

۸۔سورہ النور۔آیت ۔۲۶۔۳۱۔

۹۔لغات القرآن ۔غلام پرویز۔ص۔۴۳۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۰۔لغات القرآن ۔غلام پرویز۔ص۔۴۳۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۱۔سورہ النور۔آیت ۔۶۱۔

۱۲۔سورہ رعد۔آیت ۔۲۱۔ ۲۲۔

۱۳۔سورہ البقرہ۔آیت ۔۱۷۷۔

۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت ۔۲۱۵۔

۱۵۔سورہ النساء۔آیت ۔۳۶۔

۱۶۔سورہ الروم۔آیت ۔۳۸۔

۱۷۔سورہ الذٰریات۔آیت ۔۱۹۔

۱۸۔سورہ الضحیٰ۔آیت ۔۱۰۔

۱۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت ۔۲۶۔

۲۰۔سورہ التوبہ۔آیت ۔۷۱۔

۲۱۔سورہ المومنون۔آیت ۔۳۔

۲۲۔سورہ الزمر۔آیت ۔۲۲۔

۲۳۔سورہ الفرقان۔آیت ۔۷۲۔

۲۴۔سورہ النحل۔آیت ۔۹۰۔

۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت ۲۶۸۔

۲۶۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۵۱۔

۲۷۔سورہ الاعراف۔آیت۔ ۳۳۔

۲۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔ ۲۔

۲۹۔سورہ یونس۔آیت۔ ۷۴۔

۳۰۔سورہ ص۔آیت۔ ۵۵۔

۳۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الادب۔مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب الادب۔مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

:(۴)

قرآن کا تصور نفس

نفس کا تعارف:

علم نفس اتنا ہی قدیم علم ہے جتنی کے خود بنی نوع انسانیت جبکہ زمین پر اس علم کی ابتداء تو اسی دن ہوگئی جب حضرت آدم اور حوا نے زمین پر اپنا پہلا قدم رکھا اگر چہ قرآن کریم کے مطالعے سے یہ انکشاف ہوتا ہے کے اس علم کی ابتداء تو عالم ارواح میں ہی ہوگئی تھی جس کی گواہی خود قرآن نے دی قرآن کریم جو کے کائنات کے ذرے ذرے کے تخلیقی فارمولوں پر مشتمل ایک عظیم الشان کتاب ہے اس میں اللہ تعالی نے خود کائنات کے نقطہ آغاز کی وضاحت فرمادی یعنی اللہ تعالی اپنے ارادے کی تشکیل کو حکم 'کن' کہہ کر ظاہر فرماتے ہیں جس کے نتیجے میں کائنات کے تمام اجزاء تخلیق ہوجاتے ہیں اس وقت موجودات کی حیثیت ساکن حالت میں تھی یعنی ہر مخلوق کے ذہن میں صرف اتنا تھا کے میں ہوں لیکن میں کیا ہوں؟ کون ہوں؟ کس طرح ہوں؟ میرے علاوہ اور کون کون ہے؟ اس کا اسے علم نہ تھا۔

موجودات کی تخلیق کے بعد اللہ تعالی نے خود کو تمام مخلوقات کے سامنے ظاہر فرمادیا اور پوچھا! اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔ا۔ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ جیسے ہی اللہ تعالی نے موجودات کے سامنے خود کو ظاہر کیا اور اپنے بارے میں پوچھا تو کل بنی نوع انسانیت کو حواس حاصل ہوگئے اور تمام ارواح نے اپنے رب کریم کو سنا، اسے جانا، سمجھا اور پھر اس سے ہم کلامی کے شرف سے بھی مشرف ہوئے یعنی تمام ارواح نے بیک وقت اللہ تعالی کے کئے ہوئے سوال کے جواب میں کہا! قَالُوْا بَلٰى ۔ ۲۔ بے شک آپ کی ہمارے رب ہیں۔

اس کے بعد کائنات کی حرکت شروع ہوگئی اور موجودات کی زندگیوں کا آغاز ہوگیا، یہ تو ہوا

کائنات کے نقطہ آغاز کا بیان اب جہاں تک علم نفس کا تعلق ہے تو دراصل یہ انسان کی روح سانس اوراس کے شعور کا علم ہے قرآن کریم میں لفظ نفس 289 بار استعمال ہوا ہے جبکہ تصوف میں روح کے علم کو روحانی علم بھی کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی زبان میں اس علم کو Psychology کہا جاتا ہے اس لفظ کو سب سے پہلے ایک مشہور انگریز سائنس دان ولیم ہاروے (William Harvey,1578.1657) نے ایجاد کیا یہی وہ سائنسدان تھے جس نے سب سے پہلے گردش خون کو بھی دریافت کیا تھا لہٰذا انگریزی زبان میں باقاعدہ یہ لفظ 1693 میں استعمال ہوا۔

اگرچہ ہر کتاب کا ایک موضوع اور عنوان ہوتا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن کریم اور احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل مجموعے کا عنوان اور موضوع انسان ہے کیونکہ قرآن کریم میں موجود کل آیات کی تعداد ٦٦٦٦ ہے جس میں بنی نوع انسانیت کے لئے قاعدہ قانون، حلال وحرام، جزا وسزا اور زندگی گزارنے کے تمام اصول وضع کر دئے گئے جبکہ پورے قرآن میں موجود کسی ایک آیت میں بھی اللہ تعالی فرشتوں، جنات یا دیگر اشیاء کائنات سے مخاطب نہیں ہیں بلکہ بنی نوع انسانیت سے مخاطب ہیں بالکل اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل احادیث کے مجموعے کا عنوان یا موضوع بھی انسان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب بھی صرف اور صرف بنی نوع انسانیت سے ہے دیگر اشیائے کائنات سے نہیں ہے، اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کے انسان اور اس کے نفس کے علم کو اسلام میں کس قدر اہمیت حاصل ہے۔

نفس کی تعریف:

قرآن کریم میں لفظ نفس (289) مرتبہ آیا ہے اور قابل غور امر یہ ہے کے اللہ تعالی نے معرفت الٰہی کو بنی نوع انسانیت پر سب سے پہلے فرض کیا کیونکہ روز الست اللہ تعالی نے تمام انسانوں کی ارواح سے جو پہلے انسان سے آخری انسان تھے سب ہی سے اپنے ایک ہونے کی گواہی اور شہادت وصول کی تھی ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا
غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۚ
اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔

ترجمہ۔اے نبی ! لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمھارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انھیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمھارا رب ہوں؟ تو انھوں نے کہا کے ہم گواہی دیتے ہیں کے آپ بے شک ہمارے رب ہیں یہ ہم نے اس لئے کیا کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہو کے ہم تو اس بات سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہنے لگو کے شرک کی ابتدا تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا نے کی اور ہم تو ان کی نسل میں بعد میں پیدا ہوئے ۳؎

اب یہ اور بات کے وہ انسان دنیا میں آنے کے بعد کسی بھی مذہب کا پیروکار بن جائے لیکن عالم ارواح میں اللہ تعالی نے تمام ارواح انسانی سے عہد لیا تھا اور اس کے حوالے خود قرآن کریم میں جا بجا موجود ہیں ۔

صاحب تاج العروس نے نفس کے بہت سے معنی بیان کیے ہیں جو کے درج ذیل ہیں ۔

ا۔نفس ۔ویسے تو یہ لفظ انسانی شخصیت کی ظاہری اور باطنی پہلوؤں کے مجموعہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔نفس ۔اس سے مراد وہ شخصی توانائی بھی ہے جو اچھے اور برے میں تمیز پیدا کرتی ہے جیسے عام طور پر شعور اور احساس بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔نفس ۔اس سے مراد عقل ،علم اور قلب بھی ہے۔

۴۔نفس ۔ یہ عین الشیئ ء کے معنوں میں بھی ہے جیسے کے جاء نی الملیک بنفسہ۔
یعنی ۔ بادشاہ میرے پاس بنفس نفیس آیا۔

۵۔نفس۔یہ عظمت ، بڑائی ، ہمت ،غیرت ارادہ کے معنوں میں بھی سمجھا جا تا ہے ۔

٦۔نفس ۔اس سے ایک لفظ انفس بھی نکلا ہے جس کے معنی انسان کا خود اپنا آپ یا بھائی بند کے بھی ہیں ،انگریزی زبان میں اس کے لئے مناسب الفاظ

Myself, Yourself or Himself ہیں ۔

۷۔نفس ۔اس کے معنی خون کے بھی ہیں چنانچہ نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو کے بچے کی ولادت کے بعد خواتین کو آتا ہے اور یہ خود ولادت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔

۸۔نفس۔اس سے مراد سانس لینے کا عمل بھی ہے یعنی تنفس اور نفس کی جمع انفاس بھی ہے

۹۔نفس ۔کے معنی وسعت اور کشادگی کے بھی ہیں ۔

۱۰۔نفس ۔اس کے ایک معنی ہلکی اور نرم ہوا نکلنے کے بھی ہیں ۔

۱۱۔نفس۔اس کے معنی ایک کش اور ایک گھونٹ کے بھی ہیں ۔

۱۲۔نفس۔یہ طویل چیز کے معنی میں بھی مستعمل ہے ۔

۱۳۔نفس۔اس سے ہی ایک لفظ نفیس یعنی مال کثیر کے بھی نکلا ہے، اور شئی نفیس سے مراد وہ عمدہ چیز جس کی طرف انسان لپک کر جائے ۔

۱۴۔نفس۔اس سے ایک لفظ 'تنفس الصبح' بھی نکلا ہے جس کے معنی ہیں صبح کا واضح اور روشن ہوجانا۔

۱۵۔نفس۔اس سے ایک لفظ نافس اور تنافس بھی نکلا ہے جس کے معنی ہیں کسی اچھے کام میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا۔

۱٦۔نفس ۔اس کے معنی عندی (میرے پاس) کے بھی ہے تاج العروس نے اس کی مثال کے لئے سورہ المائدہ کی آیت تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسیک کا حوالہ بھی پیش کیا ہے جس کے معنی ہیں کے اے میرے رب جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے لیکن جو کچھ تیرے پاس ہے میں اسے نہیں جانتا ہوں ۔

۱۷۔ نفس۔ اس سے مراد عقوبت یا سزا اعمال کے بھی ہیں جیسے کے ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کے اللہ تمھیں اپنے آپ یا اپنی ذات سے ڈراتا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کے اللہ تمھیں اپنے قانون مکافات کی رو سے مرتب ہونے والے تباہ کن نتائج سے محتاط رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

۱۸۔ نفس۔ قرآن کریم میں لفظ 'نفس' کو انسانی ذات یا Human Personality کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جیسے اقبال خودی (Self) کہتے ہیں، اس نفس کو کچھ لوگ انا یا I am ness یا Ego بھی کہتے ہیں۔ ۴؎

المنجد میں نفس کی تعریف اس طرح سے بیان کی گئی ہے کے لطیف چیزوں کا مرغوب ہونا یا بخل کرنا ۵۔؎

نفس کا قرآنی تصور:

تمام آسمانی کتب وصحائف اور بالخصوص پورے قرآن کریم میں نفس انسانی اور اصلاح انسانی کے حوالے سے بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کی گئی ہے دوسری جانب قرآن کریم کا موضوع بھی انسان ہے تو تقریباً تمام ہی آیات میں بلواسطہ اور بلاواسطہ خطاب انسانوں سے ہی کیا گیا ہے لہٰذا اس اعتبار سے یہ موضوع نہایت اہمیت کا حامل تصور کیا جاتا ہے دنیا میں بھیجے گئے تمام پیغمبروں نے نفس انسانی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالی کے پیغام کو آسان الفاظ میں بنی نوع انسانیت تک پہنچایا تا کہ ان کی درست سمت میں رہنمائی ہو سکے پھر یہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے بھی تمام الہامی کتب اور صحائف میں انسانیت کی بہترین خطوط پر تربیت کا اہتمام فرمایا جس میں بنیادی پیغام نفس کی اصلاح سے متعلق ہی دیا گیا تھا۔

ذیل میں نفس انسانی کے قرآنی تصور کی وضاحت کے لئے چند ارشادات خداوندی اور ان کی مختصر وضاحت پیش کی جارہی ہے۔

۱۔ وَفِیٓ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ۔ ۶؎

ترجمہ۔ہم تو تمھارے (نفس کے)اندر ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

۲۔وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ ۷ ؎

ترجمہ۔ہم تو تمھاری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔

۳۔وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ ۸ ؎

ترجمہ۔جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو آپ فرما دیجئے کے میں ان سے بہت قریب ہوں جب وہ مجھ کو پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار کا جواب دیتا ہوں انھیں بھی چاہئے کے وہ میرا جواب سن کر مجھے جواب دیں اور یقین رکھیں کے یہی ان کی رشد ہدایت کا باعث ہے۔

یعنی۔اہل روحانیت کے نزدیک گوشت پوست سے مرکب جسم اصل جسم نہیں ہے بلکہ یہ مادی جسم دراصل انسان کی روح کا لباس ہے جسے اہل علم مفروضہ یا فکشن بھی کہتے ہیں کیونکہ جسم انسانی کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے اور بلا آخر ایک دن فنا ہو جاتا ہے لیکن روح جو انسان کی اصل ہے وہ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور نہ ہی ختم ہوتی ہے بلکہ وہ قائم رہتی ہے کیونکہ مرنے کے بعد بھی انسانی روح اگلے مقامات پر محو سفر رہتی ہے پھر روز قیامت بھی ناکام لوگ جہنم میں جبکہ کامیاب لوگوں کو اللہ تعالی داخل جنت کریں گے اور ان کی روحوں کو ایک نیا جسمانی لباس عطا کیا جائے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے اور ہم نے انھیں کنواری بنایا ہے جو اپنے شوہروں کی ہم عمر اور ان سے محبت کرنے والیاں ہیں۔ ۹ ؎

حضرت ام سلمیٰؓ روایت کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوچھا! عُرُبًا اَتْرَابًا۔

(الواقعہ۔ ۳۷) سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عربا کا مطلب عشق و محبت کرنے والیاں جبکہ اترابا کے معنی ہم عمر کے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے یہ وہ عورتیں ہیں جو کے دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں لیکن اللہ تعالی انھیں دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنادیے گا۔

حضرت ام سلمیٰؓ نے پھر پوچھا کے کیا دنیاوی عورتیں افضل ہیں یا بڑی آنکھوں والی حوریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیاوی عورتیں حوروں کے مقابلے میں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں کیونکہ وہ اللہ کے لئے نمازیں اور روزے رکھتی ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالی ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا جس سے ان کے چہرے سفید ہوجائیں گے اور انھیں ریشم کا سبز لباس بھی پہنایا جائے گا۔

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۔۱۰؎

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں اس میں سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفوس میں بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا ۚ یَذۡرَؤُكُمۡ فِیۡهِ ۚ لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۔۱۱؎

ترجمہ۔ وہ آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے اس نے تمھارے نفس میں سے جوڑے بنائے اور چوپائیوں کے جوڑے بنائے اور وہ تمھیں دنیا میں پھیلاتا ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

یعنی قانون قدرت یہ کے اللہ تعالی نے کائنات کی ہر شے کو جوڑے کی شکل میں پیدا کیا ہے

حضرت امام حسن سے کسی شخص نے سوال کیا کے انسان کے سر میں بالوں کی تعداد کتنی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کے تعداد تو مختلف ہوسکتی ہے لیکن ایک بات طے ہے کے تعداد چاہے جو بھی

ہو لیکن وہ مرکب ہوگی مفرد نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے ہر شے کو جوڑے کی شکل میں پیدا کیا ہے یعنی کائنات کی ہر شے جوڑے کی شکل میں ہے جس میں انسان، جانور، پرندے، درخت، پھل، پھول سمندر، پہاڑ، جنگل، بیاباں، ریت، کنکر، پتھر حتی کے قرآن کریم میں موجود سورتوں کے بھی جوڑے ہیں الغرض کائنات کی ہر شے کا جوڑا ہے اور اس کے ادراک اور آگہی کے لئے ضروری ہے کہ کائنات میں غور فکر کی جائے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دئے اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کے اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد نوع انسانی کی تخلیق کی ابتداء ایک فرد واحد (حضرت آدم) سے شروع ہوئی پھر اسی جان سے اللہ نے ان کا جوڑا پیدا کیا اگرچہ ہم اس کی تفصیلی کیفیت سے لاعلم ہیں لیکن بائبل (تالمود) میں یہ بیان کیا گیا ہے کے حوا کو آدم کی دائیں جانب کی تیرہویں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے لیکن قرآن اس بارے میں خاموش ہے وہ یہ تو کہتا ہے کے حوا آدم کے وجود کا ہی ایک حصہ ہیں لیکن ان کی پیدائش کی تفصیل کو قرآن نے مجمل رکھا ہے جبکہ علماء باطن نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کے قرآن کریم صرف حوا کی تخلیق کا ذکر نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ عورت کی تخلیق کے متعلق اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے کے وہ بھی مرد کے ہی وجود کا ایک حصہ ہے اس کو اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کے آدم کے اندر عورت کا وجود تھا اللہ نے جب چاہا کے آدم کے دونوں رخوں کا مظاہرہ ہو تو عورت کے وجود کو

آدم سے الگ کردیا علماء باطن کی نظر میں کل اشیاء کائنات دو رخوں سے مرکب ہے ایک رخ اس کا ظاہری رخ ہے جبکہ دوسرا رخ باطنی رخ کہلاتا ہے اسی طرح سے عورت کا وجود بھی دو رخوں پر قائم ہے ہر مرد کے اندر ایک ادھوری عورت اور ہر مرد کے اندر ایک ادھورا مرد چھپا ہے اگر آدم کے اندر حوا کا وجود نہ ہوتا تو ان کی پیدائش ممکن نہ ہوتی اسی طرح سے اگر حوا یعنی (حضرت مریم) کے وجود میں عیسیٰ نہ ہوتے تو ان کی پیدائش بھی ممکن نہ ہوتی۔ ۱۳؎

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔

ترجمہ۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور تارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ ہلائے جائیں گے اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور اکھٹے کردئے جائیں گے اور جب نفوس کے جوڑے ملا دئے جائیں گے۔ ۱۴؎

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ۔

یہاں لفظ زوج کے معنی ہیں جوڑ کے ہیں یعنی شرعی اصطلاح میں اللہ تعالی ہر انسان کو اس کے ہم جماعت یا ہم مزاج سے ملا دے گا۔ ۱۵؎

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا کے جنت میں نیک آدمی نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصری قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی کے ساتھ اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۱۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کے جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو، ان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے متعلق اللہ سے سوال کرے گا تو اس سے یہ کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں

حاصل ہوا ہے یہ سن کر وہ شخص یہ کہے گا ائے میرے رب میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر اللہ تعالی یہ حکم دیں گے کے ان لوگوں کو بھی اس شخص کے درجات کے ساتھ ملا دیا جائے ۔۱۷؎

۸۔ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔۱۸؎

ترجمہ۔جس دن ہر نفس اپنے نفس سے جھگڑتا ہوا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

۹۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۔ ۱۹؎

ترجمہ۔ کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو جب وہ موت کی سختیوں میں ہوں اور ملائکہ یہ کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کے نکالو اپنے نفوس ۔

مزید ایک جگہ فرمایا گیا!

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۔ترجمہ۔ کے ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کو کھینچتے ہیں۔۲۰؎

اسی حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ملک الموت کافروں کی روحوں کو ہر بال، ناخنوں اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتے ہیں اور ان کی روحوں کو بار بار ان کے جسموں میں لوٹا کر نکالتے ہیں ۔

مقاتل نے کہا کے ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سے کھنچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا ہو اور جب اس اون کو سختی سے کھینچا جائے بالکل کافر کی روح کے نکلنے کے وقت اس کی یہی کیفیت ہوتی ہے جیسے کے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔۲۱؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کردیا جاتا ہے۔ ۲۲؎

بے شک جب کافروں کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کافر کی روح کو بہت سختی سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اے خبیث روح! اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو، اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل جاتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۲۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے، اور ہم گنا ہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ ۲۴؎

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۖ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۚ ۔ ۲۵؎

ترجمہ۔ اگر تم نیکی کروگے تو اپنے نفوس کے لئے کروگے اور اگر تم بدی کروگے تو اس کا وبال بھی تمھارے نفوس پر ہی ہوگا۔

۱۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۲۶؎

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے، تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جب کہ تم ہدایت یافتہ ہو، تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ۔

ترجمہ۔موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں اپنے نفس کے سوا اور اپنے بھائی کے ساتھ کسی پر ہر گز تصرف نہیں رکھتا ہوں اس لئے تو ہمارے اور فاسقین کے درمیان امتیاز کر دے۔۲۷؎

مندرجہ بالا آیات میں مومنین کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔

حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر شخص کا خاتمہ اس کے عمل پر کر دیا جاتا ہے۔۲۸؎

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک کے انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہ کیا ہو راوی کہتے ہیں کے میں نے پوچھا کے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کے بے شک ہم ہی ظالم تھے۔۲۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا! میرا بندہ مومن ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔۳۰؎

اصل میں انسان کی پیدائش کا اصل مقصد ہی یہ ہے کے وہ اللہ کی عبادت کرے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔۳۱؎

یہاں عبادت سے مراد معرفت الٰہی ، اللہ کا قرب اور اس سے دوستی کے ہیں اور یہ پہچان خلوص نیت سے بندگی اور عبادت کے ذریعے ہی ممکن ہے جبکہ معرفت کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں پر سب سے پہلے فرض کیا تھا جس پر ابتداء میں بات ہو چکی ہے اور انسان کا اس دنیا میں بھیجے جانے کا اصل مقصد ہی اللہ کی معرفت کا حصول ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم میری عبادت کرنے کے لئے فارغ ہو میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو دور کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو مشغول رکھوں گا اور تیرے فقر کو دور نہیں کروں گا۔ ۳۲ے

علم نفس کی تعریف احادیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت العالمین ہیں اور ان کی رحمت کے دائرے میں انسان سمیت کل اشیاء کائنات بھی ہیں جبکہ معلم انسانیت ہونے کے ناطے کل علم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرفت اور مکمل دسترس بھی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نوع انسانیت کے لئے ایک ماہر نفسیات کی حیثیت بھی رکھتے تھے کیونکہ کل احادیث کے مجموعے کا مقصد بھی انسانیت کی فلاح اور رہنمائی ہے اور پھر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب انسانیت سے ہے نہ کے دیگر اشیائے کائنات سے لہٰذا بجا طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کہ بلند ترین درجے پر فائز ہیں بے شمار احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس انسانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه ۔ ۳۳ے

ترجمہ۔جس نے اپنے نفس کو پہچانا تو گویا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تیرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔ ۳۴ے

نفس کی تعریف دیگر اہل باطن کی نظر میں :

نفس کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں !نفس متعدد معنوں کے لئے مشترک ہے لیکن نفس وہ شے جو کے انسان کے اندر غضب اور شہوت کی قوتوں کی جامع ہے اسی لئے نفس کے خلاف مجاہدہ اور اس کی شہوتوں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے آپ مزید فرماتے ہیں کے نفس دراصل لطیفہ ربانی ہے جس کی رو سے درحقیقت نفس انسان اور ذات انسان یہی ہے۔ ۳۵؎

نفس کے حوالے سے مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں ! پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس نے نور کو ظلمت کے ساتھ جمع کیا اور لا مکانی کو جو جہت سے بری ہے مکانی کے ساتھ جو جہت میں ہے ہم قرین کیا اور ظلمت کو نور کی نظر میں محبوب کر دیا پس وہ نور اس پر فریفتہ ہو گیا اور کمال محبت سے اس کے ساتھ مل گیا تاکہ اس تعلق سے اس کی روشنی زیادہ ہو جائے اور ظلمت کی ہم سائیگی سے اس کی صفائی کامل ہو جائے۔ ۳۶؎

نفس کے حوالے سے حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں ! جو شخص اپنے نفس کو اللہ تعالی کی خاطر ذلیل کرتا ہے اللہ تعالی اس کو اس عمل کے بدلے میں عزت عطا فرماتے ہیں پوشیدہ اور سخت پردہ نفس کا دیکھنا اور اس کے لئے تدبیر کرنا ہے اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں سوچنا جہالت ہے، اس کی طرف اشارہ کرنا شرک ہے اور معرفت کی حقیقت حیرت ہے۔ ۳۷؎

ابو سلیمان درانی فرماتے ہیں !اللہ اور بندے کے درمیان جو سب سے زیادہ پہنچا دینے والی چیز ہے وہ نفس کا حساب لینا ہے۔ ۳۸؎

ابوالحسن بن علیؒ فرماتے ہیں !اے نفس تنہائی کو لازم کر۔ ۳۹؎

سمنون بن حمزہ المحبؒ فرماتے ہیں ! بندے کا اللہ سے پہلا وصال اپنے نفس کو چھوڑنے میں ہے جبکہ بندے کا اللہ سے پہلا فراق اپنے نفس سے ملنے میں ہے۔ ۴۰؎

محفوظ بن محمودؒ فرماتے ہیں ! جو شخص اپنی ہدایت کے راستے کو دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کے وہ اپنی پسندیدہ چیزوں کو ترک کرے اور اپنے نفس کی مخالفت کرے۔ ۴۱؎

ابوبکر طمستانیؒ فرماتے ہیں! سب سے بڑی نعمت اور سعادت یہ ہے کے انسان خواہشات نفس سے نکل جائے کیونکہ اللہ اور بندے کے درمیان نفس ہی سب سے بڑا پردہ ہے۔ ۴۲؎

جب تو خدا کو دیکھے کے وہ تجھے لوگوں کی طرف سے وحشت میں ڈالتا ہے تو، تو یہ جان لے کے وہ یہ چاہتا کے وہ تجھے اپنا دوست بنالے۔ ۴۳؎

جعفر بن محمد خلدی الخواصؒ فرماتے ہیں! جواں مردی یہ ہے کہ نفس کو حقیر سمجھنا اور مسلمانوں کی عزت کرنا، آپ مزید فرماتے ہیں کے وہ ہرگز عارف نہیں ہے کہ جس کا نفس اس سے الگ نہ ہو۔ ۴۴؎

ابوعمر بن نجیدؒ فرماتے ہیں! جو شخص اپنے نفس کو عزیز رکھتا ہے دین اس کو ذلیل معلوم ہوتا ہے اور غیر اللہ کے ساتھ محبت لگانا وحشت ہے۔ ۴۵؎

عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن الرازی الشعرانیؒ فرماتے ہیں! معرفت خداوندی اس حجاب کو ختم کردیتی ہے جو کے خدا اور بندے کے درمیان ہوتا ہے نیز یہ کے شکایت اور تنگ دلی معرفت کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

نفس (خودی) اقبال کی نظر میں:

اقبال کے تمام فکر و فلسفے کا منبع و ماخذ صرف اور صرف ایک تصور ہے جیسے اقبال 'خودی' کہہ کر متعارف کرواتے ہیں اور یہی ان کی فکر کا مرکزی نکتہ ہے، اقبال خودی کی حفاظت کی وضاحت میں بطور دلیل قرآن کریم کی اس آیت! يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۔۴۶؎۔ترجمہ۔اے ایمان والو اپنی خودی کی محافظت کرو۔

کا حوالہ پیش کرتے ہیں خودی کی بار بار کی گردان ان کے افکار و خیالات میں محو گردش ہے اسی لئے انھیں پیامبر خودی بھی کہا جاتا ہے ان کے یہاں خودی سے مراد غرور و تکبر نہیں بلکہ انا یا میں ہے جو ان کی نظر میں ایک عجیب اور پراسرار شے ہے جو انسانی فطرت کی بکھری ہوئی اور منتشر کیفیات کو منظم کرتی ہے، اس کے ساتھ ہی مشاہدات کو پروان چڑھانے میں بھی معاون

و مددگار ہوتی ہے،خودی کسی بھی انسان کے شعور کا ایک روشن نقطہ اور مرکز ہے جو بظاہر پوشیدہ ہے لیکن اپنے اعمال کی رو سے ظاہر بھی ہے،اس کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ناممکن ہے لیکن پھر بھی یہ ہر انسان کی فطرت کا ایک لازمی جز ہے اقبال خودی کی وضاحت ان اشعار سے کرتے ہیں !

نقطہ نوری کہ نام او خودی است — زیر خاک ما شرار زندگی است
از محبت می شود پاینده تر — زنده تر، سوزنده، تابنده تر
از محبت اشتعال جوہرش — ارتقائے ممکنات مضمرش
فطرت و آتش اندوز زعشق — عالم افروزی بیا موذ زعشق
عشق را از تیغ و خنجر باک نیست — اصل عشق از آب و باد و خاک نیست
در جہاں ہم صلح و ہم پیکار عشق — آب حیواں تیغ جوہر دار عشق
از نگاہ عشق خاراشق بود — عشق حق آخر سراپا حق بود۔ ۴۷ے

یعنی۔نور وہ نقطہ ہے جس کا نام خودی ہے، ہماری خاک بدن کے اندر زندگی کی ایک چنگاری ہے گویا ہماری زندگی خودی پر منحصر ہے یہ ایک ایسا نقطہ نور ہے جس کی بدولت انسان کی زندگی منور ہوتی چلی جاتی ہے جب انسان اپنی خودی سی یعنی اپنی ذات کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اس میں ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بناء پر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیتا ہے وہ محبت سے زیادہ دیر تک رہنے والی (جاوید) اور زیادہ زندہ، زیادہ جلانے والی اور زیادہ چمکنے والی بن جاتی ہے محبت سے ہی اس کے جوہر میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور اس میں پوشیدہ امکانات یعنی قوتوں کی نشونما ہوتی ہے خودی کی فطرت عشق سے ہی حرارت حاصل کرتی ہے اور عشق سے ہی دنیا کو روشن اور منور کرنے کا سلیقہ سیکھتی ہے عشق کو تلوار اور خنجر سے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی عشق کی اصل بنیاد پانی، آگ، ہوا اور خاک ہے دنیا میں عشق صلح بھی ہے اور جنگ بھی ہے یہ آب حیات بھی ہے اور تیز کاٹ دار تلوار بھی ہے عشق کی نگاہ سخت پتھر کو بھی

توڑ دیتی ہے حق کا عشق آخر کار خود حق کی مکمل صورت بن جاتا ہے یعنی (حق کے ساتھ عشق آخر خود حق بن جاتا ہے) جبکہ خودی کی آسان تعریف 'عرفان نفس' ہے، اقبال کے خیال میں عرفان نفس کے بھی تین پہلو ہیں ۔

ا۔دنیا شناسی ۔

۲۔خدا شناسی ۔

۳۔خود شناسی ۔

لیکن اقبال جس خودی کی بات کرتے ہیں وہ دراصل ان تینوں کا ہی مجموعہ ہے اور یہی معیار اور فلسفہ ہمیں اقبال کے تمام تر نظام اور فکر میں نظر آتا ہے، اقبال کے خیال میں خودی کسی بھی انسان کی سب سے بڑی دولت ہے جس کے مسلسل اظہار پر اس کے وجود کا انحصار ہے خودی دراصل احساس ذات ،شعور نفس اپنی پہچان ، وحدت وجدانی، خوداری اور خود اعتمادی کا دوسرا نام ہے چنانچہ انسان کو تلاش ذات کی جستجو کرتے رہنا چاہئے اسی میں اس کی ترقی کا راز پوشیدہ ہے خودی کی حیات وبقاء کے لئے ضروری ہے کے انسان میں ذوق طلب اور سوز آرزو موجود ہو اس کے ساتھ ہی انسان اعلی مقاصد اور نصب العین کی طلب اور جستجو کا آرزومند ہو۔

خودی (نفس انسانی) کا استحکام :

اقبال کے خیال میں خودی کے استحکام کے لئے درج ذیل چار بنیادی اقدار کا ہونا از حد ضروری ہے۔ 1۔عشق ۔2۔فقر و استغناء۔ 3۔ جراءت مندی ۔ 4۔حریت۔

ا۔عشق:

اقبال کے خیال میں خودی (نفس انسانی) کی نشونما اور مضبوطی کے لئے عشق کا ہونا بے حد ضروری ہے وہ عشق کو آگہی اور خود آگہی کا اصل محرک سمجھتے ہیں اس حوالے سے ان کی سوچ بڑی واضح اور دوٹوک ہے اب چاہے وہ عشق حقیقی ہو یا عشق مجازی دونوں صورتوں میں وہ خودی کی بیداری کا سبب بنتا ہے یہ جاننا بھی ضروری ہے کے اقبال کے یہاں عشق کی اصطلاح

روایتی معنوں سے ہٹ کر ہے وہ عاشق کے معشوق کی ذات میں فنا ہوکر وصال کے قائل نہیں بلکہ وہ وصال کے بجائے فراق کے قائل ہیں ان کے خیال میں عشق، عاشق اور معشوق دونوں کی انفرادیت کو قائم رکھتا ہے لہٰذا فراق میں انسان کی خودی کی انفرادیت برقرار رہتی ہے بہ نسبت وصال کے، کیونکہ وصال ایک سکونی کیفیت کا نام ہے جس میں لذت ہے تاہم فراق میں وصال کے مقابلے میں زیادہ لذت ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور بے قراری غالب رہتی ہے جو مسلسل حرکت کی جانب اشارہ کرتی ہے چنانچہ اگر عشق میں بے چینی اور بے قراری نہ ہوتو ایسا عشق اقبال کی نظر میں عشق نہیں بلکہ موت ہے۔

بقول جسٹس جاوید اقبال !

'انھیں تو سزا کے لئے بھی ایسی آگ قبول نہیں، جس کا شعلہ سرکش اور بے باک نہ ہو' ۴۸؎

۲۔فقر و استغناء:

اقبال کے خیال میں خودی (نفس انسانی) کے استحکام کے لئے فقر و استغناء کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ فقر و استغناء مادی دنیا سے لاتعلقی اور راضی بہ رضا رہنے سے نشونما پاتی ہے،

اقبال جس فقیر کی بات کرتے ہیں وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا ہے بلکہ اپنے حال اور فقر و فاقہ پر خوش اور مطمئن نظر آتا ہے وہ شکوہ کے بجائے سجدہ شکر بجالاتا ہے فقر و استغناء کے حوالے سے وہ شاہین کی مثال بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں، شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے بلکہ اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

۱۔خوددار اور غیرت مند ہے وہ دوسروں کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا ہے۔

۲۔بے تعلق ہے آشیانہ نہیں بناتا ہے۔

۳۔بلند پرواز ہے۔

۴۔خلوت پسند ہے۔

۵۔تیز نگاہ ہے۔ ۴۹؎

۳۔ جراءت:

اقبال کے خیال میں خودی (نفس انسانی) کو مستحکم کرنے میں جراءت اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ جراءت مند شخص ہی دنیا کی مشکلات کیا دلیری سے مقابلہ کرتے ہوئے کامیابی کی جانب گامزن ہوتا ہے جراءت سے مراد محض بہادری سے جنگیں لڑنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد فکر و عمل بھی ہے اقبال فرماتے ہیں!

’کمزور اپنے آپ کو خدا میں گم کرتے ہیں جبکہ جراءت مند اسے اپنے اندر ڈھونڈ نکالتے ہیں‘ ۵۰۔ لہٰذا یہ طے شدہ امر ہے کے جراءت کے بغیر مراحل خودی کی تکمیل ناممکنات میں سے ہے۔

۴۔ حریت:

اقبال کے یہاں حریت سے مراد تقلید سے آزادی ہے ان کا سارا فکر و فلسفہ جمود کے خلاف ہے وہ چاہتے ہیں کے انسان کی خودی کی اس طرح سے نشونما ہو کہ اس میں بے تابی اور بے قراری ہمہ وقت متحرک رہے، خودی کی یہ بے قراری انسان کو تخلیقی عمل کی طرف متوجہ کرتی ہے اور اقبال ایسے ہی مسلم معاشرے کا خواب دیکھتے ہیں کے جہاں افراد مسلسل حرکت و انقلاب، تغیر وتبدل اور جدو جہد کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے ایجادات واختراعات کے ذریعے نسل انسانی کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں اس کے برعکس کسی بھی معاشرے میں جمود کی وجہ سے نفرت، خوف، بزدلی، لالچ، بےضمیری، خوشامد اور موقع پرستی کے جذبات ابھرتے ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے قوم زوال کا شکار ہوجاتی ہے، اقبال کے خیال میں حضرت امام حسین اگر کمزور مسلمانوں کی طرح یزید کی بیعت کر لیتے تو معاملہ وہیں رفع دفع ہوجاتا لیکن وہ حریت کی حفاظت کی خاطر باطل قوتوں سے ٹکرا گئے اور جام شہادت نوش فرما کر دنیا کو یہ پیغام دے گئے کہ انسان کو ہر حال میں حق کی سربلندی کے لئے کوشاں رہنا چاہئے اور اس کے لئے جان کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے دیکھا جائے تو

حریت اور عشق ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں، امام حسین نے انتہائی اقدام سے بھی گریز نہ کیا اور زندگی کی اعلی اقدار کو امر کر دیا۔

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق ۵۱؎

تربیت خودی یا تربیت نفس انسانی:

اقبال کے خیال میں خودی کی تربیت کے تین مراحل ہیں کہ جن سے گزر کر انسان، انسان کامل بنتا ہے۔ ۱۔ اطاعت۔ ۲۔ ضبط نفس۔ ۳۔ نیابت الہی۔

۱۔ اطاعت:

اقبال کے یہاں اطاعت سے مراد شریعت الہیہ پر عمل اور فرائض کی بروقت ادائے گی ہے کیونکہ آئین الہی کی پابندی انسان میں احساس ذمہ داری پیدا کرتی ہے ان کے خیال میں اختیار جبر کہ ہی بطن سے پیدا ہوتا ہے یعنی جبر کے پر پیچ راستوں سے گزر کر ہی انسان کو کچھ اختیارات حاصل ہوتے ہیں لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ جہد مسلسل سے اپنی خودی کو مضبوط کرے اور ادب و احترام سے اطاعت الہی کی پابندی کرے۔

اس حوالے سے وہ اپنی مثنوی اسرار خودی میں فرماتے ہیں!

باطن ہر شے ز آئینے قوی — تو چرا غافل زایں ساماں روی
باز اے آزاد دستور قدیم — زینت پا کن ہماں زنجیر سیم
شکوہ سنج سختی آئیں مشو — از حدود مصطفی بیروں مرد ۵۲؎

اقبال اس بند میں فرماتے ہیں کے ہر چیز کا باطن کسی نہ کسی آئین کی وجہ سے مضبوط و مستحکم بنتا ہے، تو پھر تو نے کس لئے اس پابندی اور فرمانبرداری کو پس پشت ڈال رکھا ہے؟ اور کیوں غفلت برت رہا ہے، اے پرانے آئین و دستور سے بے تعلق مسلمان تو پھر سے وہی چاندی کی زنجیر پاؤں میں ڈال لے اور آئین کی سختی کا گلہ شکوہ نہ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ

آئین و دستور کے دائرہ سے باہر نہ نکلے ۔

۲۔ضبط نفس:

اس سے مراد انسان کا اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور اپنے نفس کو دنیاوی اغراض و مقاصد سے پاک کرنا ہے بقول اقبال ضبط نفس افراد میں ہوتو خاندانوں کی تعمیر ہوتی ہے اور اگر قوموں میں ہوتو سلطنتیں قائم ہوتی ہیں اقبال کے خیال میں خودی کی تربیت کا یہ مرحلہ بہت اہم ہے کیونکہ جب انسان تعمیل حکم کے ساتھ ساتھ اس کی حکمتوں سے آگاہ ہوتا ہے،جس سے اس کا باطن روشن ہوتا ہے پھر وہ خود شناسی سے خدا شناسی کے مرحلے میں داخل ہوتا ہے اس حوالے سے وہ فرماتے ہیں !

نفس تو مثل شتر خود پرور است — خود پرست وخودسوار وخودسر است
مرد شو آور زمام او بکف — تاشوی گوہر اگر باشی خزف
ہر کہ برخود نیست فرمائش رواں — می شود فرماں پذیر از دیگراں

۵۳؎اس بند میں اقبال کہہ رہے ہیں کہ! تیرا نفس اونٹ کی طرح اپنے آپ کو پالنے والا ہے اس کے ساتھ ہی وہ خود پسند، اپنا سوار آپ، ضدی اور سرکش بھی ہے لہٰذا تو مرد بن اور اپنے اندر مردانگی پیدا کر اور اپنے نفس کی لگام کو اپنے ہاتھ میں تھام لے اور اس پر قابو پالے کیونکہ اگر تو پتھر ہے تو گوہر بن جا اور پستی سے اٹھ کر بلندی اختیار کر جس کا اپنے نفس پر حکم نہیں چلتا تو وہ دوسروں کا ہی فرمانبردار بن جاتا ہے ۔

۳۔ نیابت الٰہی:

۔۔۔اقبال کی نظر میں نیابت الٰہی خودی کی تکمیل کا آخری مرحلہ ہے جہاں پہنچ کر انسان ،انسان کامل بن جاتا ہے یہ مرد کامل اپنی اعلیٰ صلاحیتوں، حکمت، علم اور بصیرت کے سبب خلیفہ فی الارض اور نائب خدا کی اہم ترین ذمہ داریوں کا امین بن جاتا ہے اقبال اس خیال کو اسرار خودی میں اس طرح سے پیش کررہے ہیں !

نائب حق ہمچو جان عالم است　　　ہستی اوظل اسم اعظم است

از رموز جزو و کل آگہ بود　　　در جہاں قائم بامر اللہ بود

نوع انساں را بشیر وہم نذیر　　　ہم سپاہی ہم سپہگر ہم امیر

۵۴۔اس بند میں اقبال یہ کہہ رہے ہیں کے خدا کا نائب دنیا میں روح کی مانند ہے اس کا وجود اسم اعظم کا سایہ ہوتا ہے وہ اشیاء کائنات کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہوتا ہے اور ان کے تصرف پر مامور ہوتا ہے اس کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کے وہ دنیا میں اللہ کے حکم کو جاری کرے وہ بنی نوع انسان کے لئے خوشخبری دینے والا اور اسے برائی سے ڈرانے والا ہوتا ہے اگر ایک طرف وہ سپاہی ہے تو دوسری طرف وہ سپہ سالار اور سردار بھی ہے اقبال قرآن کریم کی اس آیت کو استحکام خودی پر حجت سمجھتے ہیں !

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۵۵۔

ترجمہ۔اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کے تم خودی کی محافظت کرو اگر تم ہدایت پر ہو تو وہ شخص جو گمراہ ہے تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے تم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال پر مطلع کردے گا۔۵۶۔

زیر نظر مقالے میں نفس انسانی سے متعلق مختلف آیات قرآنی ،احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اہل علم حضرات کے نظریات اور خیالات کو پیش کیا گیا جس میں اسی نکتے کی وضاحت کی گئی ہے کے روح کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے اور اس کی صفت یہ ہے کے وہ ہر لمحہ محو حرکت ہے اللہ تعالی نے اپنا صفاتی علم ارواح کو بھی منتقل کیا ہے لہذا اگر ہم اپنے باطن میں موجود اصل انسان یعنی روح سے واقف ہو جائیں تو ہمیں عرفان ذات حاصل ہو جائے گا کیونکہ روح اللہ تعالی کی صفات سے مرکب ہے اور انسان کی پیدائش کا اصل مقصد بھی یہی ہے کے وہ اپنے رب سے واقف ہو جائے ایسے ہی مضبوط خودی والے برگزیدہ بندے دنیا اور

آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اس سے بڑھ کر کامیابی کی معراج اور کیا ہوسکتی ہے کے انسان کو اس ہستی لازوال کا قرب اور محبت حاصل ہوجائے جس کے لئے ضروری ہے کے انسان اپنی خودی (نفس) کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرے کیونکہ مضبوط خودی کے حامل افراد ہی کے لئے قرآن کریم میں کہا گیا ہے !اگر تمھارے پاس میری ہدایت آئے تو جو میری ہدایت پر چلا ان پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے ۵۷۔

یعنی میری اطاعت کے باعث ان کی خودی میں استحکام پیدا ہوجائے گا اور خودی کی یہی قوت اور مضبوطی انھیں کامیاب لوگوں میں شامل کرے گی اور ایسے ہی کامیاب لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے دو احادیث ﷺ درج ذیل ہیں :

ا۔حضرت جریر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں، ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے چودہویں کے چاند کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا! تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح سے دیکھو گے جس طرح سے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو پس تم کو چاہئے کے تم طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے نماز پڑھنے میں سستی نہ کیا کرو۔۵۸۔

۲۔حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا رب کلام کرے گا اور اس شخص اور اس کے رب کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوگا۔۵۹۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

ترجمہ۔اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے جو ٹکٹکی لگائے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔۶۰۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔

۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔

۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔

۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۱۲۴۴۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔المنجد۔لوئیس معلوف (متوفی ۱۸۶۷ھ)۔ص۔۹۱۳۔مترجم۔مولانا عبدالحفیظ بلیاوی۔مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔

۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۱۱۵۔

۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۶۔

۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۶۔

۹۔سورہ واقعہ۔آیت۔۳۵۔۳۷۔

۱۰۔سورہ یسین۔آیت۔۳۶۔

۱۱۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۱۱۔

۱۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۔

۱۳۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۵۷۔پبلیشر الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔

۱۴۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۔۷۔

۱۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۸۲۰۔طلوع اسلام ٹرسٹ ۱۹۸۹ء۔لاہور۔

۱۶۔معالم التنزیل۔امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۷۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔ رقم الحدیث۔۱۲۴۸ھ۔

۱۸۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۱۔

۱۹۔سورہ الانعام۔آیت۔۹۳۔

۲۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔۲۔

۲۱۔الکشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی۔

(متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔۱۴۲۲ھ۔
۲۲۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔
رقم الحدیث۔۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزاز مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۳۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۰۔
۲۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۔
۲۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۵۔
۲۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۵۔
۲۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔
۳۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۴۹۴۴۔مطبوعہ داعا الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۳۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۳۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۴۶۶۔مطبوعہ دارالفکر۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۵۔احیاء العلوم۔امام محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۷۔مطبوعہ دارالخیر بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۳۶۔مکتوبات امام ربانی۔مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی۔ج۔۱۔ص۔۱۵۸۔اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔سن ندارد۔
۳۷۔نفحات الانس۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی۔ص۔۵۵۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ۔اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء۔
۳۸۔نفحات الانس۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی۔ص۔۶۱۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ۔اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء۔
۳۹۔نفحات الانس۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی۔ص۔۱۰۷۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم

مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۰۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔ ۱۱۳۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۱۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔ ۱۴۴۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۲۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔ ۱۹۰۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۳ ۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔ ۲۰۴۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۴۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔۲۱۸۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۵۔نفحات الانس ۔حضرت مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی ۔ص ۔ ۲۲۰۔ دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ ۔اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۳ء ۔

۴۶۔سورہ المائدہ ۔آیت ۔ ۱۰۵۔

۴۷۔کلیات اقبال (فارسی اسرارخودی) ۔علامہ اقبال ۔ترتیب وترجمہ۔ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی ۔ص ۔۴۰۔ مکتبہ دانیال لاہور ۔سن ندارد ۔

۴۸۔افکار اقبال ۔محمد افضل حمید۔ص ۔۲۰ ۔حق پبلی کیشنز لاہور ۔

۴۹۔انوار اقبال ۔مرتبہ۔ بشیر احمد ڈار ۔ص ۔۲۱۹ ۔ ۲۲۰ ۔اقبال اکیڈمی کراچی ۔ ۱۹۶۷ء ۔

۵۰۔افکار اقبال ۔محمد افضل حمید۔ص ۔۲۱ ۔حق پبلی کیشنز لاہور ۔

۵۱۔کلیات اقبال (بال جبرائیل ،نظم ذوق وشوق) ۔علامہ اقبال ۔ص ۔۴۵۵ ۔خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۶ء ۔

۵۲۔کلیات اقبال (فارسی ،نظم اسرارخودی) ۔علامہ اقبال ۔ص ۔ ۶۷۔خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور ۔

۵۳۔کلیات اقبال (فارسی ،نظم اسرارخودی) ص ۔ ۶۷ ۔ ۷۷۔خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۶ء ۔

۵۴۔کلیات اقبال (فارسی ،نظم اسرارخودی) ص ۸۰ ۔ ۸۱ ۔خزینہ علم وادب اردو بازار لاہور ۔ ۲۰۰۶ء ۔

۵۵۔سورہ المائدہ ۔آیت ۔ ۱۰۵۔

۵۶۔روزگارفقیر۔فقیرسید وحید الدین۔ج۔ا۔ص۔۱۸۳۔مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔۱۹۶۳ء۔

۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۸۔

۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۵۵۴۔
مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۵۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۷۴۴۳۔
مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۶۰۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔

:(۵)

عذاب الٰہی کی وجوہات

عذاب الٰہی کی وجوہات :

عذاب الٰہی کی وجوہات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے پہلے اس بات کو سمجھ لیا جائے کے آخر دنیا کی مختلف اقوام اور خطے اس کی لپیٹ میں کیوں آتے ہیں اور ایسا کیوں ہوتا ہے؟ علمائے باطن کی نظر میں جب بھی کسی قوم میں بے یقینی ،شکوک وشبہات اور سرکشی نے سر اٹھایا اور یہ سرکشی اس حد تک بڑھی کے اللہ تعالی کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین کی پامالی کی تمام حدیں پار کر لی گئیں یہاں تک کے انھوں نے احکامات الٰہی کے خلاف ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا تو پھر یہی نافرمانی ،سرکشی اور بے یقینی ان کے ساتھ ہی ان کی قوم کو بھی لے ڈوبی پھر بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالی نے انھیں قیامت تک کے لئے رہتی دنیا کے لئے نشان عبرت بھی بنا دیا کیونکہ جو قومیں اللہ کی عبادت کے بجائے ہوس زر اور دولت پرستی میں مبتلا ہوجاتی ہیں تو اس کے نتیجے میں مستقل ذلت ،عذاب اور رسوائی ان کا مقدر ہوجاتی ہے کیونکہ بت پرستی اور دولت پرستی دو علیحدہ طرز فکر نہیں ہیں ،انسان پتھر کی پوجا کرے یا سونے چاندی ،روپے پیسے یا زرو جواہرات کی بات ایک ہی ہے قانون قدرت کی رو سے اللہ تعالی اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور لغزشوں کو معاف کرتے رہتے ہیں لیکن اقوام کی وہ بڑی بڑی غلطیاں کے جس کے سبب نظام قدرت اور خدا کی خدائی میں اضطراب اور خلل واقع ہوجائے اور اس کی زد میں معصوم انسان بھی آجائیں تو پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالی کا قاہرانہ نظام متحرک ہوجاتا ہے اور پھر ایسی اقوام دردناک عذاب میں گرفتار کر لی جاتی ہے اور اس کے

ساتھ ہی ان سے ان کا اقتدار بھی چھین لیا جاتا ہے اور اس جرم کی پاداش میں یا تو انھیں صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جاتا ہے یا پھر انھیں غلامی کی ہزیمت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جبکہ ہم غلامی کی متعدد اقسام سے بخوبی واقف ہیں۔

قانون قدرت یہ بھی ہے کے نافرمان اور ظالموں (بھلے ان کی تجوریاں مال وزر سے بھری ہوئی کیوں نہ ہوں) کو اللہ تعالی سکون اور اطمینان قلب سے محروم رکھتا ہے پھر مکافات عمل کا قانون بھی یہ ہے کے کسی انسان کا تعلق اس دنیا سے اس وقت تک منقطع نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مکافات عمل کا کفارہ ادا نہ کردے یہاں قابل غور امر یہ ہے کے ہر انسان کے دماغ میں تقریباً دو کھرب (۲،۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) خلیات پائے جاتے ہیں اگر بہ حیثیت مجموعی کسی قوم میں پائے جانے والے ان خلیات میں تخریب، نافرمانی، شک وشبہات، اور بے یقینی واقع ہوجائے تو پھر من حیث القوم اس قوم کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہتا اور عذاب الہی ان کا مقدر ہوجاتا ہے لیکن اس کے برعکس جو افراد اور اقوام اپنے رب سے حقیقی تعلق کو استوار کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں تو اللہ تعالی اس کے نتیجے میں انھیں دنیا اور آخرت کے خوف وغم سے محفوظ و مامون رکھتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمۡ یَاۡتِہِمۡ نَبَاُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۬ۙ وَقَوۡمِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ وَالۡمُؤۡتَفِکٰتِ ؕ اَتَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ۔

ترجمہ۔کیا ان لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے (مثلا) نوح، عاد، ثمود کی قوم ،ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان کی بستیاں جن کو تہہ وبالا کردیا ان کے پاس بھی ان کے رسول، اللہ کے کھلے ہوئے احکامات لے کر پہنچے تھے پس اللہ تو ایسا نہ تھا کے ان پر ظلم کرتا دراصل وہ اپنے اوپر خود ہی ظلم کررہے تھے جس کا نتیجہ ان کی تباہی کی شکل میں نکلا۔ [1]

ہم نے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا دی ہے، بعض پر پتھر کا مینہ برسایا، کسی کو کڑک نے دبوچ لیا کچھ کو زمین نے نگل لیا اور کچھ کو سمندر کی لہروں نے تہہ آب کر دیا۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا، پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا، اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا، اور کسی کو ان میں سے زمین میں دھنسا دیا، اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا، اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی اپنے او پر ظلم کیا کرتے تھے۔ ۲؎

قرآن کریم ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے اور یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں جبکہ متقین کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کے وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس یقین کی انتہاء یہ ہے کے انسان کی باطنی نگاہ کھل جائے اور غیب اس کے لئے مشاہدہ بن جائے پھر جب تک مشاہدہ عمل میں نہ آئے یقین کی تعریف مکمل نہیں ہوتی ہے یقین کی انھی کیفیات اور اس کے مشاہدے کے لئے اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے تا کہ وہ سسکتی ہوئی انسانیت کو غیب پر یقین کی جو زندگی کی معراج ہے اس سے متعارف کرواسکیں اگر چہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو غیب پر یقین کرنے کی ہدایت دی تا کہ وہ اسی یقین کی بدولت دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوسکیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔

ترجمہ۔ یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے ہدایت ہے ان پرہیز گاروں کے لئے

جو غیب پر ایمان لائے۔ ۳؎

اس آیت میں ایک لفظ لا ریب آیا ہے جس کے معنی ہیں بے شک یا جس میں قطعاً شک کی گنجائش موجود نہ ہو جبکہ یقین شک کی ضد ہے لہٰذا اللہ تعالی فرماتے ہیں!

اس کتاب میں قطعاً شک وشبہہ کی گنجائش موجود نہیں ہے اور یہ کتاب ہدایت دیتی ہے ان پرہیز گاروں کو جو کے غیب پر ایمان لاتے ہیں اگر لغات القرآن میں غیب کے معنی تلاش کئے جائیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کے غیب کے معنی عقل سے ماوراء کے ہیں جس کو عقل انسانی سمجھنے سے قاصر ہو یا انسان کا علم اس مقام پر نہ ہو کے وہ اس کی درست کیفیت اور ہیئت سے واقف ہو سکے یا پھر ہر وہ چیز جو انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو جبکہ غیب کے لئے یہ بھی ضروری ہے کے وہ کہیں نہ کہیں موجود ضرور ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ ظاہر یا آشکار ہو جائے گی تو پھر وہ غیب نہیں بلکہ مشہود ہو جائے گی۔ ۴؎

اگر تفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کے دین پورے کا پورا ہی غیب ہے توحید، رسالت، آخرت، فرشتے، تقدیر الغرض عقائد کے اعتبار سے اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کے یہ وہ تمام معاملات ہیں جو عقل انسانی کی پہنچ سے بالاتر ہیں۔

لہٰذا مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالی بنی نوع انسان سے مخاطب ہو کر یہ فرما رہے ہیں کے اللہ کے نیک بندے وہی ہیں جو کے غیب پر ایمان لے آتے ہیں اور پھر اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرتے ہیں لہٰذا اسلامی تعلیمات اور پیغمبرانہ رہنمائی کا حاصل کلام یقین کی انمول دولت میں مضمر ہے جو اس دولت سے سرفراز ہو جاتے ہیں وہ متقین کہلاتے ہیں یعنی وہ پرہیز گار ہوئے۔ متقین کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ متقین کا دوست ہے۔ ۵؎

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ متقین سے محبت رکھتا ہے۔۶؎

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ۔

ترجمہ۔بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے۔۷؎

اِنَّ الۡعَاقِبَۃَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ۔

ترجمہ۔بے شک متقین کا نیک انجام ہوگا۔۸؎

اُدۡخُلُوۡھَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیۡنَ۔۹؎

ترجمہ۔بے شک متقین امن اور سلامتی کے ساتھ جنت کے باغات میں داخل کئے جائیں گے۔

وَ کَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰھِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِیَکُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ۔

ترجمہ۔اسی طرح ہم ابراہیم کو زمین اور آسمان کی بادشاہت دکھلانے لگے اور اسی لئے دکھانے لگے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں ہوجائے۔۱۰؎

یقین کے حوالے سے امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول ہے!

دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور انسان وہ ہے جو خدا پر یقین رکھتا ہو یقین عقلمند انسان کا لباس ہے اور دین کا کل سرمایہ یقین کا کامل ہونا ہے جبکہ آخرت پر یقین ہی دراصل عنوان ایمان ہے آپ نے مزید فرمایا! زہد و تقویٰ کی اصل اساس یقین ہے جس کا ثمرہ خوش بختی ہے، دین میں مضبوطی اور پائیداری یقین کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور جس کا یقین اچھا ہوگا اس کی عبادات بھی اچھی ہوں گی۔۱۱؎

یقین کے حوالے سے مغیرہ بن عامر کا قول ہے، شکر نصف ایمان ہے اور صبر بھی نصف ایمان ہے لیکن یقین مکمل ایمان ہے۔

اگر یقین ٹوٹ جائے تو اس کی حرکت دو طرح سے ہوتی ہے اگر اس کا رخ اوپر کی جانب

ہو جائے تو پھر اس قوم پر آسمانی آفات و بلیات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور اگر یہی بے یقینی، فتنہ فساد، خانہ جنگی، قتل و غارت گری، ظلم و ستم، بربریت اور مسلکی و گروہی اختلافات کی شکل میں زمین کی طرف نزول کر جائے تو پھر زلزلے، سیلاب، قحط اور وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں جس کے سبب پوری قوم کے اعصاب بری طرح سے متاثر ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ بسا اوقات تو خوفناک جنگیں تک چھڑ جاتی ہیں، اللہ تعالی نے متعدد اقوام کو ان کی نافرمانی کے نتیجے میں عذاب میں مبتلا کیا۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔

ترجمہ۔تم پر جو مصائب آتے ہیں وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں اور خدا تو بہت سے خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔۱۲؎

اور ان اقوام کا قصہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں موجود ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ۔

ترجمہ۔کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کے انھیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین میں چھوڑ گئے ہیں۔۱۳؎

ذیل میں عذاب الٰہی کے حوالے سے کچھ حقائق اور واقعات کا مختصراً جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔قوم نوح علیہ السلام:

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب لکھتے ہیں۔نوح بن مالک بن متوشلح بن خنوخ (ادریس) ابن یرد بن صلابیل بن قنین بن انوش بن

شیث بن آدم علیہ السلام (ابوالبشر)۔

امام ابن جریر نے لکھا کے حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے تاہم اہل کتاب لکھتے ہیں کے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے تقریباً ایک سو چھیالیس برس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

امام ابن حبان اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کے حضرت امامہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے ہاں! وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام کیا گیا پھر پوچھنے والے نے پوچھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دس قرن یعنی (۱۰ صدیاں)۔۱۴؎

امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) اپنی سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن یعنی (۱۰ صدیاں) ہیں اور اس درمیان جو نسلیں تھیں وہ سب کی سب اسلام پر تھیں۔۱۵؎

جس طرح سے کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی بالکل اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی آپ کی تکذیب کی۔

حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں رہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پھر وہ ان میں ۵۰ سال کم ایک ہزار سال تک رہے، مگر ان کی قوم انھیں جھٹلاتی رہی پھر بلا آخر ان کو ایک طوفان نے آ پکڑا، اس لئے کے وہ ظالم تھے۔۱۶؎

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ کا نام سخا بنت انوش تھا، حضرت نوح کو ابوالبشر ثانی یا آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جبکہ حدیث میں حضرت نوح کو 'اول الرسل' بھی کہا گیا ہے، آپ کا وطن کلدانیہ یا Chaldea ہے جو موجودہ عراق کا قدیم نام ہے۔ آپ جس قوم کی طرف مبعوث کئے گئے وہ بت پرستی کے قبیح گناہ میں ملوث تھی اور انھوں نے اپنی عبادت کے لئے پانچ قوی الحبثہ بت تراش لئے تھے۔ ایک تحقیق کے مطابق ان کے نام ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر تھے۔

امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن قیس سے روایت کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کچھ نیک لوگ تھے اور ان کے پیروکاران کی اقتداء کرتے تھے جب وہ نیک لوگ فوت ہو گئے تو ان کے پیروکاروں نے کہا کے کیوں نہ ہم اپنے ان بزرگوں کی تصاویر اور مجسمے بنالیں؟ چنانچہ انھوں نے ان بزرگ ہستیوں کی عزت وتکریم کے غرض سے ان کی تصاویر اور مجسمے بنالئے بعدازاں ان کی اگلی نسلوں کے دلوں میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور اس نے انھیں ان کی عبادت کی ترغیب دی لہٰذا آئندہ آنے والی نسلوں نے ان کی عبادت شروع کردی اور جب ان کے یہاں بارش نہیں ہوتی تو وہ ان کی عبادت ر کے بارش طلب کرتے اور بارش ہوجایا کرتی اس طرح سے ان کے دلوں میں یہ خیال مزید پختہ ہوتا چلا گیا اور انھوں نے دل وجان سے ان بتوں کی عبادت شروع کردی۔

امام ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کے ان بتوں کے نام
ود۔ یغوث۔ یعوق۔ سواع اور نسر تھے اور یہ سب حضرات حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تھے جبکہ وہ ان میں سب سے زیادہ نیک اور پارسا تھا۔ ۱۷

امام ابن ابی حاتم نے باقر سے روایت کی ہے کے ود ایک نیک اور اپنی قوم میں نہایت محبوب شخص سمجھا جاتا تھا جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی قوم کے لوگوں نے بابل کی سرزمین میں اس کی قبر کے گرد بیٹھ کر گریہ شروع کردیا جب ابلیس نے یہ دیکھا تو اس نے انسانی شکل میں

آ کر انھیں ود کی تصویر اور مجسمہ بنانے کی ترغیب دی اور ان سے کہا تمھیں جب ود کی یاد آئے تو تم اپنی مجالس میں اس کی تصویر اور مجسمہ کو دیکھ کر اسے یاد کر لیا کرو ابلیس کے اس وسوسہ کو اس قوم نے قبول کیا اور ود کے مجسمے کو تراش کر پہلے تو اس کی یاد منائی بعد ازاں اس کی عبادت بھی شروع کر دی گئی پھر ابلیس نے یہ وسوسہ بھی اس قوم کے دل میں ڈالا کے ہر گھر میں ود کا مجسمہ ہونا چاہئے تا کہ ہر وقت آسانی سے اس کی یاد منائی جا سکے چنانچہ ہر گھر میں ود کا مجسمہ رکھا گیا۔ پھر ود کی یاد اس قوم کی اگلی نسلوں میں عبادت کی شکل میں متشکل ہوئی اور اگلی نسلیں یہ بھول گئیں کے ود ایک انسان تھا بلکہ وہ اسے خدا کی طرح عزت اور تکریم دیتے اور انھوں نے اللہ کو چھوڑ کو ان بتوں کو اپنا معبود بنا لیا تا ہم اللہ کو چھوڑ کر جس بت کی سب سے پہلے عبادت کی گئی وہ ود نام کا بت تھا۔۱۸؎

۱۔ود (ایک دراز قد مرد کی شکل کا بت)۔ ۲۔سواع (عورت کی شکل کا بت)۔

۳۔ یعوق (گھوڑے کی شکل کا بت)۔ ۴۔ یغوث (شیر کی شکل کا بت)۔

۵۔نسر (گدھ کی شکل کا بت) تھا۔حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو انھیں اللہ کے حکم سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمٰیؓ نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا جس کا نام ماریہ تھا انھوں نے اس گرجا کی خوبصورتی اور اس میں رکھی تصاویر کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب ان میں کوئی نیک شخص مر جاتا تو وہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے اور اس میں یہ تصاویر رکھ دیتے یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔۱۹؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو انھوں نے ان سے کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا تمھارا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔۲۰۔

لیکن آپ کی قوم بت پرستی، شرک اور گمراہی میں مبتلا رہی اور آپ کی تعلیمات کا مسلسل انکار کرتی رہی ان کی قوم کے بااثر افراد کے اشارے پر آپ کو تکالیف اور اذیتیں دی جاتیں اور اوباش قسم کے نوجوان آپ کی محافل میں گھس کر اسے تہس نہس کر دیا کرتے اور ان اہل ایمان کو تنگ کیا کرتے جو آپ کے ہاتھوں پر ایمان لا چکے تھے (ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد ۴۰ یا ۸۰ تھی) ان ایذا رسانی کرنے والوں میں آپ کی بیوی اور بیٹا بھی پیش پیش تھے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ۔

ترجمہ۔پھر ان کی قوم نے حضرت نوح سے کہا پس ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے! (لوگو) یہ تمھارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے جو تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ اگر نبی ہی بھیجنا چاہتا تو کوئی فرشتہ ہی اتار دیتا اور ہم نے تو اپنے باپ داداوں سے یہ نہیں سنا یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے۔۲۱۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ۔

ترجمہ۔وہ بولے اے نوح اگر تو نہ چھوڑے گا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔۲۲۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ۔

ترجمہ۔ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا دیوانہ ہے اور اسے جھڑک دیا گیا۔۲۳۔

ان تمام باتوں کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت استقامت، صبر و تحمل اور نیک نیتی

سے اپنی قوم کی اصلاح کی کوششیں جاری رکھیں لیکن آپ کی قوم ایذا رسانی ،ضد، باطل کشی ہٹ دھرمی اور اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہ تھی ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا

ترجمہ۔ کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو۔ ۲۴؂

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔

ترجمہ۔ (نوح کی قوم نے اس سے کہا) تو ہم سے جھگڑ چکا اور بہت جھگڑ چکا تو لے آ وہ وعدہ اگر تو سچا ہے ۔ ۲۵؂

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ۔

ترجمہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، ائے میرے رب ! تو میری مدد فرما انھوں نے میری تکذیب کی ہے ۔ ۲۶؂

اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی اور انھیں ایک کشتی بنانے کا حکم دیا گیا جس کی کل پیمائش اور طریقہ کار اللہ تعالی کی طرف سے بذریعہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو منتقل کیا جارہا تھا ان کی قوم حیرت اور تمسخر سے کشتی کو دیکھتی اور پوچھتی کے آخر یہ کس کام آئے گی ؟ آپ انھیں بتاتے کے ایک عظیم طوفان آئے گا اور صرف اہل ایمان ہی اس میں سوار ہوکر اپنی جان بچائیں گے ۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ۔

ترجمہ۔اے نوح ایک کشتی تیار کرو ہمارے روبرو اور ہمارے حکم کے مطابق اور اب ان ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا بے شک یہ غرق ہو کر رہیں گے۔۲۷۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ۔

ترجمہ۔پھر بھی ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی تو ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو بچا لیا اور ہم نے ان لوگوں کو جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے غرق کر دیا بے شک وہ ایک اندھی قوم تھی ۔۲۸۔

ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ۔

ترجمہ۔پھر اس کے بعد باقی رہنے والے لوگوں کو ہم نے ڈبو دیا۔۲۹۔

فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ۔پھر ہم نے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے بچا لیا اور جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور جو مومن نہ تھے ہم نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔۳۰۔

فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ۔

ترجمہ۔ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا۔۳۱۔

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ۔۳۲۔

ترجمہ۔ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو بچا لیا اور انھیں عالمین میں ایک نشان عبرت بنا دیا۔

کعب احبار سے روایت ہے کے وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔حضرت نوح علیہ السلام بیوی جو ان کی کل اولاد حام، سام، یافث اور یام کی ماں تھیں اور یام کو اہل کتاب کنعان کہتے ہیں تاہم حضرت نوح علیہ السلام کی کافر بیوی اور بیٹا طوفان نوح میں غرق ہو گئے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کے یہ طوفان زمین کے پہاڑوں سے پندرہ

ذراع (ساڑھے بائیس فٹ) تک بلند تھا اور یہ طوفان تمام روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں یہ طوفان نہ آیا ہو۔

طوفان عظیم:

بعض مورخین اور محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جس علاقے میں رہتی تھی وہ علاقہ آج ملک عراق کے نام سے جانا جاتا ہے تاہم اس علاقے کی جائے وقوع موصل کے نواح میں واقع ہے اگرچہ بیشتر روایات تواتر کے ساتھ زمانہ قدیم سے کردستان اور آرمینیا سے چلی آرہی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کے طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ی کشتی اس علاقے میں کس مقام پر ٹھہری تھی۔

طوفان نوح نے اس وقت کی ایک عظیم تہذیب کو آناً فاناً صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا یہ ایک ہولناک اور انتہائی خوفناک طوفان تھا جس نے زمین کے طبقات کو تہہ و بالا کر کے کرہ ارض کی تاریخ اور جغرافیہ پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے، کتب تاریخ میں وادی دجلہ وفرات یعنی (Mesopotamia) کے میدانی علاقے طوفان نوح کے علاقے بتائے جاتے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو یہ علاقہ کئی قدیم ترین تہذیب، تاریخی واقعات اور حوالوں کے اعتبار سے اہمیت کے حامل تصور کئے جاتے ہیں، چونکہ یہ علاقہ دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان میں واقع تھا لہٰذا طوفان نوح کے لئے بھی اس وقت موزوں ترین تھا پھر سیلاب کے حوالے سے اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کے دونوں ہی دریاؤں میں شدید طغیانی نے اس پورے علاقے اور اس سے ملحقہ کئی علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر یہی نہیں بلکہ اس علاقے اور اس سے ملحقہ کئی علاقوں کے تہذیبی ریکارڈ، زمین کی گہری کھدائی سے حاصل ہونے والے نمونوں، آثار قدیمہ کے حیرت انگیز انکشافات اور کئی مضبوط شواہد اور دلائل کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کے اس دور میں یہاں ایک شدید طوفان اور سیلاب آیا تھا جس کے نتیجے میں عرصہ دراز تک زمین کے اس حصے میں زندگی کے آثار معطل رہے جبکہ دیگر مدلل قرائین تو یہ بھی اشارہ کرتے

ہیں کے ڈائنوسارز اوراس جیسی دیگرعظیم الجبثہ مخلوق بھی اسی طوفان کی زد میں آکر دنیا سے ناپید ومعدوم ہوگئیں کیونکہ سائنسدانوں کے مطابق جب بھی کبھی کسی سالم مردہ جانور یا ڈائنو سار کی باقیات کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو ان میں کرب اور تکلیف کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کے ان کی موت دم گھٹنے کے سبب واقع ہوئی ہے،سائبیریا سے دستیاب ایک ایسا جسیم اور سالم جانور کے جو ہزاروں سال قبل دنیا سے ناپید ہو چکا گہری برف میں اپنے جسم، بال اور کھال کے ساتھ دفن ہوگیا تھا جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کے اس کی موت اچانک دم گھٹنے سے واقع ہوئی نیز اس کے معدے سے برآمد ہونے والی گھاس جو وہ اپنی موت سے قبل کھا رہا تھا وہ گھاس بھی گرم علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

وادی دجلہ وفرات میں ہونے والی کھدائیوں سے یہ معلوم ہوا ہے کے تاریخ بعید میں یہ علاقہ کئی عظیم طوفانوں کا مرکز رہا ہے روایت ہے کے وادی دجلہ وفرات کے جنوب میں ایک بڑی قوم 'ار'(Ur) کے حکمران ابی سین کے دور میں جو تقریباً دو ہزار قبل مسیح کا دور مانا جاتا ہے وہاں ایک عظیم طوفان آیا تھا جس کی خوفناک لہریں آسمان کو چھو رہی تھیں۔ ۳۳؎

پھر ۱۷ سو سال قبل مسیح میں بھی زمین پر جب عظیم الشان حمورابی تہذیب کا دور دورہ تھا اس سال بھی ایک شدید طوفان نے اس علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس سال کو کتب تاریخ میں ایشنونا کے سال کے نام سے جانا جاتا ہے پھر دسویں قبل مسیح میں نبوکدنضر اپال کے دور حکومت میں بھی بابل شہر ایک بڑے طوفان کی زد میں رہا۔ ۳۴؎

تاہم اس علاقے میں بارہا کئی بلند بالا اور ہیبت ناک طوفان آتے رہے۔

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق جو اقوام اور تہذیبیں اچانک کسی حادثے،سانحے،قدرتی آفات یا عذاب الٰہی کا شکار ہوتی ہیں ان کے آثار بھی کافی حد تک مکمل اور بہتر حالات میں محفوظ ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ اقوام اس سانحے کے وقت اپنے روزمرہ کے معمولات زندگی میں مصروف ہونے کے سبب نابود ہوئیں لہٰذا جب بھی کبھی کسی ایسی تہذیب تک ماہرین پہنچتے ہیں

تو انھیں زیر زمین وہ اقوام اوران کے آثار اپنی اصل حالت میں دستیاب ملتے ہیں اور ماہرین کی زیادہ بیش بہا معلومات اور خزآنے تک رسائی ممکن ہو پاتی ہے اگرچہ اس قسم کے واقعات آنے والی نسلوں کے لئے کسی عبرت سے کم نہیں، گزشتہ تہذیبوں کی طرح اللہ تعالی نے طوفان نوح کے آثار کو بھی زمین پر ہزاروں سال تک محفوظ رکھا تا کہ بنی نوع انسانیت اللہ کے نافذ کردہ قوانین کی خلاف ورزیاں کرنے والوں کے انجام سے بخوبی واقف ہوجائے اوران سے سبق حاصل کرے، اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کو طوفان نوح کی خبر اپنے منتخب انبیاء کرام اورالہامی کتب کے ذریعے دی خود قرآن کریم سمیت عہد نامہ قدیم وجدید میں اس پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے نیز یونان، مصر، ہندوستان، چین، برما، ملایا، ویلز، سکینڈے نیویا، لتھونیا، یونان، جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیوگنی، امریکہ اور یورپ کے مختلف حصوں میں ایسی روایات کا تسلسل پایا جاتا ہے جبکہ دنیا کی بڑی اور قدیم تہذیبوں میں خصوصاً حمیری، سمیری، آشوری، یونای دیو مالائی اور ہندو تہذیب میں کشتی نوح اور طوفان نوح کو خاص اہمیت حاصل ہے، ہندوؤں کے یہاں اس واقع کو 'جل پریان' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے پانی اچانک چڑھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بلند ترین پہاڑ کی چوٹیوں تک جا پہنچا یہاں تک کے پہاڑ کی چوٹیاں بھی زیر آب آگئیں ہمالیہ، انڈیز، الپس اور امریکہ کے سلسلہ کوہ راکیز پر آج تک اس طوفان کے اثرات ثبت ہیں۔

قتادہ نے بیان کیا کے حضرت نوح علیہ السلام اوران کے متبعین دس رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور تقریباً (۱۵۰) دن کے سفر کے بعد دس محرم کو ان کی کشتی کنارے لگی جس کے شکرانے کے طور پر انھوں نے دس محرم کا روزہ رکھا۔

امام احمد بن حنبل اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے پاس سے گزر ہوا تو اہل یہود نے دس محرم کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل یہود سے پوچھا! یہ کیسا روزہ ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے اس دن اللہ نے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو غرق

سے نجات دی تھی اور اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ سے جا لگی تھی جس کے شکرانے کے طور پر ہم نے یہ روزہ رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس روزے کے ہم تمھاری بہ نسبت زیادہ حقدار ہیں۔

امام ابن جریر، امام ازرقی اور دیگر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قبر مبارک مسجد حرام میں ہے۔ ۳۵؎

طوفان نوح میں پیغام:

نظام کائنات کے تجزیے سے یہ معلوم ہوا کے اس نظام میں پانی کو ایک اہم اور کلیدی حیثیت حاصل ہے، ہر قسم کی حیات کی بقاء کے لئے پانی ایک ناگزیر جز ہے جس طرح سے حیات کو قائم رکھنے میں اس کے کردار سے انکار ممکن نہیں بالکل اسی طرح سے یہ اپنے اندر ہلاکت و بربادی کی تمام تر صفات سے بھی متصف ہے۔ قوم نوح نے بھی ہماری قوم کی طرح مادیت سے اپنا رشتہ نہ صرف جوڑ لیا تھا بلکہ وہ اس کو ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار بھی کرتے رہے، لہٰذا قانون قدرت نے ایسی سرکش قوم کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لئے ہی مٹا دیا اور ان کی وادی کے گرد موجود پانی کے عظیم ذخائر کو ان کے لئے وجہ عذاب بنا دیا جو کبھی ان کے لئے وجہ حیات تھے، تحقیق ہمیں یہ بتاتی ہے کہ سمندر میں مدوجزر سورج اور چاند کی کشش سے پیدا ہوتے ہیں پھر کائنات میں موجود بلیک ہولز بھی اپنے اندر اتنی طاقت اور کشش رکھتے ہیں کہ وہ زمین کے نظام کو درہم برہم کر سکیں کیونکہ جب وہ زمین کے قریب سے گزرتے ہیں تو زیر زمین موجود لاوے میں ایک کشش اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے کرہ ارض پر عظیم الشان تباہی آتی ہے اور یہ تباہی اپنے ساتھ بہت کچھ مٹا دیتی ہے۔ Environmental Sciences کے ماہرین نے جب قطبین پر سے برف کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار نمونے حاصل کئے جن میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، آکسیجن اور سلفر سے بننے والی گیسیز کے مرکبات موجود تھے ان نمونوں کا لیبارٹری سے تجزیہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کے

ہر دس ہزار سال کے بعد ہوا میں موجود ان گیسیز کی مقدار اپنی انتہاء کو پہنچ کر اچانک نیچے گر جاتی ہے اور یہ سائیکل ہر دس ہزار سال کے بعد دہرایا جاتا ہے وہ اس زمانے کو Ice age کہتے ہیں، آئس ایج کی وجہ سے زمین پر گیسیز کا اخرج کم ہوجاتا ہے لہٰذا دنیا بھر کے ماہرین ماحولیات کا اس بات پر اتفاق ہے کے فضائی اور موسمی تبدیلیوں کے باعث دنیا بھر کے موسم نہایت تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں لہٰذا اس تبدیلی کے پیش نظر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کے آئندہ آنے والے تیس سالوں میں دنیا دوبارہ Ice age میں جاسکتی ہے، کیونکہ گزشتہ Ice age کو گزرے تقریباً دس ہزار سال مکمل ہو گئے۔

روحانی سائنسدان یہ کہتے ہیں کے زمین پر ہر دس ہزار سال کے بعد ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کے جہاں سمندر تھا وہاں خشکی ظاہر ہوجاتی ہے اور جہاں خشکی تھی وہاں سمندر نمودار ہوجاتا ہے کیونکہ ۲۰۰۶ء میں طوفان نوح کو پورے دس ہزار سال گزر چکے لہٰذا پے در پے آنے والے سمندری طوفانوں اور فضائی آلودگی کے پیش نظر جب فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، آکسیجن اور سلفر کی مقدار روز بروز بڑھتی ہی جارہی ہے اور پھر یہ اپنی انتہاء کو پہنچ کر اچانک نیچے گر جائے گی اور پھر زمین پر طوفان نوح جیسا ایک اور طوفان آئے گا جس کی وجہ سے صنعتی ترقی ختم ہوجائے گی اور انسانوں کی آبادی چھ ارب سے کم ہو کر صرف ایک چوتھائی رہ جائے گی اور انسان پھر دوبارہ Stone age میں چلا جائے گا۔ ۳۶؎

قوم عاد پر عذاب الٰہی:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ ۳۷؎

ترجمہ۔ عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز کرو گے؟۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ

الْكٰذِبِيْنَ۔ ۳۸؎

ترجمہ۔اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے جواب میں کہا! ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے تھے اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۳۹؎

ترجمہ۔اس نے کہا! اے برادران قوم میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۔ ۴۰؎

ترجمہ۔تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ۴۱؎

ترجمہ۔کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کے تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی تاکہ وہ تمہیں خبردار کرے؟ بھول نہ جاؤ کے تمہارے رب نے نوح (علیہ السلام) کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنومند کیا پس اللہ کی قدرت کے کرشموں کو یاد رکھو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۴۲؎

ترجمہ۔انہوں نے جواب دیا، کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کے ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟ اچھا تو لے آ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے۔

قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ۔ ۴۳؎

ترجمہ۔اس نے کہا! تمہارے رب کی پھٹکار تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا، کیا تم مجھ سے ان ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا رکھ لئے ہیں' جن کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے؟ اچھا تو تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ۔ ۴۴؎

ترجمہ۔آخر کار ہم نے اپنی مہربانی سے ہود اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جو ہماری آیات کو جھٹلا چکے تھے اور ایمان لانے والے نہ تھے۔

سورہ اعراف کی آیت ۶۵ سے ۷۲ تک اللہ تعالی قوم عاد کا ذکر فرماتے ہوئے اس قوم کی سرکشی کو بیان فرما رہے ہیں۔

احقاف:

احقاف کا واحد 'الحقف' ہے جس کے معنی طویل اور بلند ٹیلہ کے ہیں جو کے قدرے ٹیڑھا بھی ہو اس کے معنی قوم عاد کے گھر سے ہے یہ ٹیلے یمن میں ہیں جہاں قوم عاد رہتی ہے۔

الاحقاف کے ایک معنی ریگستان کے بھی ہیں۔

علامہ جوہری نے کہا! احقاف عاد کا وطن ہے۔

ازہری نے کہا! یہ یمن کے شہروں کا ایک ریگستان ہے جہاں قوم عاد رہتی تھی۔ ۴۵؎

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں، حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا! الاحقاف ارض مہرہ اور عمان کے درمیان ایک وادی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا! الاحقاف عمان سے لے کر حضرموت تک ایک وادی ہے۔

قتادہ نے کہا! الاحقاف ارض یمن میں بلندی پر ایک ریگستان ہے۔۴۶ے

علامہ پیر کرم شاہ الازہری (متوفی ۱۱۸ا۴ھ) لکھتے ہیں، قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے، اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے اسے الربع الخالی بھی کہا جاتا ہے بعض مقامات پر ریت اس قدر باریک ہے کے جو چیز وہاں پہنچتی ہے وہ اس ریت میں دھنستی ہی چلی جاتی ہے، بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس علاقے کو عبور کرنے کی جراءت نہیں کرتے تاہم یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی عہد میں ایک نہایت طاقتور اور زبردست قوم آباد تھی۔۴۷ے

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں، الاحقاف صحرائے عرب (الربع الخالی) کے جنوب مغرب میں واقع ہے جہاں کوئی آبادی نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے عاد کا علاقہ عمان سے یمن تک پھیلا ہوا تھا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کے ان کا اصل وطن الاحقاف تھا جہاں سے یہ قوم نکل کر گردو پیش کے کئی ممالک میں نا صرف پھیل گئی بلکہ کمزور قوموں پر اپنا اقتدار بھی مسلط کر دیا موجودہ شہر سے تقریباً ۱۵۲ میل کے فاصلہ پر شمال کی جانب حضرموت میں ایک مقام ہے جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک موجود ہے اور ہر سال پندرہ شعبان کو یہاں ان کا عرس بھی منایا جاتا ہے جس میں عرب کے مختلف علاقوں اور قبائل کے ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔

تاریخی اعتبار سے اگرچہ اس قبر مبارک کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے لیکن لوگوں کی کثیر تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے، تاہم مقامی روایات کے مطابق یہی وہ علاقہ ہے جو قوم عاد کے علاقے کے نام سے موسوم ہے۔

الاحقاف کی موجودہ حالت کو دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا ہے کے کبھی کسی زمانے میں یہاں ایک متمدن اور طاقت ور قوم آباد تھی تاہم آج یہاں ہر طرف اداسی اور مایوسی کا راج ہے

دوسری جانب یہ ایک بنجر، پتھریلا اور بے آب و گیاں لق دق ریگستان ہے جو ماضی میں سرسبز وشاداب علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ اس قدر ہیبت ناک ریگستان ہے جہاں بڑے سے بڑا بہادر بھی جانے کی ہمت نہیں کرپاتا۔ ۱۸۴۳ء میں بویریا کا ایک فوجی اس ریگستان کے جنوبی کنارے تک پہنچا، اس نے بتایا کے حضرموت کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہوکر اگر اس صحرا کو دیکھا جائے تو یہ صحرا ایک ہزار فیٹ نشیب میں نظر آتا ہے جہاں جگہ جگہ سفید قطعات ہیں جس میں اگر کوئی چیز گرجائے تو وہ ریت میں ہی غرق ہوکر بوسیدہ ہوجائے گی۔ عرب کے قدآور بدو بھی اس صحرا سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اچھے اچھے کڑیل جوان بھی یہاں جانے کی ہمت اور جرات نہیں کرتے، فوجی مزید لکھتا ہے کے یہاں کی ریت بالکل سفوف کی مانند ہے جس میں اس نے دور سے ایک شاقول پھینکا تاہم پانچ منٹ میں وہ شاقول ریت میں دھنس گیا اور وہ رسی جس سے اس شاقول کو باندھا گیا تھا اس کا سرا بھی بری طرح سے جل کر راکھ ہوگیا۔ مفصل معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ۴۸؎

Arabia And The Isles Harold ingrams,London,1946.

قوم عاد کا مرکزی مقام سرزمین احقاف ہے یہ حضرموت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کے اس کے مشرق میں عمان ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ۔ ۴۹؎۔ ترجمہ۔ آپ انھیں عاد کے بھائی (ہود) کا قصہ سنائے۔

(اس سے مراد قوم عاد کے نسبی بھائی سے ہیں) ان کے دینی بھائی سے نہیں ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شجرہ نسب:

ھود بن عبداللہ بن ریاح بن الجارود بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح (نبی اللہ)۔

حضرت ہود کی تدفین کے حوالے سے تین اقوال ہیں۔
ا۔حضرت ہود علیہ السلام جامع دمشق کے ایک باغ میں مدفون ہیں۔
۲۔حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ مکرمہ میں ہے۔
۳۔حضرت ہود علیہ السلام ی قبر مبارک یمن میں ہے۔
حضرت ھود علیہ السلام کا تعلق قبیلہ الخلو د سے تھا،آپ دراز قد نہایت وجیہ،مکرم ومحترم تھے۔
حضرت ھود کو اللہ تعالی نے بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔
حضرت ھود علیہ السلام کو اللہ نے دو نعمتیں بالخصوص عطا فرمائیں۔
ا۔حضرت نوح علیہ السلام کی زمین کا انھیں وارث بنایا۔ ۲۔قوم نوح سے بھی زیادہ قوت قوم ھود کو عطا کی گئی،حضرت ھود علیہ السلام کی قوم قوی الحبثہ اور طویل قامت تھی۔
امام بغوی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کے قوم ھود کی قامت اسی ذراع (ایک سو بیس فٹ) تھی۔
وہب نے کہا ان میں سے ہر ایک انسان کا سر بڑے گنبد کی طرح کا تھا۔۵۰؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ عَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً‌ ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔۵۱؎

ترجمہ۔یاد کرو جب قوم نوح کے بعد اللہ نے تم کو ان کا جانشین بنادیا اور تمھاری جسامت کو بڑھا دیا،سو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔
آپ کی قوم 'ھبار' اور 'صمود' نامی بتوں کی پوجا کیا کرتی جبکہ آپ بتوں سے بے زار تھے۔
آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کا حکم دیا اور انھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کو مسلسل مسترد کرتی رہی اور حسب سابق آپ پر الزامات

لگائے جس پر آپ نے کہا!

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۵۲؎

ترجمہ۔اے میری قوم مجھ میں حماقت نہیں ہے، میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ۔ ۵۳؎

ترجمہ۔ یہ تمھارا کیا حال ہے کے ہر اونچے مقام پر لا حاصل ایک یادگار عمارت بناڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمھیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمھیں دیا ہے جو تم جانتے ہو تمھیں جانور دئے اولادیں دیں، باغ دئے اور چشمے دئے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۵۴؎

ترجمہ۔ مجھے تمھارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے، انھوں نے جواب دیا، تو نصیحت نا کیا کر، ہمارے لئے سب یکساں ہیں، یہ باتیں تو یونہی چلی آئی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں آخر کار انھوں نے اسے جھٹلا دیا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

اس آیت میں ریع کا لفظ ہے، ریع کے معنی ٹیلے کے ہیں یعنی ایسی اونچی جگہ جو دور سے نظر آئے۔ ۵۵؎

اس آیت میں ایک لفظ تعبثون بھی آیا ہے، جو عبث سے بنا ہے جس کے معنی کھیل کود کے ہیں۔ یا بیکار کام میں مشغول ہونا یعنی ایسا کام جس کی کوئی غرض وغایت نہ ہو اس کو عبث کہتے ہیں۔ ۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کے اقوم ہود اونچی جگہ پر اپنے مکان بناتے اور وہ اس میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔

سعید بن جبیرؓ اور مجاہدؒ نے کہا، قوم ہود اپنی عمارتوں پر برج بناتے اور اس برج میں وہ کبوتر پالا

کرتے۔

ضحاکؒ نے کہا قوم ہود بلند جگہ پر عمارتیں بناتے تھے اور بلندی پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں پر نظر رکھتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔۵۷؎

امام رازیؒ نے اس حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں۔

۱۔قوم ہود اونچی عمارتیں بنا کر اس پر فخر کیا کرتے تھے اور ایک اعتبار سے یہ اونچی عمارتیں ان کی خوشحالی کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۔قوم ہود کی یہ اونچی عمارتیں انھیں ستاروں سے رہنمائی میں مدد دیتیں۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۔۵۸؎

ترجمہ۔حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا! بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔

اِنْ ھٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۔۵۹؎

ترجمہ۔(قوم ہود) نے حضرت ھود علیہ السلام سے کہا تو نصیحت کر یا نہ کر، ہمارے لئے یکساں ہے یہ باتیں تو یوں ہی چلی آ رہی ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں۔

فَکَذَّبُوْہُ فَاَھْلَکْنٰھُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَ مَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔۶۰؎

ترجمہ۔(قوم ھود) نے انھیں جھٹلایا اور ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ اُبَلِّغُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَلٰکِنِّیْٓ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْھَلُوْن فَلَمَّا رَاَوْہُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِھِمْ قَالُوْا ھٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ ھُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِہٖ رِیْحٌ فِیْھَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔۶۱؎

ترجمہ۔حضرت ہود علیہ السلام نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تو تمھیں صرف وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جیسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمھارے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں کے تم جاہل لوگ ہو پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی وادیوں میں

آتے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو ہم پر برسنے والا بادل ہے (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے کہ جس کو تم نے جلدی طلب کیا تھا یہ زبردست آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔ ۶۲ ؎

ترجمہ۔ہم نے ھود کو اور ان کے اصحاب کو اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

قوم عاد:

عاد ایک شخص کا نام تھا جو کے عمالیق سے تھا یہ کثیر الاولاد شخص تھا جس کی اولادیں کئی قبائل میں منقسم تھیں جو یمن کے احقاف (ٹیلوں ،ریگستان) میں رہتے تھے یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم تھی ،قوم عاد جہاں پر آباد تھی یہ علاقہ ایک طرف یمن اور حضر موت سے ملتا ہے جبکہ دوسری جانب اس کے عقب میں ربع الظالی کا صحرا ہے۔

یورپی محققین کی تلاش کے نتیجے میں اس علاقہ میں بہت سے شہاب ثاقب دریافت ہوئے اور قرین قیاس یہ ہے کے قوم عاد پر جب عذاب نازل ہوا تو سردیوں کا زمانہ تھا ایک بہت بڑا شہاب ثاقب اور اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شہاب ثاقب قوم عاد کی رہائش سے کچھ فاصلہ پر گرے جس سے بہت زبردست زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے ،گرد وغبار اٹھنے لگا گھروں میں سوئے ہوئے لوگ زلزلے کی آوازوں سے گھروں سے نکل کر میدان میں آ گئے ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۔ ۶۳ ؎

ترجمہ۔قوم عاد میں بھی حیرت انگیز نشانیاں ہیں جب ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی وہ جس پر سے بھی گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔

اس آیت میں لفظ رمیم استعمال کیا گیا ہے کیونکہ جب گھاس سوکھ کر چور چور ہوجائے تو اس کو 'رمیم' اور 'ھشیم ' کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جو چیز بوسیدہ ہوکر ہلاک ہوجائے اس کو'رمیم' کہتے ہیں۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کے جن پتھروں کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے اس کو'رمیم' کہتے ہیں۔

قطرب نے کہا 'رمیم' کے معنی راکھ کے ہیں۔اسی طرح سے جو ہڈی بوسیدہ ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے اس کو بھی 'رمیم' کہتے ہیں لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوئے کےاس تند و تیز آندھی نے قوم عاد کے اجسام کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کردیا۔

شہاب ثاقب:

شہاب ثاقب جب زمین کی حدود اور فضاء میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار بہت زیادہ ہوجاتی ہے شہاب ثاقب ہوا میں رگڑ کھانے کی وجہ سے یہ جلنے لگتے ہیں جبکہ بہت چھوٹے شہاب ثاقب اکثر جل کر ہوا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں اور زمین تک پہنچ ہی نہیں پاتے البتہ بہت بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین تک پہنچ جاتے ہیں جن کے گرنے سے شدید دھماکے ہوتے ہیں ان دھماکوں سے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے یہ شہاب ثاقب کئی دنوں کے بعد ٹھنڈے ہوتے ہیں شہاب ثاقب میں شدید حرارت کی وجہ سے ہوا گرم ہوجاتی ہے جب یہ گرم ہوا اوپر کی جانب اُٹھتی ہے تو زمین پر ہوا کا دباؤ کم ہوجاتا ہے اور زمین میں خلاء بڑھ جاتا ہے پھر یہ دباؤ اتنا کم ہوجاتا ہے کے ہوا بہت تیزی کے ساتھ خالی جگہ کو پر کرنے کے لئے خلاء میں داخل ہوجاتی ہے چونکہ یہ عذاب الٰہی قوم عاد پر سردیوں کے موسم میں آیا تھا لہٰذا تیز سرد ہوائیں چلنے لگیں جس کی وجہ سے شہاب ثاقب کو ٹھنڈا ہونے میں کم وبیش ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت لگا اسی لئے سرد ہوا سات دن اور آٹھ راتوں تک چلتی رہی قوم عاد نہایت تندرست وتوانا اور بڑے قد آور لوگ تھے جب انھیں ان سرد طوفانی ہواؤں نے اٹھا، اٹھا کر پٹخنا شروع کیا تو ان کی ہڈیاں کھجور کے بکھرے ہوئے تنے کی مانند ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری مدد صبا سے کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ ۶۴؎

جو ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چلے اس کو صبا کہتے ہیں جبکہ جو ہوا مغرب سے مشرق کی جانب چلے اس کو دبور کہا جاتا ہے۔ ۶۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۔ ۶۶؎

ترجمہ۔قوم عاد میں عبرت ہے جب ہم نے ان پر خیر و برکت سے خالی آندھی بھیجی جو کسی چیز کو خالی نہیں چھوڑتی تھی وہ جس پر سے بھی گزرتی تھی اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی یعنی (رمیم، ریزہ ریزہ کرنے والی)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قرآن کریم میں اکثر طور پر ’ریح‘ کا لفظ ضرر پہنچانے والی آندھی کے لئے آیا ہے اور ’ریاح‘ کا لفظ نفع پہنچانے والی اور برسانے والی ہواؤں کے لئے آیا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا کرتے تھے! اے اللہ تو اس آندھی کو ریاح بنادے اور ریح نہ بنا۔ ۶۷؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان سے ہمیں بادل دکھاتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور یہ دعا کرتے اے اللہ! میں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اگر بادل چھٹ جاتے تو اللہ تعالی کی حمد ثناء کرتے اور کہتے کے اے اللہ! اس کو نفع پہنچانے والا پانی بنادے۔ ۶۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بادل گرجنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور نہ ہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اور اس سے پہلے ہمیں اپنی عافیت میں رکھ۔ ۶۹؎

قوم عاد پر آندھی کے عذاب کی کیفیت:

مفسرین نے بیان کیا ہے کے بہت دنوں سے قوم عاد پر بارش نہیں ہوئی تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف سیاہ بادل بھیجے وہ بادل جب ان کی وادی کی جانب آنے لگے تو ان بادلوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئے اور کہنے لگے کے یہ بادل تو ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان بادلوں کو دیکھ کر فرمایا! نہیں یہ عذاب ہے جس کو تم لوگوں نے بہت جلد طلب کیا ہے پھر بہت زور کی آندھی چلنے لگی جس میں دردناک عذاب تھا حضرت ہود اپنی قوم کے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے آندھی اتنی تیز تھی کے اس کی شدت سے خیمے اکھڑ گئے، پھر اس کی شدت سے وہ لوگ اور ان کے مویشی زمین اور آسمان کے درمیان پرندوں کی طرح اڑنے لگے پھر زمین پر گرنے لگے پھر وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے گھروں میں گھس گئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کر لیا لیکن اس آندھی نے ان کے گھروں کے دروازوں کو توڑ ڈالا اور ان کو اوندھا کر دیا اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا کے ریت سے انھیں ڈھانپ دیا جائے چنانچہ اس سات راتیں اور آٹھ دن اس زور کی آندھی چلی کے وہ اس ریت میں دفن ہو گئے پھر اللہ تعالی نے ہوا کو حکم دیا اور وہ اس زور سے چلی کے ان کے جسموں پر سے ریت ہٹ گئی اور ہوا نے انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اللہ تعالی اس عذاب کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں!

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِنْ مَكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۔۷۰ے

ترجمہ۔ یہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو برباد کر دے گی پھر وہ اس طرح سے ہو گئے کے ان کے گھروں کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔۔۔۔ہم مجرموں کو اسی طرح سے سزا دیتے ہیں

اور بے شک ہم نے ان کو ان چیزوں پر اقتدار عطا کیا تھا جن چیزوں پر تمھیں قدرت دی ہے اور ہم نے ان کے کان، آنکھیں اور دل بنائے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کسی کام نہ آسکے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور اس عذاب نے ان کا احاطہ کرلیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

مسروق بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حضرت جبرائیل آئے اور انھوں نے کہا کے بدھ کا دن ہمیشہ منحوس ہوتا ہے لیکن امام ابن جوزی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں بدھ کا دن کفار، فساق، فجار اور مفسدین پر منحوس ہوتا ہے اور مسلمانوں اور نیک لوگوں پر منحوس نہیں ہوتا ہے، کیونکہ ان ایام میں عاد پر آندھی چل رہی تھی اور ان کو ہلاک کر رہی تھی لیکن ان ہی ایام میں ہود علیہ السلام اور دیگر مومنین بھی موجود تھے لیکن ان صالحین کے لئے یہ آندھی ضرر کا سبب نہ بنی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ۔ ۷۱

ترجمہ۔ سو ہم نے تند و تیز آندھی منحوس ایام میں بھیج دی تا کہ انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھا دیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ آسمان پر بادل دیکھتے تو آپ ﷺ گھبرا جاتے کبھی باہر اور کبھی اندر آتے اور جب وہ بادل برس جاتا تو آپ ﷺ کی گھبراہٹ دور ہو جاتی پھر آپ ﷺ فرماتے کے مجھے از خود پتا نہیں ہے شاید یہ بادل وہی ہو جیسا کے قوم عاد کے متعلق اللہ نے فرمایا! پھر جب انھوں نے اس عذاب کو بادل کی طرح اپنی طرف وادیوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ہم پر برسنے والا بادل ہے۔ ۷۲

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری باد صبا (مشرق سے چلنے والی ہوا) سے مدد کی گئی ہے جبکہ قوم عاد کو باد دبور (مغرب سے چلنے والی

ہوا) نے ہلاک کر دیا تھا۔ ۷۳؎

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا۔ ۷۴؎

ترجمہ۔ ہم اس سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور شان و شوکت میں ان سے بہت بڑھ کر تھیں۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ ۷۵؎

ترجمہ۔ کیا انھوں نے زمین میں سفر کر کے اپنی سے پہلی قوموں کا حال نہیں دیکھا؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین میں بہت یادگاریں چھوڑی تھیں سو ان کے کئے ہوئے کام ان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ۔ ۷۶؎

ترجمہ۔ اسی طرح سے ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرم پیدا کئے تا کہ وہ اس بستی میں فساد پھیلائیں اور جو فساد پھیلاتے ہیں وہ اپنے ہی نقصان کے لئے پھیلاتے ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ۷۷؎

ترجمہ۔ جب تک ہم رسولوں کو نہ بھیج دیں ہم (کفار) پر عذاب بھیجنے والے نہیں ہیں۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْص۔ ۷۸؎

ترجمہ۔ اے نبی مکرم ہم آپ سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اہل مکہ سے زیادہ طاقت ور تھے انھوں نے ہمارے ہلاک آفرین عذاب سے بچنے کے لئے بہت سے

شہروں میں پناہ ڈھونڈنی چاہی لیکن ان کو کسی بھی جگہ ہمارے عذاب سے پناہ نہ مل سکی

آندھیوں سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی اللہ تعالی کے خوشی کے آثار سے ہے آندھی رحمت کو بھی لاتی ہے اور آندھی عذاب کو بھی لاتی ہے تم آندھی کو برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ کو طلب کرو۔۷۹؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آندھی پر لعنت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ کے حکم کے تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے۔۸۰؎

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آندھی کو برا نہ کہو اور جب تم کوئی ناگوار چیز دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ سے اس آندھی کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اس کا سوال کرتے ہیں اور جس چیز کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس آندھی کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔۸۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جب بھی آندھی چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے! اے اللہ اس آندھی کو رحمت بنا دے اور اس کو عذاب نہ بنا اے اللہ اس کو ریاح (خوشگوار) بنا دے اس کو ریح (ناگوار آندھی) نہ بنا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔۸۲؎

ترجمہ۔جھٹلایا قوم عاد نے سو کیا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرنا، بے شک ہم نے ان پر (ان کے حق میں) منحوس دن میں تیز لگا تار چلنے والی آندھی بھیجی۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۔ ۸۳؎

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا تمھارے رب نے اونچی عمارتوں والے عاد ارم سے کیا سلوک کیا۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہوجاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے ۔قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے ،قوی ہیکل افراد تھے۔

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔ ۸۴؎

ترجمہ۔قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ بدنی قوت والا کون ہے؟

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے ،حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور وتکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالی نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گرد بار: (Twister Tornado):

گرد بار ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہوجاتے ہیں بڑے بڑے ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ وبرباد ہوجاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہوجاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے

بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہوجاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان بادوباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰،۰۰۰ (ایمپر ئیر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰،۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًاۙ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًاۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۔۸۵؎

ترجمہ۔قسم ہےان ہوؤاں کی جو مسلسل بھیجی جاتی ہیں، پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو بہت تیز چلتی ہیں، پھر قسم ہےان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں۔

قوم ثمود پر عذاب الہی:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًاۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔۸۶؎

ترجمہ۔ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا! اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آ گئی ہے، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی کے طور پر ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو تا کہ یہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے، اس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک دردناک

عذاب تمہیں آ لے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔۷۴

ترجمہ۔ یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا اور تم کو زمین یہ منزلت بخشی کہ آج تم ان کے ہموار میدانوں میں عالیشان محل بناتے اور اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔ پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ ہو جاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔۷۵

ترجمہ۔ان کی قوم کے جو متکبر سردار تھے انہوں نے ضعیفوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم اس بات کا یقین کرتے ہو کہ صالح اس کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بیشک جو کچھ ان کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔۷۶

ترجمہ۔متکبر سرداروں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔۷۷

ترجمہ۔انہوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کا حکم ماننے سے سرکشی کی، اور کہنے لگے کہ اے صالح! اگر تم پیغمبروں میں سے ہو تو جس چیز کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ لے آؤ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔۷۸

ترجمہ۔آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ۔ ۹۲ ؎

ترجمہ۔صالح یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے نکل گیا کے اے میری قوم' میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی مگر میں کیا کروں کے تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں۔

قوم ثمود کی اجمالی تاریخ:

حضرت صالح علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے اس قوم کا نام قوم ثمود تھا،قوم ثمود سامی اقوام کی ایک شاخ ہے،عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت جو اہل ایمان حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے،یہ قوم ان ہی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے اس قوم و عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔قوم ثمود،ثمود نامی ایک شخص ی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔

امام بغوی قوم ثمود کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح۔

قوم ثمود مقام الحجر میں سکونت پذیر تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے ۹۳ ؎

حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے یہ سب الحجر ہے۔

آج کل یہ جگہ'فج الناقۃ' کے نام سے مشہور ہے،ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات اور آثار آج تک موجود اور محفوظ ہیں کئی مصری محققین نے ان آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے بارے میں لکھا ہے ان کا بیان ہے کے انھوں نے ایسے مکانات دیکھے ہیں جن کو پہاڑ کاٹ کر بنائے گئے ان مکانات میں متعدد کمرے اور ایک بڑا حوض بھی ہے۔

مشہور مورخ مسعودی لکھتے ہیں کے الحجر کا یہ مقام جو حجر ثمود کہلاتا ہے شہر مدین سے جنوب مشرق میں اس طرح واقع ہے کے خلیق عقبہ اس کے مدمقابل ہے، جس طرح سے عاد کو ارم کہا گیا بالکل اسی طرح سے ثمود کی ہلاکت کے بعد انھیں ثمود ارم یا عاد ثانیہ کہا گیا اگر چہ ابھی تک قوم ثمود کے زمانے کا درست تعین نہیں کیا گیا لیکن مورخین کی یہ رائے ہے کے قوم ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھی۔ تاہم قوم ثمود بھی اپنے پیشرو کی طرح بت پرست تھے چنانچہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا۔

حضرت صالح علیہ السلام کا نسب اور قوم ثمود کی جانب آپ کی بعثت:

امام بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) نے حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، صالح بن عبید بن آصف بن ماسح بن عبید بن خاور بن ثمود۔ ۹۴؎

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی سے روکتے ہوئے انھیں اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا لیکن قوم اپنی گزشتہ روش پر قائم رہی۔ قوم نے حضرت صالح سے کہا کے اگر ہم غلط روش یا باطل دین پر ہوتے تو کبھی بھی ہم پر دھن، دولت، سرسبز وشاداب باغات اور مال ودولت کی کثرت نہ ہوتی اور تم خود اپنے اور اپنے پیرواروں کے حال کی جانب دیکھو جہاں ہر طرف غربت اور افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اب یہ بتاؤ کے خدا کے نزدیک ہم مقبول ہیں یا تم؟

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں، ایک دن ثمود اپنی مجلس میں جمع ہوئے وہاں حضرت صالح علیہ السلام بھی آ گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے حسب معمول ان کو اللہ پر ایمان لانے اور بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دی آپ نے ان کو وعظ ونصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تاہم قوم ثمود نے پتھر کی ایک چٹان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا، اگر آپ اس چٹان سے ایسی صفت کی اونٹنی نکال دیں جو دس ماہ کی گھابن ہو

اورفوراً بچہ دے دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لیا کے اونٹنی کے نکلنے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حضور نماز قائم کی اور بعد از نماز آپ نے اللہ سے دعا فرمائی چنانچہ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا منظور فرماتے ہوئے چٹان میں سے ایسی اونٹنی نکال دی جو طلب کردہ صفات کی مکمل حامل تھی اگرچہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر اور گمراہی پر ہی جمے رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لئے نشانی ہے اس کو اللہ کی زمین پر کھانے دو وہ جہاں چاہے چرے ایک دن وہ پانی پیئے گی اور ایک دن قوم ثمود کی پانی کی باری ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۔۹۵

ترجمہ۔آپ انھیں بتادیجئے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں ،جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اوران کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش وآرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اور ان کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔

قوم ثمود کچھ عرصہ کے بعد پانی کی اس تقسیم اور باری سے تنگ آ گئے اور اونٹنی کو قتل کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگے اگرچہ وہ اونٹنی کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے لیکن قوم ثمود کا ایک سردار قیدار بن سالف بن جندع جو نہایت شقیق القلب تھا اس نے اپنی قوم کو اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق اونٹنی کے قتل کی سازش میں قوم ثمود کے نو افراد شامل تھے بعد ازاں

ان کی منصوبہ بندی میں حضرت صالح علیہ السلام اوران کے اہل خانہ کا قتل بھی تھا۔

قوم ثمود اونٹنی کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گئے اور جیسے ہی وہ نمودار ہوئی مصدع نے اونٹنی کو تیر مارااور قیدار نے اس کی ٹانگیں کاٹ کراس کو ہلاک کر دیا تاہم اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حال دیکھا تو وہ بچہ پہاڑی میں کہیں غائب ہوگیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کواس واقع کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا اب اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تین دن کے بعدتم کو تباہ کردے گا۔

آخر کا تین دن کے بعد قوم ثمود کوایک کڑک نے آلیا اور وہ سب ہلاک کردئے گئے۔۹۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَھُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ فَاَخَذَتْھُمُ الصّٰعِقَۃُ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا کَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ۔۹۷؎

ترجمہ۔قوم ثمود کے واقعے میں بھی عبرت انگیز نشانیاں موجود ہیں جب ان سے کہا گیا کےتم ایک عارضی مدت تک فائدہ اٹھالوتو انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو ان کوایک ہولناک کڑک نے پکڑلیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔پس وہ نہ کھڑے ہوسکتے تھے اور نہ کسی سے مدد حاصل کرسکتے تھے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی ’صا ئقہ‘ کا لفظ آیا ہےتو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں جبکہ اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھےلیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جس وقت وہ عذاب میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوئے اس وقت ان کی مدد کو بھی کوئی نہ آیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں ،جب ہم غزوہ تبوک میں مقام حجر میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اےلوگو معجزات کا سوال نہ کیا کرو کیونکہ یہ صالح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے

اپنے نبی سے سوال کیا تھا کوئی معجزہ دکھائے تو اللہ تعالی نے ان کے لئے اونٹنی بھیج دی پس وہ اس راستہ سے آتی تھی اور اپنی باری پر ان کا تمام پانی پی جاتی تھی اور اس دن وہ اس اونٹنی سے اتنا دودھ دوھ لیتے تھے، جتنا وہ اس دن پانی پیتے تھے پھر وہ اونٹنی اسی راستے سے واپس چلی جاتی تھی پھر انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اس کے بعد انھیں ایک ہولناک چیخ نے پکڑ لیا اور آسمان کے نیچے ان میں سے کوئی نہ بچا سوائے ایک شخص کے جو اللہ کی حرم میں تھا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا شخص تھا ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ! وہ ابو رغال تھا لیکن جب وہ حرم سے نکلا تو اس پر بھی وہ عذاب الہی آ گیا جو اس کی قوم پر آیا تھا۔ ۹۸؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔ ۹۹؎

ترجمہ۔ انھوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو (اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، پس کیسا تھا میرا عذاب اور کیسا تھا میرا ڈرانا۔

امام محمد بن اسحاق نے کہا پس وہ شخص اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا پھر تاک کر اونٹنی کی پنڈلی کے پٹھوں میں تیر مارا پھر تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اس اونٹنی کو ذبح کر دیا جبکہ اس اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگ گیا اور پھر وہ بچہ وہیں کہیں غائب ہو گیا، اس کے بعد جب حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انھوں نے دیکھا کے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں ہیں اور اس کو ذبح کر دیا گیا ہے تو وہ رونے لگے اور کہا تم نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا ہے پس تمھیں اللہ کے عذاب کی بشارت ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے نافرمان قوم کو بتا دیا کے اب مہلت ختم ہو گئی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ۔ ۱۰۰؎

ترجمہ۔تب کہا برت لو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا.

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا،تم پر عذاب کی علامت یہ ہے کے پہلے دن جب تم صبح اٹھو گے تو تمھارے چہرے زرد ہوں گے، دوسری صبح تمھارے چہرے سرخ ہوں گے اور تیسری صبح تمھارے چہرے سیاہ ہوں گے۔۱۰۱؎

قوم ثمود پر بجلی کا عذاب:

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے،دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے،تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔

سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ۔۱۰۲؎

ترجمہ۔پکڑا ان ظالموں کو چنگھاڑ نے،پھر صبح کو وہ رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے جیسے کبھی بھی رہے نہ تھے ان میں سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے اور سن لو پھٹکار ہے ثمود پر۔

قرآن کریم نے قوم ثمود کو کھجور کے بوسیدہ تنوں سے تشبیہ دی ہے جو سوکھ کر جھڑ جاتی ہے اور جانوروں کی آمدورفت سے پامال ہوکر برادہ راہ بن جاتی ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡحَآقَّۃُ مَا الۡحَآقَّۃُ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ بِالۡقَارِعَۃِ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُہۡلِکُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُہۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ سَخَّرَہَا عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡہَا صَرۡعٰی ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ

فَهَلۡ تَرٰی لَهُمۡ مِّنۡۢ بَاقِیَةٍ۔ ۱۰۳؎

ترجمہ۔ہونی شدنی کیا ہے؟ وہ ہونی شدنی ؟ اورتم کیا جانو کے وہ کیا ہے ہونی شدنی ؟ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلا دیا،توثمود ایک سخت حادثہ سے ہلاک کئے گئے اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے ،اللہ تعالی نے مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر عذاب مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو دیکھتے) کے وہ وہاں اس طرح بکھرے پڑے تھے جیسے کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب تمھیں ان میں سے کوئی باقی بچا نظر آتا ہے؟۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ مِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ۔ ۱۰۴؎

ترجمہ۔پھر جب حکم پہنچا ہمارا تو بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو یقین لائے آخرت پر۔

صبح کے سورج نے شہر میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھی بڑے بڑے عالیشان محل کھنڈر بن چکے تھے سرسبز باغوں کا نام ونشان تک نہیں تھا، حجر کا پر رونق علاقہ ٹوٹ پھوٹ کر آثار قدیمہ کا منظر پیش کرر ہا تھا قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح اپنے حواریوں کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے جب عذاب کی وجہ سے آپ تباہ حال بستی سے گزرے اور انھوں نے جگہ جگہ بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو نہایت افسوس کے ساتھ ہلاک شدگان کو مخاطب کر کے کہا

فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَ قَالَ یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَكُمۡ وَ لٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِیۡنَ۔ ۱۰۵؎

ترجمہ۔اے میری قوم بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہ رکھتے تھے۔

فلسطین کے علاقہ رملہ کے قریب کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ مکہ ہجرت کر گئے ،وہیں آپ کا انتقال ہوا اور حرم کعبہ کے اندر کعبہ کے مغربی سمت میں آپ مدفون ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جس شخص نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی آنکھیں نیلی تھیں جبکہ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ قوم ثمود کی تباہی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ۔۱۰۶؎

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر ایک ہولناک آواز بھیجی تو وہ باڑ بنانے والے کی گھاس کی طرح چورا چورا ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصحاب الحجر کے متعلق فرمایا! اس قوم کے پاس سے سوائے روتے ہوئے نہ گزرنا اگر تم رو نہ سکو تو پھر ان کے پاس سے نہ گزرنا ورنہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا ان پر نازل ہوا تھا۔۱۰۷؎

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انۢبَعَثَ أَشْقَاهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنۢبِهِمْ فَسَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا۔۱۰۸؎

ترجمہ۔ ثمود نے اپنی سرکشی سے اپنے رسول کو جھٹلایا جب ان کا سب سے بدبخت اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا اللہ کی اونٹنی کو ایذا پہنچانے اور اس کے پانی کی باری کو بند کرنے) سے احتراز کرو تو انھوں نے (رسول) کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈال دی اور اس بستی کو پیوند خاک کر دیا اور وہ ان کو سزا دینے سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وادی الحجر میں ٹھہرے جو قوم ثمود کی سرزمین ہے مسلمانوں نے ان کے کنویں سے پانی پیا اور اس کنویں کے پانی سے آٹا گوندھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کے جو پانی نکالا گیا ہے اس کو الٹ دو اور جو آٹا گوندھا گیا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں یہ

حکم دیا کے اس کنویں سے پانی نکالیں جس کنویں پر حضرت صالح کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔۱۰۹ ؎

العلا اور الحجر:

عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے اب بھی کچھ باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں، العلاء اب بھی سرسبز و شاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے جسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔ محققین نے یہ تحقیق کی ہے کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں۔

چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے، تیز اور کرخت دار آواز جب چنگھاڑ بنتی ہے تو وہ دراصل ایسی آوازوں اور لہروں کا مجموعہ ہوتی ہے جو انسان کی زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر ذی شعور بکھر کر رہ جاتا ہے اور انسان سوکھے ہوئے بھس کی مانند ہو جاتا ہے پھر جب یہ لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے دراصل چنگھاڑ آواز کی ایک ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے اور سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں بھی ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کے اگر تیز دھماکہ کسی جگہ ہو جائے تو وقوعہ پر قریب موجود افراد حس سماعت سے محروم ہو جاتے ہیں جبکہ بسا اوقات انسانی کان کے پردے بھی پھٹ جاتے ہیں۔

وادی حجر اور دیگر ممنوعہ علاقوں میں نماز پڑھنے سے متعلق فقہاء کرام کی رائے:

قاضی ابو بکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا وادی الحجر میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالی کی ناراضگی اور اس کا عذاب نازل ہوا تھا یہاں کی مٹی میں تیمم کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی یہاں کنویں سے وضو کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا! ان عذاب دی ہوئی قوم پر سے روئے بغیر نہ گزرنا اور اگر تم رو نہ سکو تو پھر یہاں سے ہرگز نہ گزرنا، کہیں تم کو بھی ان کی مثل عذاب نہ پہنچے۔ ۱۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اصحاب حجر (قوم ثمود) پر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ان کے پاس سے روئے بغیر نہ گزرنا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آئے جو انھیں آیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری کو ڈانٹ کر جلدی آگے بڑھایا حتیٰ کے حجر پیچھے رہ گیا۔ ۱۱۱؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نشانیوں کا سوال نہ کرنا کیونکہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے نشانیوں کا سوال کیا تھا وہ اس راستہ سے آتے تھے اور اس راستہ سے لوٹتے تھے انھوں نے اپنے رب کی حکم عدولی کی انھوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں ایک دن وہ اونٹنی ان کا پانی پیتی تھی اور ایک دن وہ اس کا دودھ پیتے تھے تو انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر ایک ہولناک آواز نے ان کو پکڑ لیا آسمان کے نیچے جتنے بھی لوگ تھے ان سب کو اللہ نے ہلاک کر دیا سوائے ایک شخص کے جو اللہ کے حرم میں تھا، صحابہ نے عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابو رغال، جب وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ ۱۱۲؎

امام ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے، جب ہم رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ طائف گئے تو ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ ابورغال کی قبر ہے اس حرم کی وجہ سے اس سے عذاب دور ہو گیا تھا تاہم جب وہ حرم سے نکلا تو اس جگہ اس کو وہی عذاب آ پہنچا تو اس کو دفن کر دیا گیا اور اس کی علامت یہ ہے کے اس کے ساتھ سونے کی ایک شاخ بھی دفن کی گئی تھی اگر تم اس کی قبر کو کھودو گے تو اس شاخ کو پالو گے چنانچہ لوگوں نے ابورغال کی قبر کو کھود کر اس میں موجود سونے کی شاخ کو نکال لیا۔ ۱۱۳؎

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ ۱۱۴؎

ترجمہ۔ مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا! اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے، تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف راہنمائی آ گئی ہے لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو لوگوں کو انکی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کے اس کی اصلاح ہو چکی ہے، اس میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ۚ وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ ۪ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ۔ ۱۱۵؎

ترجمہ۔ ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ، یاد کرو وہ زمانہ

جبکہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ تمہیں بہت کر دیا اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ دنیا میں مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے۔

وَاِنۡ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنۡکُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ بَیۡنَنَا ۚ وَھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ۔۱۱۶؁

ترجمہ۔اگر تم میں ایک گروہ اس تعلیم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لاتا ہے اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو یہاں تک کے اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لَنُخۡرِجَنَّکَ یٰشُعَیۡبُ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَکَ مِنۡ قَرۡیَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوۡ کُنَّا کٰرِھِیۡنَ۔۱۱۷؁

ترجمہ۔اس کی قوم کے سرداروں نے' جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے، اس سے کہا! اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا، شعیب (علیہ السلام) نے جواب دیا!
کیا زبردستی ہمیں پھیرا جائے گا خواہ ہم راضی نہ ہوں۔

قَدِ افۡتَرَیۡنَا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اِنۡ عُدۡنَا فِیۡ مِلَّتِکُمۡ بَعۡدَ اِذۡ نَجّٰنَا اللّٰہُ مِنۡھَا ؕ وَمَا یَکُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّعُوۡدَ فِیۡھَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ؕ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلۡنَا ؕ رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ۔۱۱۸؁

ترجمہ۔ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہوں گے اگر تمہاری ملت میں پلٹ آئیں جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے ہمارے لئے تو اس طرف پلٹنا اب کسی طرح ممکن نہیں الا یہ کہ ہمارا رب ہی ایسا چاہے ہمارے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔اس پر ہم نے اعتماد کرلیا۔اے رب، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ-۱۱۹ے

ترجمہ۔اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر چکے تھے آپس میں کہا! اگر تم نے شعیب کی پیروی قبول کر لی تو برباد ہو جاؤ گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ-۱۲۰ے

ترجمہ۔مگر ہوا یہ ایک دہلا دینے والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ-۱۲۱ے

ترجمہ۔جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے کے گویا کبھی ان گھروں میں ہی نہ تھے ۔شعیب کے جھٹلانے والے ہی آخر کار برباد ہو کر رہے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ -۱۲۲ے

ترجمہ۔شعیب یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گیا کے اے برادران قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا، اب میں اس قوم پر کیسے افسوس کروں جو قبول حق سے انکار کرتی ہے۔

مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدین اور اصحاب الایکہ دو امتیں ہیں جن کی جانب
حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔
انبیاء علیہ السلام کے قصص میں ساتواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔

عکرمہ نے کہا اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کو پہلی بار اہل مدین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا جبکہ دوسری بار انھیں اصحاب الایکہ کی جانب بھیجا گیا تاہم اہل مدین کی نافرمانیوں کی بناء پر انھیں ایک سخت گرج دار آواز کے ذریعے ہلاک کیا گیا، اور اصحاب الایہ کو سائبان والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ۔ ۱۲۳ ؎

ترجمہ۔ ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا، اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کے اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا ہے۔ قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا کے دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ ۱۲۴ ؎

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ونسب :

حافظ علی بن حسن بن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام بویب بن مدین بن براہی کے بیٹے ہیں ۔

ایک دوسرے قول کے مطابق حضرت شعیب بن صیحون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم ہیں ۔

ایک تیسرے قول کے مطابق شعیب بن سحر بن لادی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں ۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں تاہم اس خاندان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی جانب ہجرت کے دوران دمشق سے گزرے ۔

وہب بن منبہ نے بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام اور بلعم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لائے جس دن انھیں آگ میں ڈالا گیا بعد ازاں انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام کی جانب ہجرت بھی کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کی بیٹیوں سے ان دونوں کے نکاح کروادئے ۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں میکائیل ہے ، سریانی میں آپ کا نام حری بن یسحر ہے جبکہ عبرانی میں آپ کا نام شعیب مذکور ہے ۔ حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی نسل سے تھا ۔ ۱۲۵؎

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! چار نبی عرب تھے ۔

۱ ۔ ھود ۔ ۲ ۔ صالح ۔ ۳ ۔ شعیب ۔ ۴ ۔ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ۱۲۶؎

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، مسجد حرام میں صرف دو قبریں ہیں ۔

۱۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم میں ہے۔

۲۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے۔۱۲۷؎

ابوالمنذر نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے کرنے کے بعد مکہ روآنہ ہوگئے جہاں ۱۴۰ برس کی عمر میں ان کا وصال ہوگیا اوران کو حجر اسود کے سامنے مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔۱۲۸؎

حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت شعیب علیہ السلام کے مقام بعثت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔۱۲۹؎

ترجمہ۔قوم لوط اور مدین دونوں بڑی شاہراہ پر آباد تھیں۔

مفسرین اور مورخین نے یہ لکھا ہے،ایک بڑی شاہراہ جو حجاز کے قافلوں کو شام ،فلسطین ،یمن اور مصر تک لے جاتی ہے یہ شاہراہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے سے ہوکر گزرتی تھی جس کو قرآن کریم میں امامبین فرمایا گیا تاہم یہ شاہراہ قریشی قافلوں کے لئے بہت متعارف اور تجارتی گزرگاہ کی حیثیت سے جانی جاتی تھی اگرچہ مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے۔

بعض متاخرین یہ لکھتے ہیں کے مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیق عقبہ کے کنارے پر واقع ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی ساحل پر بھی اس کا کچھ سلسلہ پھیلا ہوا تھا تاہم یہ ایک بڑی اور معروف تجارتی شاہراہ تھی زمانہ قدیم میں جو تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی تاہم ایک دوسری شاہراہ عراق سے مصر کی جانب بھی جاتی تھی جس کے عین چوراہے پر اس قوم کی بستیاں واقع تھیں اسی وجہ سے عرب کا بچہ بچہ مدین سے واقف تھا اگرچہ مدین کے آثار مٹ چکے تھے لیکن اس کے باوجود عرب میں اس علاقے کی شہرت برقرار تھی کیونکہ عربوں کے

تجارتی قافلے مصر اور شام کی جانب جاتے ہوئے انھی مقامات اور آثار قدیمہ کے پاس سے گزرتے تھے۔

اہل مدین:

اہل مدین، مدین نام کے ایک شہر میں رہتے تھے جو حجاز کی اس جانب آباد تھا جہاں اس کی سرحد شام سے ملتی ہے اس شہر کے قریب بحیرہ قوم لوط واقع ہے (یہ شہر خلیج عقبہ کے شرقی اور غربی ساحلوں پر آباد تھا) یہ سارا علاقہ مدین کہلاتا تھا اور اس علاقے کے مرکزی شہر کا نام مدین تھا تاہم اس شہر میں جو قبیلہ آباد تھا وہ بھی مدین کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

اہل مدین کفار تھے اور راستوں میں ڈاکے ڈالا کرتے، مسافروں کو ڈراتے، دھمکاتے اور انھیں خوفزدہ کیا کرتے جبکہ یہ روایت بھی عام ہے کے اہل مدین اہل ایمان سے بھتہ وصول کرتے اور انھیں راہ حق سے روکتے۔ ۱۳۰؎

اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی جانب بھیجا تاکہ وہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ ۱۳۱؎

ترجمہ۔ اہل مدین کی جانب ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا (شعیب) نے کہا! اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی واضح دلیل آ چکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو اگر تم ایمان لانے والے

ہوتو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین شاہراہوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ جایا کرتی اور اہل ایمان آنے جانے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا کرتیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ۔ ۱۳۲؎

ترجمہ۔ ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھو کے ایمان والوں کو ڈراؤ اور اللہ کے راستے پر چلنے سے روکو اور اس (سیدھے) راستہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرو اور یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے تو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور غور سے دیکھو لو مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح سے راستے میں بیٹھنے سے منع فرماتے کیونکہ اہل مدین ،اہل ایمان کو ڈراتے دھمکاتے اور انھیں راہ خدا پر چلنے سے روکتے ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ،قتادہ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کے اہل مدین راستوں پر بیٹھ کر اہل ایمان کو دھمکاتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے اور اہل ایمان سے کہتے کے تم شعیب کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ کذاب ہے۔

مفسرین نے لکھا کے اہل مدین راستے میں بیٹھ کر اہل ایمان سے ناجائز ٹیکس اور بھتہ جبراً وصول کرتے ،انھیں طرح طرح سے دھمکیاں دیتے اور برے نتائج کے لئے انھیں خبر دار کرتے تاہم اہل مدین جمع شدہ ناجائز رقوم اور بھتے کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے۔

علامہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں ،جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین بھیجا گیا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کیا کرتی ،آپ نے اپنی قوم کو بارہا سمجھایا کے ناپ تول میں کمی نہ کریں اور اپنے ترازو کو ٹھیک رکھیں اور ایمانداری سے تول کر لوگوں کو ان کی چیزیں دیں لیکن قوم پر آپ

کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت اپنی پرانی روش پر قائم رہیں۔حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کے آپ کا انداز گفتگو اور خطاب ایسا تھا جو کے مدمقابل کے دل میں اتر جائے لیکن اس کے باوجود آپ کی قوم آپ کی بات کو سنی ان سنی کرتی رہی یہاں تک کے اس قوم پر عذاب الہی کا فیصلہ ہو گیا۔

قتادہ نے لکھا کے اہل مدین کو ایک چنگھاڑ نے ہلاک کیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔ ۱۳۳؎

ترجمہ۔(شعیب کی قوم) کے کافر سرداروں نے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے سو ان کو ایک ہولناک آواز (زلزلہ) نے پکڑ لیا اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ (حالت) میں پڑے ہوئے تھے۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ۔ ۱۳۴؎

ترجمہ۔جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (وہ صفحہ ہستی سے اس طرح سے مٹ گئے) گویا کے وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے،جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

ایکہ والے:

جب اہل مدین پر عذاب الہی آیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الایکہ کی جانب تبلیغ دین کے غرض سے روانہ ہوئے اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب الایکہ پر بھی مبعوث فرمایا آپ نے اپنی بقیہ عمر اصحاب الایکہ کے ساتھ گزاری۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ

اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ ۔۱۳۵؎

ترجمہ۔پھر شعیب ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچادئے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کافروں (کے عذاب) پر کیوں کر افسوس کروں؟

اصحاب الا یکہ، ایکہ نامی ایک درخت کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس درخت کے گرد گھنے جنگلات اور سرسبز وشاداب زمین تھی تاہم اصحاب الا یکہ انتہائی درجے کے بدمعاملہ اور ناپ تول میں کمی کے مرتکب تھے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم پر رسول بنا کر بھیجا تو حضرت شعیب نے اپنی قوم اصحاب الا یکہ کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کے تم سب صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، پورا تولو اور اپنے ترازو کو صحیح رکھو لیکن آپ کی قوم بدستور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ۔۱۳۶؎

ترجمہ۔پیمانہ پورا بھر کردو اور کم تولنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور صحیح ترازو سے تول کر دیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔

وَمَاۤ اَسۡـئَلُکُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔۱۳۷؎

ترجمہ۔(شعیب نے کہا) میں امانت دار رسول ہوں، سو تم ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اصحاب الا یکہ کی سرکشی اور گمراہی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب اور تضحیک کی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ۱۳۸؎

ترجمہ۔(قوم شعیب نے حضرت شعیب سے کہا) تم صرف ہماری مثل بشر ہو اور بے شک ہم تم کو ضرور جھوٹوں میں ہی گمان کرتے ہیں۔

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۱۳۹؎

ترجمہ۔اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہمارے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔

قوم شعیب کی بے راہ روی کے باعث ان پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ۱۴۰؎

ترجمہ۔شعیب نے کہا! میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔ ۱۴۱؎

ترجمہ۔جب (قوم شعیب) نے شعیب کی تکذیب کی تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بے شک وہ بہت بھاری دن کا عذاب تھا۔

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۱۴۲؎

ترجمہ۔اصحاب الایکہ (سرسبز جنگل والوں) نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں سو تم ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اللہ نے اس قوم کی سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت گرمی مسلط کر دی چنانچہ قوم اس گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں پناہ لی لیکن وہاں بھی ان کا برا حال ہوا پھر انھوں نے جنگل کی جانب اپنا رخ کیا اور وہاں اس شدید گرمی سے بچنے کے لئے پناہ لی تاہم اللہ نے جنگل میں ایک بادل بھیج دیا جس میں بے حد ٹھنڈک اور سکون تھا چنانچہ قوم شعیب نے اس ٹھنڈے

بادل سے راحت حاصل کی اور اپنی باقی قوم کے لوگوں کو بھی یہیں اکھٹا کرلیا تا کہ سب راحت اورسکون حاصل کرسکیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہوگئی تو اللہ تعالی نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے اس قوم کو جلا کر رکھ دیا اسی وجہ سے اس دن کو یوم الظلہ یعنی (سائبان یا بادل کے دن) کا عذاب بھی کہا جاتا ہے۔

قتادہ نے لکھا کے اصحاب الایکہ کی طرف اللہ نے سات دن تک مسلسل سخت گرمی مسلط کی پھر اللہ نے ان پر ایک آگ بھیجی جس آگ نے اس قوم کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ۱۴۳؎

عہد روز الست:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ۔ ۱۴۴؎

ترجمہ۔اے نبی لوگوکو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کونکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا! کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا! بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کے ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔

اللہ نے تمام انسانوں کی ارواح کوتخلیق کرنے کے بعد انھیں عالم ارواح میں رکھا، وہ کب سے ہیں؟، کہاں ہیں؟، ان کے سوا اور یہاں کون کون ہے؟ وہ اس سے بے خبر تھیں، پھر ایک دن اللہ نے ارواح کومخاطب کر کے فرمایا! الست بربکم ۔ترجمہ۔کیا میں تمھارا رب

ہوں؟ تو جیسے ہی اللہ نے یہ کلام تمام ارواح سے کیا تو سب سے پہلے ان کی حس سماعت متحرک ہوئی اور انھوں نے کائنات میں سب سے پہلی آواز اللہ کی سنی، چونکہ سوال کیا گیا تھا لہذا تمام ارواح کے ذہن میں جوسب سے پہلا خیال آیا وہ بھی اللہ کا تھا، پھر تمام ارواح نے ایک ساتھ جواب دیا بقالو بلی ۔ترجمہ۔ بے شک آپ ہمارے رب ہیں ۔تو تمام ارواح انسانی نے

سب سے پہلے شرف کلام بھی اللہ سے حاصل کیا اور علماء باطن لکھتے ہیں کے اس کے بعد تمام ارواح نے اپنے رب کے جمال کا مشاہدہ کیا، دنیا میں آنے کے بعد کوئی بھی انسان کسی بھی مذہب کو اختیار کرلے لیکن روز الست وہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے کر آیا ہے یعنی انسان کی ارواح کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ نے سب سے پہلے اپنا تعارف کروایا۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۰۔

۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۰۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۳۔

۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز۔(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۱۲۵۰۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۹۔

۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۶۔

۷۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۳۔

۸۔سورہ ہود۔آیت۔۴۹۔

۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔

۱۰۔سورہ الانعام۔آیت۔۷۵۔

۱۱۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔ص۔۵۱۳۔مطبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران۔طبع۔سوم۔۲۰۰۳ء۔

۱۲۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔

۱۳۔سورہ المومن۔آیت۔۲۱۔

۱۴۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)
۔ج۔۱۴۔ص۔۲۶۲۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۔مجمع الزوائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۹۶۔مطبوعہ دار الکتاب

العربی بیروت ۔ ۱۴۰۲ھ۔ مسند احمد ۔ مسند البزار۔
۱۵۔ الطبقات الکبری ۔ امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ)۔ ج۔ ا۔ ص ۔ ۴۲۔ مطبوعہ دار صادر بیروت ۔
۱۶۔ سورہ العنکبوت ۔ آیت ۔ ۴۱۔
۱۷۔ جامع البیان ۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ ج۔ ۲۹۔ ص ۔ ۱۲۲۔ مطبوعہ دار المعرفہ ۔ بیروت ۔ ۱۴۰۹ھ۔
۱۸۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) ۔ ج۔ ۱۰۔ ص ۔ ۳۳۷۵۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔ مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۔ صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔ دار ارقم بیروت ۔ مسلم ۔ سنن النسائی ۔
۲۰۔ سورہ المومنون ۔ آیت ۔ ۲۳۔
۲۱۔ سورہ المومنون ۔ آیت ۔ ۲۴۔ ۲۵۔
۲۲۔ سورہ الشعراء ۔ آیت ۔ ۱۱۶۔
۲۳۔ سورہ القمر۔ آیت ۔ ۹۔
۲۴۔ سورہ ہود۔ آیت ۔ ۲۳۔
۲۵۔ سورہ ہود۔ آیت ۔ ۳۲۔
۲۶۔ سورہ المومنون ۔ ۲۶۔
۲۷۔ سورہ ہود۔ آیت ۔ ۳۷۔
۲۸۔ سورہ اعراف ۔ ۶۴۔
۲۹۔ سورہ الشعراء ۔ آیت ۔ ۱۲۰۔
۳۰۔ سورہ اعراف ۔ آیت ۔ ۷۲۔
۳۱۔ سورہ الشعراء ۔ آیت ۔ ۱۱۹۔
۳۲۔ سورہ العنکبوت ۔ آیت ۔ ۱۵۔

33. Max Mallowan,Nuh's Flood Reconsidered,Iraq xxvi-2,1964,p.66.

۳۴۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔ج۔ ۲۔ص۔۔مرتب الفیصل پبلیشر لاہور۔
۳۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی
(متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۰۰۔مطبوعہ دار الفکر۔ بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔
۳۶۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ج۔ ۳۔ص۔ ۸۳۔الکتاب پبلیشرز کراچی۔ ۲۰۰۳ء۔
۳۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۵۔
۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۶۔
۳۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۸۔
۴۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۰۔
۴۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۱۔
۴۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔
۴۵۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔ ۴۔ص۔ ۴۷۵۔
مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران۔ ۲۰۰۳ء۔
۴۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔ ۴۷۔مطبوعہ
المطبعہ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
المعجم البلدان۔ج۔۱۔ص۔ ۱۱۵۔مطبوعہ دار احیاء۔التراث العربی۔ بیروت۔ ۱۳۹۹ھ۔
۴۷۔ضیاء القرآن۔علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ج۔ ۴۔ص۔ ۴۹۰۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔لاہور
۱۳۹۹ھ۔
۴۸۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔ ۴۔ص۔ ۶۱۵۔مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۴۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۱۔
۵۰۔معالم التنزیل۔امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔ ۱۴۲۔
مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۷۔

۵۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۸۔

۵۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔

۵۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۵۶۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۲۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۵۷۔زاد المیسر۔ج۔۶۔ص۔۱۳۲۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔

۵۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۵۔

۵۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۷۔

۶۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۹۔

۶۱۔سورہ احقاف۔۲۳۔۲۴۔

۶۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۲۔

۶۳۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۱۔۴۲۔

۶۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۳۴۳۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔۱۴۰۷ھ۔

۶۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۶۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔

۶۶۔سورہ الذاریات۔آیت ۴۱۔۴۲۔

۶۷۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۲۔ص۔۱۷۵۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۲۵ھ۔

۶۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث ۵۰۹۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۶۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۷۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۲۵۔۲۶۔

۷۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۶۔

۷۲۔سورہ الاحقاف۔آیت۔۲۴۔صحیح بخاری۔امام انوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۰۶۔مطبوعہ دارالکتاب العربیہ۔

۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۹۰۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز۔مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۷۴۔سورہ مریم۔آیت۔۷۴۔

۷۵۔سورہ المومن۔آیت۔۸۲۔

۷۶۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۲۳۔

۷۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۵۔

۷۸۔سورہ ق۔آیت۔۳۶۔

۷۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۵۰۹۷۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۴۹۰۸۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۲۵۲۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۲۔سورہ القمر۔آیت۔۱۸۔۱۹۔

۸۳۔سورہ فجر۔آیت۔۷۔

۸۴۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۵۔

۸۵۔سورہ المرسلات۔آیت۔۱۔۴۔

۸۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۳۔

۸۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔

۸۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۵۔

۸۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۶۔

۹۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۷۔

۹۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۸۔

۹۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔

۹۳۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۵۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۴۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۵۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۵۔سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔

۹۶۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۱۳۵۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔

۹۷۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۳۔۴۵۔

۹۸۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔رقم الحدیث۔۱۴۱۶۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

۹۹۔سورہ القمر۔آیت۔۲۹۔۳۰۔

۱۰۰۔سورہ ہود۔آیت۔۶۵۔

۱۰۱۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔ج۔۱۔رقم الحدیث۔۹۱۱۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔

۱۰۲۔سورہ ہود۔آیت۔۶۷۔

۱۰۳۔سورہ الحاقہ۔آیت۔۱۔۷۔

۱۰۴۔سورہ ہود۔آیت۔۶۶۔

۱۰۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۹۔

۱۰۶۔سورہ القمر۔آیت۔۳۱۔

۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۴۷۰۲۔مکتبہ دارالکتاب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۰۸۔سورہ الشّمس۔آیت۔۱۱۔۱۵۔

۱۰۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث ۳۳۷۹۔مکتبہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۱۰۔شرح مسلم ۔مولف ۔حافظ محمد غلام رسول سعیدی ۔ج ۔۷۔کتاب الزھدورقاق ۔رقم الحدیث ۔ ۸۶۵۔پبلیشر کراچی ۔

۱۱۱۔شرح مسلم ۔مولف ۔حافظ محمد غلام رسول سعیدی ۔ج ۔۷۔کتاب الزھدورقاق ۔رقم الحدیث ۔ ۸۶۵۔پبلیشر کراچی ۔

۱۱۲۔تفسیر القرآن العزیز ۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) ۔ج ۔۱۔رقم الحدیث ۔۹۱۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ ۔ بیروت ۔

۱۱۳۔سنن ابوداؤد ۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) ۔رقم الحدیث ۔ ۳۰۸۸۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ ۔

۱۱۴۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۸۵ ۔

۱۱۵۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۸۶ ۔

۱۱۶۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۸۷ ۔

۱۱۷۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۸۸ ۔

۱۱۸۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۸۹ ۔

۱۱۹۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۹۰ ۔

۱۲۰۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۹۱ ۔

۱۲۱۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۹۲ ۔

۱۲۲۔سورہ اعراف ۔آیت ۔۹۳ ۔

۱۲۳۔سورہ ق ۔آیت ۔ ۱۴ ۔

۱۲۴۔المسند ۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) ۔ج ۔۵۔ص ۔۳۴۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت .

۱۲۵۔البدایہ والنہایہ ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) ۔ج ۔۱۔ص ۔۱۹۰۔ مطبوعہ دارالفکر ۔ بیروت ۔ ۱۴۱۸ھ ۔

۱۲۶۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) ۔رقم الحدیث ۔ مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت ۔ ۱۴۰۷ھ ۔

۱۲۷۔تاریخ دمشق الکبیر ۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) ج ۔۲۵۔ص ۔ ۵۴۔مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی ۔ بیروت ۔

۱۲۸۔المنتظم ۔ج۔۱۔ص ۔۲۰۹۔مطبوعہ دارالفکر ۔ بیروت ۔ ۱۴۱۵ھ۔

۱۲۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۹۔

۱۳۰۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی۔

(متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۶۷۔مطبوعہ دارالفکر۔ بیروت ۔ ۱۴۱۸ھ۔

۱۳۱۔سورہ اعراف ۔ ۸۵۔

۱۳۲۔سورہ اعراف ۔آیت ۔ ۸۵۔۸۶۔

۱۳۳۔سورہ اعراف ۔آیت۔ ۹۰۔۹۱۔

۱۳۴۔سورہ اعراف ۔آیت ۔ ۹۲۔

۱۳۵۔سورہ اعراف ۔آیت ۔ ۹۳۔

۱۳۶۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۱۔ ۱۸۳۔

۱۳۷۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۰۔

۱۳۸۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۶۔

۱۳۹۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۷۔

۱۴۰۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۸۔

۱۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۹۔

۱۴۲۔سورہ الشعراء۔آیت ۔۱۸۰۔

۱۴۳۔المنتظم ۔ج۔۱۔ص ۔ ۲۱۰۔مطبوعہ دارالفکر ۔بیروت ۔ ۱۴۱۵ھ۔

۱۴۴۔سورہ اعراف ۔آیت ۔ ۱۷۲۔

(۶):

نظام کائنات میں ملائکہ اور جنات کا کردار

نظام کائنات میں ملائکہ کا کردار:

اس وسیع کائنات میں اللہ کی بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں جن میں ۔

۱۔انسان ۔ ۲۔فرشتے ۔اور جنات شامل ہیں جنھیں اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں،مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے :

۱۔فرشتے ۔۔۔۔۔۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین ۔۔۔۔۔۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان ۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات ۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

ذیل میں کائنات کے ہر کہکشانی نظام میں موجود مخلوقات فرشتوں اور جنات پر اختصار سے بحث کی جائے گی۔

کروموسوم:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ! کروموسومز کی تین اقسام ہیں۔

۱۔فرشتوں کا کروموسوم اکیلا ہوتا ہے جس میں جنسی خواہشات نہیں ہوتی ہیں یہ کروموسوم روح کے ساتھ ازل میں پیدا ہوتا ہے اور روح کے ساتھ ابد تک رہتا ہے یہ کروموسوم انسان کو نظر نہیں آتا کیونکہ جس طرح سے روح نظر نہیں آتی بالکل اسی طرح سے فرشتے بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

۲۔ جنات کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں ہی پائے جاتے ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کے جنات بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے، جنات کے کروموسوم کی زندگی محدود ہوتی ہے۔

۳۔ انسانوں کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں پائے جاتے ہیں انسانوں کی زندگی محدود ہوتی ہے، انسان نظر آتے ہیں جب ان کی روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ مٹی میں مل جاتے ہیں۔

حقیقت میں کروموسوم کو illusion یا نظر کا دھوکہ کہہ سکتے ہیں کروموسوم میں روح مستور ہوتی ہے۔ ا؎

کروموسوم کے اجزاء ترکیبی:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! کروموسوم کے اجزائے ترکیبی میں نمک کو جزو اعظم کی حیثیت حاصل ہے جبکہ مٹھاس کی حیثیت دوسرے درجے میں ہے نمک کی معین مقدار خلیات کو صحت مند رکھتی ہیں جبکہ اگر نمک کی زیادتی ہوجائے تو خلیات متاثر ہونا شروع ہوجاتے ہیں نمک کے اندر بھی دو اجزا نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

ا۔ سوڈیم کلورائیڈ۔ ۲۔ پوٹاشیئم کلورائیڈ۔

نمک میں موجود سوڈیم کلورائیڈ کے چار حصے جبکہ پوٹاشیئم کلورائیڈ کا ایک حصہ ہوتا ہے، سوڈیم کلورائیڈ نمک کا جز و اعظم ہے جو انسانی خلیات کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے دماغی خلیات میں سوڈیم کلورائیڈ کی مقررہ مقدار دماغی صحت اور روحانی علوم کو سیکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر ان کی زیادتی ہوجائے تو کھانے میں نمک کم کرنے کی سخت ہدایت دی جاتی ہے۔ ۲؎

ا۔ ملائکہ یا (فرشتے):

ملک یا ملائکہ عربی زبان کا لفظ ہے جو (ا۔ل۔ک) سے مشتق ہے۔ ۳؎

الک کے معنی پیغام رسانی کرنے والا۔

ملک یا ملائکہ کے الفاظ فرشتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
الکنی الی زید یعنی زید کو میری طرف سے یہ پیغام دے دو۔
ابن فارس نے الک کی وضاحت میں لکھا ہے کے 'الک' سے مراد کسی چیز کو منہ میں چبانا لہٰذا پیغام کو اسی لئے 'الاءلوکۃ' کہا جاتا ہے کیونکہ اسے منہ میں چبا کر باہر نکالا جاتا ہے۔ ۴؎
امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کے ملائکہ کا مادہ 'ملک' سے ہے جس کے معنی قوت، قدرت، اختیار، ارادہ اور Authority کے ہیں۔
فرشتوں میں اگر کسی کے سپرد انتظامات کئے جاتے ہیں تو انھیں ملک (زبر کے ساتھ)۔
انسانوں میں اگر کسی کے ذمہ انتظامات سپرد کئے جائیں تو انھیں ملک (زیر کے ساتھ) کہتے ہیں۔ ۵؎

امورتکونی میں ملائکہ کا کردار:

اس کائنات کے امورتکونی کی انجام دہی میں ملائکہ کے اہم کردار سے انکار ناممکن ہے اللہ تعالی نے اپنی اس نوری مخلوق کے ذمہ کئی اہم امور کی انجام دہی سپرد کر رکھی ہے جیسے یہ نوری مخلوق نہایت چابک دستی سے انجام دیتے ہیں۔
مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار میں لکھتے ہیں 'یہ امر ثابت ہے کے کائنات کی ہر شے کے اندر ایک ایسی قوت ہے جس پر اس شے کا دارو مدار اور انحصار ہے اور جس کے ساتھ اس شے کا قوام اور نظام قائم ہے جو لوگ وحی پر ایمان نہیں رکھتے وہ ان قوتوں کو طبعی قوتیں یا Physical Forces کہتے ہیں جبکہ شریعت کی زبان میں انھیں ملائکہ کہا جاتا ہے اصل میں کائناتی قوتیں اور ملائکہ ایک ہی حقیقت کے دونام ہیں۔ ٦؎
فرشتوں کی پیغام رسانی کے حوالے سے قرآن میں ارشادات خداوندی ہیں!
اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ۔ ۷؎
ترجمہ۔ اللہ پیغام رسانی کے لئے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن

لیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۸؎

تمام حمد اللہ کے لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۔۹؎

(فرشتے) ایک بڑے کام بارش کی تقسیم کرتے ہیں۔ رزق کی تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم۔

الْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا سے مراد وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی مخلوقات کے نصیب کی چیزیں ان میں تقسیم کرتے ہیں۔

(فرشتے) حکم الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۔۱۰؎

ترجمہ۔قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو آہستگی جان نکالتے ہیں، قسم ہے ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں، پھر حکم بجا لانے میں سبقت کرتے ہیں، اور احکامات الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام کرتے ہیں۔

ثابت ہوا کے تکوینی امور میں ان ملکوتی قوتوں کا ایک اہم کردار ہے جیسے وہ اللہ کے حکم سے بخوبی نبھاتے ہیں اور اللہ کے قائم کردہ قاعدے اور قوانین کے مطابق وہ ان تدبیرات کو بروئے کار لاتے ہیں جن کا انھیں حکم ہوتا ہے لہٰذا تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ملائکہ کا مادہ ’الک‘ کی بہ نسبت ’ملک‘ سے زیادہ صحیح ثابت ہوگا کیونکہ یہ نوری مخلوقات نظام کائنات میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ حکم الٰہی کو بروئے کار لاتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو بجالاتے ہیں۔

قانون قدرت یہ ہے کے یہ ملکوتی قوتیں اللہ کے حکم کے مطابق مادی کائنات میں بھی مسلسل سرگرم عمل رہتی ہیں اور انسان چونکہ انبیاء کے علوم کا وارث ہے لہٰذا اس میں یہ امکانی صلاحیت پائی جاتی ہے کے وہ ان نوری مخلوقات کو بھی تسخیر کر کے ان سے مستفید ہو سکے کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کر دیا ہے اس اعتبار سے روز ازل تمام ملائکہ نے حضرت آدم کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔

لیکن یہاں ایک اور قابل غور نکتہ بھی پایا جاتا اور وہ یہ ہے کے ملائکہ سے مراد خارجی کائنات میں تدبیری امور سرانجام دینے والی نوری مخلوق ہی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسانی نفسیات پر مرتب ہونے والی مثبت قوتیں بھی ہیں جو ہر انسان کی داخلی دنیا (انر) پر بھی براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں جیسا کے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ ۱۳؎

ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کے اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کے نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی

ہیں اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں نزول ملائکہ سے مراد مومنین کے قلوب کی گہرائی میں سکینیت کے نزول سے ہے یعنی انسان کے اندرون میں ایسا مثبت نفسیاتی تغیر وتبدل کہ جس میں اطمینان اور سکون کے گہرے احساسات پوشیدہ ہوں اور جس سے انسان میں یقین محکم، سرشاری، طمانیت قلب، فرحت وانبساط اور راحت وسرور کی جان فزاء کیفیات اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ موجود ہوں کیونکہ بدر وحنین میں بھی جب مسلمانوں کا اپنے سے کہیں زیادہ زروآور دشمنوں سے مقابلہ تھا اور ایسے میں وہ کہیں خوف وہراس کا شکار بھی تو ان کی طمانیت قلبی کے لئے

ارشادات خداوندی ہیں!

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ ۱۴؎

ترجمہ۔تمہارے ربّ نے فرشتوں کو اشارہ کیا، میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ۔ ۱۵؎

ترجمہ۔پھر اللہ نے اپنی سکینیت اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔

لہٰذا اس قسم کی بے شمار کائناتی قوتیں اور امداد ہر وقت انسان کے شامل حال رہتی ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر موجود ہے پھر ان نادیدہ قوتوں سے انسان کے طبعی جسم پر بالخصوص اس کے قلب وجان پر سکینیت کے گہرے اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں اگرچہ

ملائکہ کی بے شمار ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کے وہ انسانی اعمال کا ریکارڈ متعین کریں۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ۔۱۶؎

ترجمہ۔ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے اس کے فرشتے تمھاری سب مکاریوں کو قلم بند کررہے ہیں۔

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُم ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ۔۱۷؎

ترجمہ۔کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کے ہم ان کی راز کی باتیں اوران کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔

كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا۔۱۸؎

ترجمہ۔اگرچہ ایک جانب ان کتابت اعمال کو فرشتہ مرتب کررہے ہیں لیکن دوسری جانب اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں! پھر تونے دیکھا اس شخص کو جو ہماری آیات کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کے میں تو مال اور اولاد سے نوازا ہی جاتا رہوں گا کیا اس کو غیب کا پتہ چل گیا ہے ؟ یا اس نے رحمن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ہرگز نہیں جو کچھ یہ بکتا ہے اسے ہم لکھ لیں گے اور اس کے لئے سزا میں اور زیادہ اضافہ کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کے یہ اعمال نامہ انسان کے گلے میں لٹکا رہتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِى عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔۱۹؎

ترجمہ۔ جو کوئی راہ راست اختیار کرے گا اس کی راست روی اس کے اپنے لئے ہی مفید ہو گی اور جو گمراہ ہو گا اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہو گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوگئی کے کائنات میں موجود نوری اور ملکوتی مخلوقات اللہ کے حکم اور قانون مکافات کے مطابق انسان کے تمام اعمال کے نتائج کو نہایت سرعت سے مرتب کرتی ہیں جس کے اثرات انسانی ذات پر مرتب ہوتے ہیں۔

ملائکہ کے خدوخال:

ملائکہ کو اللہ تعالی نے نور سے تخلیق فرمایا ہے لہذا یہ نوری مخلوقات ہیں جو تشخص رکھتی ہیں ان کی شکل وصورت اور جسمانی خدوخال بھی ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں مشروم کی طرح، ناک گل دستہ کی طرح، ان کا چہرہ پورے چاند کی طرح گول ہوتا ہے ان کا قد بھی پانچ سے چھ فٹ تک ہوتا ہے فرشتے چونکہ نوری مخلوق ہیں لہذا یہ روشنیوں سے مرکب ہیں لہذا ان کے حواس بھی لا محدود ہوتے ہیں ان کی پرواز ایک سو اسی ہزار میل ہے جبکہ فرشتے ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو بیاسی میل فی سیکنڈ روشنی کی رفتار میں مقید ہیں اور ان کی بساط سموٰت اور بیت المعمور ہے ان کی اشتہاء کا تقاضا بے رنگ روشنیاں ہوتی ہیں۔ ۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اارشاد ہے! مجھے یہ اجازت دی گئی کے میں اللہ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بتاؤں، اس کے کان سے لے کر کاندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہے۔

کائناتی نظام:

فرشتوں کے کئی طبقات ہیں جن میں شامل جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، کراماً کاتبین، منکرنکیر، ملائکہ رضوان، ملائکہ زمانیا اور بے شمار کائناتی نظام میں اللہ تعالی نے انھیں کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں ان کی تعداد بھی ناقابل فہم اور لاشمار ہے ایک اندازے کے مطابق ہر

انسان کے ساتھ تقریباً ۲۰،۰۰۰ فرشتے اس کی حفاظت اور اس کے اعمال کی نگرانی پر مامور ہوتے ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں موجود افراد کی تعداد ساڑھے چھ ارب کے قریب ہے یہی نہیں بلکہ ہماری دنیا کی طرح کروڑوں دنیائیں اس کائنات میں آباد اور موجود ہیں دوسری دنیاؤں کے مقابلے میں ہماری زمین سب سے چھوٹا کرہ ہے جیسے روحانی علوم کے ماہرین ایک بڑے گنبد پر سوئی کی نوک کے برابر ایک نہایت باریک نشان سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ ۲۱؎

ترجمہ۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انھیں گن نہ سکو گے۔

ملائکہ کی اقسام:

ملائکہ کی کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ملائکہ نورانی۔ ۲۔ ملاء اعلی۔ ۳۔ ملائکہ سماوی۔ ۴۔ ملائکہ عنصری۔ ۵۔ حضیرۃ القدس۔
۶۔ ملائکہ اسفل وغیرہ۔

۱۔ ملائکہ نورانی:

ان کی نسبت اللہ تعالی کے علم میں مقرر ہے کائنات کے مجموعی تقاضوں کے مطابق نظام چلانا ان کی ڈیوٹی ہے۔

۲۔ ملاء اعلیٰ:

یہ فرشتے نورانی فرشتوں کے مقابلے میں اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں اور ان کا مقام سدرۃ المنتھیٰ کے نیچے بیت المعمور میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام مانا جاتا ہے ملاء اعلیٰ اسی مقام پر رہتے ہیں ان سے نیچے ملائکہ سماوی اور ان سے نیچے ملائکہ عنصری مقیم ہیں۔

۳۔ ملائکہ سماوی:

اللہ تعالی کا حکم سب سے پہلے حظیرۃ القدس میں آتا ہے جہاں ملاء اعلی اس حکم کو سن کر بتدریج

اپنے سے نیچے درجے کے فرشتوں تک پہنچاتے رہتے ہیں اور پھر ہوتے ہوتے یہ پیغام مختلف فرشتوں سے ہوتا ہوا ملائکہ سماوی اور اس کے بعد بلا آخر ملائکہ عنصری تک جا پہنچتا ہے۔

۴۔ ملائکہ عنصری:

ملائکہ عنصری اللہ تعالی کے حکم کو سن کر خلق خدا تک اس پیغام کو Inspire کرتے ہیں مثلاً اگر دو جماعتوں میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ ہو جائے تو یہ ملائکہ عنصری حالات اور واقعات کے پیش نظر ایک جماعت کے دل میں ثابت قدمی اور بہادری کے جذبات کو بیدار کرتے ہیں جبکہ مخالف جماعت کے دل میں ہیبت، بزدلی، خوف اور کمزوری کے جذبات کو کو بڑھاتے اور Inspire کرتے ہیں تا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق نتائج مرتب ہوں۔ ۲۲؎

اللہ تعالی نے انھیں مختلف ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن کی اقسام اور تعداد بے شمار ہیں اور جن کا شمار ناممکن ہے پوری کائنات میں کوئی ذی نفس اور ذی شعور بشمول انسان ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان (فرشتہ) نہ ہو اللہ تعالی نے اس فرشتہ کو اس ذی نفس کی حفاظت اور اس کے اعمال کو مرتب کرنے کے لئے مقرر کیا ہے انسانوں پر نگہبان فرشتوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثر روایات میں ان نگہبان فرشتوں کی تعداد ۲۰ سے لے کر ۲۰،۰۰۰ تک بیان کی گئی ہے لیکن اہل روحانیت کے مطابق ہر انسان کے اوپر ۲۰،۰۰۰ نگہبان فرشتے مامور ہیں جو اس کی ہمہ وقت حفاظت کی ذمہ داریوں کو انتہائی چابک دستی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں تاہم آج کی معروف اصطلاح میں انسان کو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک کمپیوٹر بھی کہا جا سکتا ہے جس میں ۲۰،۰۰۰ غیر مرئی نوری ارکان بطور چپ (Chip) کسی نہ کسی اعتبار سے منسلک ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے!

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ۔ ۲۳؎

ترجمہ۔ اس کے پہرے دار (فرشتے) مقرر ہیں آگے پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

فرشتوں کی کثیر تعداد کے حوالے سے یہاں ایک حدیث کا ذکر ضروری ہے!

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا 'البیت المعمور' جو ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہر روز ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ یہاں ایک بار داخل ہوتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک یہاں دوبارہ نہیں آسکے گا۔ ۲۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا 'البیت المعمور' جو ساتویں آسمان پر 'بیت الحرام' کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اس میں ہر روز ایسے ۷۰،۰۰۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا اور آسمان میں اس کی ایسی حرمت ہے جیسے زمین میں مکہ کی حرمت ہے۔ ۲۵؎

انسانی ارواح:

انسانی ارواح جو ملاء اعلی سے علم سیکھتی ہیں یہ ارواح ان لوگوں کی ہوتی ہیں جن کے ذہن و قلب مصفاء ہوتے ہیں اور پاکیزگی اور نور کی وجہ سے وہ ملاء اعلی کی باتوں کو سمجھتے ہیں اور بعد از موت وہ فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں جہاں ان کے علاوہ دیگر نیک ارواح اور فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مقام کو 'حظیرۃ القدس' کہا جاتا ہے۔

۵۔ حظیرۃ القدس:

حظیرۃ القدس میں جمع ہونے والے فرشتے اور ارواح زمین پر ہونے والی مصیبت اور تباہی سے انسانوں کو بچانے کے طریقوں پر غور وخوص کرتی ہیں پھر وہ متفق ہوکر یہ طریقے انسانوں تک پہنچاتے ہیں اس کام کے لئے وہ انسان منتخب کیا جاتا ہے جو سب انسانوں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہو پھر پاکیزہ شخص کے لئے لوگوں کو Inspire کیا جاتا ہے کے وہ اس انسان کی پیروی کریں یہاں تک ایک جماعت بن جاتی ہے جو انسانیت کی خدمت کو اپنا مشن بنالیتی ہے پھر اس پاکیزہ بندے کی روح کو بذریعہ الہام، القاء یا سچے خواب کے ذریعے وہ پیغامات منتقل کئے جاتے ہیں جس میں بنی نوع انسانیت کی بھلائی مضمر ہوتی ہے اور اس پاکیزہ روحانی

بندے سے ملاء اعلیٰ روبرو باتیں بھی کرتے ہیں۔

۶۔ ملائکہ اسفل :

اسفل کے فرشتے، ملاء اعلی کی بہ نسبت ایک درجہ کم ہوتے ہیں یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں سوچتے ہیں بلکہ اوپر والوں کے احکامات کے منتظر ہوتے ہیں اور یہ اتنی ہی بات جانتے اور سمجھتے ہیں جتنی انھیں اوپر کے فرشتے سمجھاتے اور بتاتے ہیں یہ کسی ربوٹ کی طرح حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔قرآن کریم کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالی انسانوں سے بہت زیادہ محبت اور شفقت کرتے ہیں اور اس پر بہت مہربان ہیں۔قرآن کریم میں تقریباً ۱۰۰ سے زائد مقامات پر اللہ تعالی نے ملائکہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے کچھ آیات بیان کی جارہی ہیں۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔۲۶؎

ترجمہ۔نیکی تو یہ ہے کے انسان اللہ پر یقین رکھے اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب اور نبیوں پر۔

فرشتوں پر یقین، ایمان کا لازمی تقاضا ہے اسی لئے قرآن کریم میں بارہا اس کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۲۷؎

ترجمہ۔اللہ اور فرشتے شہادت دے چکے ہیں کے وہ صرف ایک ہی معبود ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔۲۸؎

ترجمہ۔جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور

قیامت کے دن کا انکار کیا تو بے شک وہ بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ۔۲۹؎

ترجمہ۔(فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں۔

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى۔۳۰؎

ترجمہ۔آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، اُن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرضداشت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا١ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔۳۱؎

ترجمہ۔جو فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں، اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں کے ائے ہمارے پروردگار! تیری رحمت عام اور تیرا علم ہر چیز پر محیط ہے پس ایسے لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلتے ہیں تو ان کو دوزخ سے بچا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔۳۲؎

ترجمہ۔تمام حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین چار چار پر دار بازو ہیں اللہ جو چاہے پیدائش میں زیادہ کرتا رہتا ہے۔

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ١ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا

يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ۔ ۳۳ ؎

ترجمہ۔ جو فرشتے اس کے نزدیک ہیں وہ کبھی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں وہ شب روز اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں رکتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ۳۴ ؎

ترجمہ۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان پر بالا دست ہے اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔

وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ۳۵ ؎

ترجمہ۔ (جہنم) پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ ۳۵ ؎

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ۔ ۳۶ ؎

ترجمہ۔ فرشتے تیرے رب کے نزدیک مقرب ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور اس کی تسبیح اور تمجید بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۳۷ ؎

ترجمہ۔ اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے ربّ کی حمد اور تسبیح کر رہے ہونگے، اور لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا، اور پکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ ربّ العالمین کے لیے۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ ۳۸ ؎

ترجمہ۔ کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر نگہبان (فرشتہ) نہ ہو۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ۔ ۳۹؎

ترجمہ۔اس کے پہرے دار (فرشتے) تو آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے امر سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓـئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ۔ ۴۰؎

ترجمہ۔(اللہ) وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمھیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓـئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۔ ۴۱؎

ترجمہ۔بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے ہیں تو اے ایمان والوں تم بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔

فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ۔ ۴۲؎

ترجمہ۔کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اُتارے گئے؟ یا فرشتوں کا ایک دستہ اس کی اردلی میں نہ آیا؟

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۔ ۴۳؎

ترجمہ۔قریب ہے کے آسمان اُوپر سے پھٹ پڑیں،فرشتے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کررہے ہیں، اورزمین والوں کے حق میں درگزر کی درخواستیں کیے جاتے ہیں، آگاہ رہو، حقیقت میں اللہ غفور ورحیم ہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓـئِكَةَ تَسۡمِيَةَ الۡاُنۡثٰى ۔ ۴۴؎

ترجمہ۔مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے

ہیں۔

اَفَاَصۡفٰکُمۡ رَبُّکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنَاثًا اِنَّکُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِیۡمًا۔ ۴۵؎

ترجمہ۔کیا تمھارے رب نے تم کو بیٹوں سے خاص کیا اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا، بڑی جھوٹی بات ہے جو تم زبان سے نکالتے ہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ۔ ۴۶؎

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ ۴۷؎

ترجمہ۔بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَیُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ ۴۸؎

ترجمہ۔عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تسبیح، حمد کے ساتھ کرتے ہیں، اس پر ایمان لاتے ہیں، مومنوں کے لئے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں!

اۓ ہمارے رب! تونے ہر چیز کا اپنی مغفرت اور اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے سوتو ان کو بخش دے تو جو توبہ کریں اور تیرے راستے کی اتباع کریں تو، تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اۓ ہمارے رب! تو ان کو جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ، دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں بے شک تو بہت غالب اور بے حد حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ہمیں یہ خبر دی ہے کے فرشتے مومنین کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں جبکہ ان فرشتوں کی دعا کسی بھی مرنے والے کا ذاتی عمل نہیں ہے لیکن اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کے کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اس کے لئے کسی بھی غیر کا عمل بھی قابل قبول ہوتا ہے اسی طرح سے اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے!

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ١ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ۔ ۴۹

ترجمہ۔پس اے نبی ﷺ، خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔ 31 اللہ تمہاری سرگرمیوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے ٹھکانے سے بھی واقف ہے۔

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ ۵۰

ترجمہ۔(اور وہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اِن اگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں اے ہمارے رب، ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہلِ ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تُو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

فرشتوں کے کام:

فرشتوں کو اللہ تعالی نے کئی اہم ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہیں جن میں درج ذیل یہ ہیں ۔

ا۔انبیاء علیہ السلام پر وحی لانا ۔ ۲۔ انبیاء علیہ السلام کی نصرت کرنا ۔ ۳۔مومنین کی نصرت کرنا ۔ ۴۔ مومنین کے دشمنوں کو تباہ کرنا ۔

۵۔لوگوں کے اعمال کا ریکارڈ مرتب کرنا ۔ ۶ ۔ روحوں کو قبض کرنا ۔ ۷۔ قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرنا ۔ ۸۔ اعمال صالحہ کی جانب تحریکات پیدا کرنا ۔وغیرہ۔

وہ ملائکہ جن کا قرآن کریم میں بالخصوص ذکر آیا ہے :

فرشتوں کے مختلف گروہ یا جماعتیں ہیں جنھیں اللہ تعالی نے الگ الگ ذمہ داریوں اور صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے۔

ا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام :

جبرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ، جبر کے معنی عبد اور وائل کا معنی اللہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں ، سے روایت کیا کہ جبرائیل کے معنی ہیں عبداللہ۔

امام دیلمی نے ابو امامہ ؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! کہ جبرئیل کا نام عبد اللہ ہے۔

اور ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! جبرائیل علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اس پرندے کے لیے جو تیز اڑنے والا ہے۔

قرآن کریم میں اس سے مراد خدا کی وہ قوت جو قلب نبوی پر بصورت وحی الہی کے القا ہوا کرتی ،

حضرت جبرائیل کوقرآن کریم میں روح الامین اور روح القدس کہہ کربھی پکارا گیا ہے اس قوت یعنی (حضرت جبرائیل) کوروح الامین اور روح القدس کہنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کے وحی الٰہی جوقلب نبوی پر نازل ہوتی ہے وہ ہرقسم کی آمیزش اور خیانت سے پاک ہوتی ہے جس میں اس نبی کے اپنے جذبات کا شائبہ تک بھی موجودنہیں ہوتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ذِیۡ قُوَّۃٍ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَکِیۡنٍ۔۵۱؎

ترجمہ۔ بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا قول ہے جوقوت والا مالک عرش کے قریب ذی مرتبہ ہے وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے۔

للہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کئی ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جن میں شامل انبیاء علیہ السلام پر وحی کے ذریعے اللہ تعالی کے پیغامات کو پہنچانا اس کے علاوہ ہوا کی رفتار کو کنٹرول کرنا اور دیگر فرشتوں کو ان کی ذمہ داریاں سونپنا اور انھیں ان ذمہ داریوں کا پابند بنانا وغیرہ ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالی کے یہاں نہایت امین اور ذی عزت ہیں جنھیں اللہ تعالی نے بڑی طاقت اور قوت سے نوازا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

قُلۡ مَنۡ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِیۡلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلۡبِکَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔۵۲؎

ترجمہ۔ان سے کہو جوکوئی جبرائیل سے عداوت رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کے جبرائیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق وتائید کرتا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی۔۵۳؎

ترجمہ۔وہ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا ہے بلکہ وہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی

ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ۔ ۵۴؎

ترجمہ۔کسی نبی کا یہ کام نہیں ہوسکتا ہے کے وہ خیانت کرجائے۔

یہ بات طے شدہ ہے کے کسی قسم کی بھی کائناتی قوت وحی الٰہی میں تبدیلی پیدا نہیں کرسکتی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى۔ ۵۵؎

ترجمہ۔اس کو ایک فرشتے نے تعلیم دی جو بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۵۶؎

ترجمہ۔اُن متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں"سلام ہو تم پر، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ۔ ۵۷؎

ترجمہ۔اس شب روح القدس اور فرشتے اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر زمین پر اترتے ہیں۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ ۵۸؎

ترجمہ۔ہم نے مریم کے بیٹے کو کھلم کھلا نبوت کے دلائل عطا فرمائے اور روح القدس سے اس کی مدد کی۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ ۵۹؎

ترجمہ۔اس نے اس فرشتے کو ایک دفعہ دیکھا، سدرۃ المنتھی کے پاس۔

۲۔حضرت میکائیل علیہ السلام:

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں، میکائیل کا مطلب ہے عبید اللہ اور ہر نام جس میں ایل ہے عبداللہ کے معنی میں ہے۔

ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا! کیا بات ہے میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! جب سے اللہ نے دوزخ کو پیدا فرمایا، اس کے بعد سے میکائیل نہیں ہنسے۔

حضرت میکائیل کو اللہ تعالی نے بارش، رزق اور نباتات پر فائز فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے!

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔ ۶۰

ترجمہ۔ جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ ۶۱

ترجمہ۔ قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں، اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الٰہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

روایت میں آتا ہے کے یہودی حضرت میکائیل کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔

۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام:

امام دیلمی نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسرافیل کا نام عبد الرحمن ہے۔

ہر چیز جو ایل کی طرف راجع ہے وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والی ہے۔

حضرت اسرافیل کو اللہ تعالی نے دیگر فرشتوں تک پیغام پہنچانے، روز قیامت میں صور پھونکنے اور قیامت سے متعلق دیگر ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ ارشادات خداوندی ہیں!

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔ ٦٢؎

ترجمہ۔اس کا فرمودہ سچا ہے اور اس دن صور پھونکا جائے گا۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ٦٣؎

ترجمہ۔ جب صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں سوائے اس کے جسے اللہ چاہے سب بے ہوش ہو جائیں گے۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ ٦٤؎

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکٹھا کریں گے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ ٦٥؎

ترجمہ۔ جب صور پھونکا جائے گا تو اسی دم وہ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے کے ہائے ہماری خرابی ہمیں ہماری خواب گاہوں میں سے کس نے اٹھادیا یہ وہ ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ٦٦؎

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام:

حضرت عزرائیل کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر ذی روح کی روح قبض کرنے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی ہے اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ٦٧؎

ترجمہ۔اپنے بندوں پر وہ پُوری قدرت رکھتا ہے اورتم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی مَوت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

کافروں کی ارواح:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ ٦٨؎

ترجمہ۔قسم ہے اُن (فرشتوں کی) جو ڈوب کر کھینچتے ہیں،اور آہستگی سے نکال لے جاتے ہیں، قسم ہے ان ان فرشتوں کی جو کائنات میں تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں پھر حکم بجالانے میں سبقت کرتے ہیں پھر احکام الہی کے مطابق معاملات کا انتظام چلاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھنچتا ہے اور اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے۔

مقاتل نے کہا ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھنچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہو اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔ ٦٩؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں یہ کافروں کی روحیں ہیں جنھیں کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ ٧٠؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ

كُنتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ ۷۱؎

ترجمہ۔ اگر تو اس وقت دیکھے جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھارہے ہوں گے اور کہیں گے کے جلدی اپنی روحوں کو نکالو۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۷۲؎

ترجمہ۔ اُنہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں، تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈ گیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں "ہم تو کوئی قصور نہیں کرتے، ملائکہ جواب دیتے ہیں، کیسے نہیں کر رہے تھے؟ اللہ تمہارے کرتُوتوں سے خوب واقف ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔ ۷۳؎

ترجمہ۔ اگر تو دیکھے کے فرشتے جب ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں تو ان کے منہ اور پشتوں پر مکے مارتے جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ۔ ۷۴؎

ترجمہ۔ کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، اور وہ جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے حتی کے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہوجائے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ ۷۵؎

ترجمہ۔ (کافرین سے کہا جائے گا) جاؤ، جہنّم کے دروازوں میں گھُس جاؤ، جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کے بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے متکبّروں کے لیے۔

مومنین کی ارواح:

مومنین کی اروح کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے!

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔۷۶؎

ترجمہ۔اللہ شرک سے بچنے والوں کو جزادے گا جن کی روح فرشتے ان کے شرک سے پاک ہونے کی صورت میں قبض کرتے ہیں اوران سے کہتے ہیں کے السلام علیکم تم جنت میں داخل ہوجاؤ اپنے اعمال کے سبب جو تم کرتے رہے ہو۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍۚ۔۷۷؎

ترجمہ۔ایسے باغ جواُن کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اوران کے آباؤاجداداوراُن کی بیویوں اوراُن کی اولادمیں سے جو جو صالح ہیں، وہ بھی اُن کے ساتھ وہاں جائیں گے، ملائکہ ہرطرف سے اُن کے استقبال کے لیے آئیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔۷۸؎

ترجمہ۔جن لوگوں نے کہا! اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، اوران سے کہتے ہیں نا ڈرو، ناغم کرو، اورخوش ہوجاؤ اُس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍۚ۔۷۹؎

ترجمہ۔فرشتے اوراہل ایمان کی روحیں اس کی طرف چڑھ کرجاتی ہیں اور یہ ایسے دن جس کی مقداردنیا کے ۵۰،۰۰۰ سال کے برابر ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَ

الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔ ۸۰؎

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں، باپ اور بیویوں اور اولادوں میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کے تم صحیح سلامت رہو گے، بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے تھے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے۔

۵۔ کراماً کاتبین:

اللہ تعالی نے ہر انسان کے اعمال کو لکھنے اور اس کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے کراماً کاتبین نامی فرشتے ہر انسان پر مقرر فرمائے ہیں۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ ۸۱؎

ترجمہ۔ بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۸۲؎

ترجمہ۔ اپنے بندوں پر وہ پُوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے، 40 یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی مَوت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ۔ ۸۳؎

ترجمہ۔ جب دو لینے والے دائیں بائیں بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتے ہیں

ان کے پاس نگہبان نہ ہو اور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھا اور صور پھونکا جائے گا، یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کے اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔

لیکن ان فرشتوں کو بھی اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے کے مومنین اگر نیکی کا ارادہ بھی کریں تو اس کو لکھ لیں اور اگر وہ برائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو اس وقت تک نہ لکھو جب تک کے وہ شخص اس کا ارتکاب نہ کرلے اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں اس طرح سے پیش کیا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کا ایک گناہ لکھ لو اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو پھر دس نیکیاں لکھ لو۔ ۸۴؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو ان مصائب سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں جو تمھارے لئے مقدر نہیں کئے گئے ہیں پھر جب تقدیر آ جاتی ہے تو وہ مصائب کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت بہت مضبوط ڈھال ہے۔ ۸۵؎

نامہ اعمال:

انسان اس دنیا فانی میں جتنے بھی اقوال اور اعمال سرانجام دیتا ہے چاہے وہ رائی کے دانے کے برابر نیکی یا بدی ہو وہ سب کے سب اعمال ایک فلم کی شکل میں کراماً کاتبین ریکارڈ کرتے رہتے ہیں جیسے انسان اپنی موت کے بعد دیکھتا رہتا ہے مثلاً کسی شخص نے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نیکی کی ترغیب دینے والے فرشتے اس کے دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں کے قتل گناہ کبیرہ ہے اور اس کی سزا خون کے بدلے خون یعنی قصاص ہے لیکن اس قاتل نے فرشتوں کی اس ترغیب کو رد کرتے ہوئے اقدام قتل کرلیا اب مذہبی اعتبار سے چونکہ اس کو یہ بات

معلوم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے لہٰذا مرنے کے بعد جب اس کو اپنی اس وارادات کی فلم دیکھائی جائے گی تو اس کے نتیجے میں اس فلم میں اس کی گردن کاٹ دی جائے گی اور قاتل جب اپنی ذات سے متعلق یہ فلم دیکھے گا تو وہ یہ بھول جائے گا کے میں فلم دیکھ رہا ہوں بلکہ اس کو حقیقی معنوں میں اپنی گردن کے کاٹے جانے کی شدید تکلیف محسوس ہوگی ،اسی طرح سے ایک نیک اور پارسا انسان جو نہایت عبادت گزار بھی ہے اور اس کو دوران عبادت سکون ، اطمینان ، مسرت اور لذت بھی حاصل ہوتی ہے وہ جب بھی عبادت کرتا ہے اسے ان روحانی لہروں سے جو کائنات میں ہمہ وقت اور ہمہ جہت رواں دواں ہیں ان سے وہ سیراب ہوتا ہے اور اس کو ان نورانی لہروں سے آسودگی اور گہرا سکون حاصل ہوتا ہے لہٰذا اس کیفیت کی بھی ایک فلم بنتی رہتی ہے اور جب وہ اس عالم فنا سے عالم بقا کی جانب کوچ کرتا ہے تو وہاں اس کو یہ فلم دکھائی جاتی ہے جیسے دیکھ کر اس کی روح خوش، مطمین اور آسودہ ہوجاتی ہے لہٰذا قبر ہی وہ پہلی منزل ہے جہاں منکیر نکیر اس شخص کو یہ بتا دیتے ہیں کے اس کے دنیاوی اعمال کے اعتبار سے اللہ تعالی نے اس کا کیا ٹھکانہ مقرر فرمایا ہے اگر وہ نیک اور صالح ہوگا تو پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کے حسین نظاروں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا بصورت دیگر دوزخ کا جلا دینے والا عذاب اس کا منتظر ہوگا۔

۶۔ ہاروت و ماروت :

ہاروت و ماروت ایک عجمی لفظ ہے یہ بابل میں مقید دو فرشتوں کے نام ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔۸۶؎

ترجمہ۔اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کے 'دیکھو' ہم محض ایک آزمائش ہیں تم فکر میں مبتلا نہ ہو پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس سے شوہر بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کے اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیزیں سیکھتے تھے جو خود ان کے لئے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کے جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش انھیں معلوم ہوتا۔

۷۔رضوان (داروغہ جنت):

جنت میں اللہ تعالی نے بے شمار فرشتوں کو ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں جنت میں موجود فرشتے نیک بندوں کے لئے سلامتی کی دعائیں کریں گے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۔۸۷؎

ترجمہ۔ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں، باپ اور

اولاد میں سے جو جنت کے لائق ہوں گے اور وَ كَمۡ مِّنۡ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِيۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ يَّاۡذَنَ اللّٰهُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَرۡضٰى ۔۸۸؎

ترجمہ۔فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے آتے ہوں گے اور کہیں گے کے تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے تم دین پر ثابت قدم رہے سو اس جہان میں تمھارا انجام بہت اچھا ہے ،اور بہت سے فرشتے آسمان میں موجود ہیں۔

۸۔ مالک (داروغہ دوزخ):

اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر بھی فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں اور اس کے داروغہ کا ’مالک‘ کے نام سے قرآن کریم میں موسوم کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ ۔۸۹؎

ترجمہ۔اے ایمان والو تم اپنے اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جس پر تند خو اور مضبوط فرشتے ہیں جو اللہ کی کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا اللہ ان کو حکم دیتا ہے۔

وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ‌ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ۔۹۰؎

ترجمہ۔پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم) تو ہی دعا کر، کے اللہ ہمارا کام تمام کردے۔

۹۔زبانیہ (دوزخ کے فرشتوں کا نام):

دوزخ پر اللہ تعالیٰ نے ۱۹ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلۡنَا عِدَّتَهُمۡ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۙ لِيَسۡتَيۡقِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ - ۹۱ے

ترجمہ۔ دوزخ پر (۱۹) فرشتے مقرر ہیں، ان کی تعداد کو کافرین کے لیے فتنہ بنا دیا ہے، تا کہ اہلِ کتاب کو یقین آجائے، اور مومنین کا ایمان بڑھے، اور اہلِ کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں، اور دل کے بیمار اور کفّار یہ کہیں کے بھلا اللہ کا اِس عجیب بات سے کیا مطلب ہوسکتا ہے، اِس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے، اور تیرے ربّ کے لشکروں کو خود اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس دوزخ کا ذکر اِس کے سوا کسی غرض کے لیے نہیں کیا گیا کے لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ - ۹۲ے ترجمہ۔ عنقریب عذاب کے فرشتوں کع بلالیں گے۔

۱۰۔ رعد (بادلوں پر مامور فرشتے):

بادلوں کی آواز اور کڑک کو رعد کہتے ہیں، رعد دراصل ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کو ہنکا تا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس کچھ یہود آئے اور کہنے لگے یا ابا لقاسم ہمیں بتائے کے رعد کیا چیز

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کے ساتھ مقرر ہے اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ جہاں اللہ چاہتا ہے بادلوں کو ہنکا تا ہے پھر انھوں نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے جسے ہم سنتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یہ بادلوں کو ڈانٹنا اور جھڑکنا ہے جب وہ فرشتے بادلوں کو ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں تو پھر بادل وہاں پہنچتے ہیں جہاں پہنچنے کا انھیں فرشتے حکم دیتے ہیں۔ ۹۳ے

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا - ۹۴ے

ترجمہ۔قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو صف باندھے عبادت کرر ہے ہیں،قسم ہے ان فرشتوں کی قسم جو بادلوں کو جھڑک کر ہنکارہے ہیں،قسم ہے ان کی جو کلامِ نصیحت سُنانے والے ہیں۔

وَ يُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ ۚ وَ يُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَ هُمۡ يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ۔۹۵

ترجمہ۔بادلوں کی گرج اُس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے،اور فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اُس کی تسبیح کرتے ہیں،وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) اُنہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جب کے لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ۔۹۶

مگر اس تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی ،آخر کار ان کے دیکھتے دیکھتے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب نے ان کو آلیا۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔۹۷

ترجمہ۔ہمارے وعدہ برحق کے مطابق ظالمین کو کڑک نے آلیا، پس ان کو خس وخاشاک کردیا

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ۔۹۸ ۔ترجمہ۔صبح ہوتے ہی انھیں کڑک نے آلیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، اربد بن قیس اور عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس مدینہ آئے، ان کا ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نقصان پہنچانے کا تھا چنانچہ کچھ دیر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بحث ومباحثہ کیا اور بلا آخر انھوں نے یہ طے کیا کے عامر بن الطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باتوں میں لگائے گا جبکہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اربد بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کردے گا لیکن جب اربد بن قیس نے قتل کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ مفلوج ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے ارادے کو بھانپ لیا جب یہ دونوں واپس جانے لگے تو راستے میں اربد بن قیس پر آسمان سے بجلی گری جبکہ عامر بن

الطفیل کے پورے جسم پر حتیٰ کے اس کے حلق تک میں پھوڑے نکل آئے اور وہ مر گیا۔

اسی موقع پر سورہ رعد کا نزول ہوا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ۔۹۹

ترجمہ۔اللہ کڑک کو بھیجتا ہے پھر ان سے جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گرج کڑک کو سن کر یہ دعا پڑھتے!

(اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ)۔۱۰۰

ترجمہ۔اے اللہ! ہمیں اپنے غضب اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا ،ہمیں اپنا عذاب سے پہلے عافیت عطا فرما۔

روایت میں یہ دعا ہے (**سُبْحَانَ من يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ**) حضرت علی گرج سن کر پڑھتے **سبحان من سبحت له**۔

ابن ابی زکریا فرماتے ہیں جو شخص گرج کڑک سن کر کہے دعا (سبحان اللہ وبحمدہ) اس پر بجلی نہیں گرے گی۔

عبداللہ بن زبیرؓ گرج کڑک کی آواز سن کر باتیں چھوڑ دیتے اور دعا فرماتے:

(**وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ**) اور فرماتے!

بے شک یہ زمین والوں کے لئے شدید وعید ہے۔۱۰۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا رب العزت فرماتا ہے اگر میرے بندے میری پوری اطاعت کرتے تو راتوں کو بارشیں برساتا اور دن کو سورج چڑھاتا اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناتا۔۱۰۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں! گرج سن کر اللہ کا ذکر کرو کیونکہ ذکر کرنے والوں پر کڑاکا نہیں گرتا وہ بجلی بھیجتا ہے جس پر چاہے اس پر گراتا ہے اسی لئے آخر زمانے میں بکثرت بجلیاں

گریں گی۔ ۱۰۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے قریب بجلی بکثرت گرے گی یہاں تک کے ایک شخص اپنی قوم سے آ کر پوچھے گا کے صبح کس پر بجلی گری؟ وہ کہیں گے فلاں فلاں پر۔ ۱۰۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک مغرور سردار کے بلانے کو بھیجا اس نے کہا! کون رسول اللہ؟ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ یا پیتل کا؟ قاصد واپس آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ذکر کیا کے دیکھئے میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا تھا کے وہ متکبر، مغرور شخص ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نہ بلوائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوبارہ جاؤ اور اس سے یہی کہو اس نے جا کر پھر بلایا لیکن اس ملعون نے یہی جواب اس مرتبہ بھی دیا۔ قاصد نے واپس آ کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھیجا اب کی مرتبہ بھی اس نے پیغام سن کر وہی جواب دینا شروع کیا کہ ایک بادل اس کے سر پر آ گیا کڑکا اور اس میں سے بجلی گری اور اس کے سر سے کھوپڑی اڑا لی گئی۔ ۱۰۵؎ اس کے بعد یہ آیت اتری۔

ایک روایت میں ہے، ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کے اللہ تعالیٰ تانبے کا ہے یا موتی کا یا یاقوت کا ابھی اس کا سوال پورا نہ ہوا تھا جو بجلی گری اور وہ تباہ ہو گیا اور یہ آیت اتری۔

قتادہ کہتے ہیں! مذکور ہے کہ ایک شخص نے قرآن کو جھٹلایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا اسی وقت آسمان سے بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا اور یہ آیت اتری۔

بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔ ۱۰۶؎

ترجمہ۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے

ہوتے ہیں، فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۔۱۰۷؎

ترجمہ۔ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔۱۰۸؎

ترجمہ۔تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔

۱۱۔مومنین کی مدد اور مغفرت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار ایسے فرشتے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو نیک انسانوں کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں لیکن ہمارے یہاں ایک مکتبہ فکر ایسا بھی پایا جاتا ہے جو اس بات کا منکر ہے کے کوئی کسی کی طرف سے بھلا کیسے نیک عمل کرسکتا ہے؟ اس کا ذکر خود قرآن کریم میں بارہا موجود ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔۱۰۹؎

ترجمہ۔قریب ہے کے آسمان ان کے اوپر ٹوٹ جائے، فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں، اور ان کے لئے جو زمین میں ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔۱۱۰؎

ترجمہ۔(اللہ) خود بھی اور فرشتے بھی تجھ پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے، وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہؓ جنگ بدر کے دن حاضر تھے (بہت دنوں کے بعد جب ان کی بینائی واپس چلی گئی) تو ایک دن انھوں نے کہا اگر میں تمھارے ساتھ اس وقت بدر میں ہوتا تو میں

تمھیں وہ گھاٹی دیکھا تا جہاں سے فرشتے مومنین کی مدد کے لئے نکلے تھے۔۱۱۱؎

امام ابن جوزی لکھتے ہیں، حضرت ابو داؤد مازنی نے کہا میں جنگ بدر میں مشرکین میں سے ایک کا پیچھا کر رہا تھا تا کہ میں اسے قتل کر دوں پھر ایسا ہوا کے میری تلوار مارنے سے پہلے ہی اس مشرک کا سر کٹ کر گر گیا یہ دیکھ کر میں جان گیا کہ میرے علاوہ کسی اور نے اس کو قتل کیا ہے۔۱۱۲؎

مقسم بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا یوم بدر کے سوا ملائکہ نے کسی بھی دن قتال نہیں کیا باقی ایام میں وہ عددی قوت اور مدد کے لئے آتے تھے لیکن قتال نہیں کرتے تھے۔اس حوالے سے آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں!

اگر کفار کو فرشتوں نے قتل کیا تھا تو پھر مجاہدین بدر کی کیا فضیلت رہ جاتی ہے؟ جنگ بدر میں ۷۰ کفار قتل ہوئے تھے جن میں سے کچھ کو حضرت علیؓ نے جہنم واصل کیا تھا جبکہ باقی کو دوسرے مجاہدین نے اور تاریخ میں یہ بات محفوظ ہے کے کس کافر کو کس نے قتل کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کے فرشتوں نے کس کو قتل کیا تھا؟۔۱۱۳؎

آسمانی مدد کے حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی نقل کئے جا رہے ہیں۔

اور جب تو مسلمانوں سے یوں کہہ رہا تھا کے کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کے تمھارا رب ۳،۰۰۰ فرشتوں سے جو آسمان سے اتریں گے تمھاری مدد کرے ہاں کیوں نہیں اگر صابر اور متقی رہو گے اور وہ لوگ ایک دم تم پر آ پہنچیں گے تو تمھارا رب ۵،۰۰۰ سے جو ایک وضع بنائے ہوں گے تمھاری امداد کرے گا۔۱۱۴؎

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔۱۱۵؎

ترجمہ۔بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں

سے تمہاری مدد کرے گا۔

امام بخاری کے مطابق!، رافع الرزقی سے، اس کے والد (جو بدری تھے) کہتے ہیں،
حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بدر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم ان کو افضل المسلمین سمجھتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہم فرشتوں میں سے جو بدری تھے، ان کو افضل سمجھتے ہیں۔۱۱۶؎

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔۱۱۷؎

ترجمہ۔ وہ موقع یاد کرو جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے جواب میں اس نے فرمایا کے میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔

۱۲۔منکرین کے لئے لعنت کرنے والے فرشتے:

اللہ تعالی نے کچھ فرشتے ایسے بھی تخلیق فرمائے ہیں جو کے منکرین کے لئے لعنت کرتے ہیں جبکہ کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو عذاب الٰہی کو اللہ کے حکم سے اس گمراہ قوم پر لے کر آتے ہیں جس نے اس کا مطالبہ کیا ہو۔ ارشاد خداوندی ہے!

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔۱۱۸؎

ترجمہ۔ وہ وقت جبکہ تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ ”میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں، پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ

النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ۔۱۱۹؂

ترجمہ۔جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت ہی میں جان دی، ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَ الۡمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ۔۱۲۰؂

ترجمہ۔ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں ملائکہ کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک کراماً کاتبین کے سوا زمین میں اللہ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو بھی لکھ لیتے ہیں اور جب تم میں سے کسی کو جنگل کی زمین میں کوئی مصیبت پیش آئے تو اسے چاہئے کے وہ بلند آواز سے کہے ائے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔۱۲۱؂

وَ عِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ‌ؕ وَ يَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ‌ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ۔۱۲۲؂

ترجمہ۔کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نے فرمایا ہے میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے اور وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔۱۲۳؂

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے اور وہ اپنی روح کو نکلتے ہوئے دیکھتا ہے جب ہی مرتے ہوئے انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں

۔۱۲۴؂ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور

اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنین کی ارواح خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے جس میں وہ اپنی ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۱۲۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے اے پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کے تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور رحمت کی طرف نکل اور جب روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۱۲۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔ ۱۲۷؎

ترجمہ۔ ایمان والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اللہ کو اختیار ہے وہ جو چاہے وہ کرے۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا! اللہ تعالی مومنین کو ان کی قبروں میں ثابت قدم رکھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کے تمھارا رب کون ہے؟ تمھارا دین کیا ہے؟ اور تمھارا نبی کون ہے؟ تو مومن ان سوالات کے درست جوابات دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے جبکہ منافقین ان سوالات کے غلط جوابات دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی قبروں کو تنگ کر دیا جاتا

ہے۔۱۲۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک مرتبہ ان کی شکل میں دیکھا، اور ان کے چھ سو بازو تھے۔۱۲۹؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے، اور ان کے چھ سو بازو تھے جو افق پر چھائے ہوئے تھے۔۱۳۰؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال:

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۰۷، ۸۹ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں اللہ نے فرشتوں کو آسمان میں بسایا فرشتے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت، خشیت اور قرب رکھتے ہیں۔ فرشتے نہ تو صلبوں اور شکموں میں ٹھہرے اور نہ ہی انھیں زمانے کے حوادث نے منتشر کیا تاہم اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا فرمایا اور ان سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور آسمان کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو ان سے چھلکا دیا، آسمان کے وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی حمد وثنا کی گونج ہر جانب ہے دوسری جانب تجلیات نور کی ایسی فراوانیاں بھی ہیں جن سے نگاہ خیرہ ہوجائے باالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال کے وہ ان نظاروں کا تحمل کر سکے اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا یہ فرشتے بال وپر رکھتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہیں وہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے ان فرشتوں کو اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا یہ فرشتے ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں موجزن ہیں ان پر ہیبت اور جلال خداوندی چھائی ہوئی ہے۔ ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدود

سے بھی آگے نکل گئے ہیں یہ فرشتے سفید جھنڈوں کی مانند ہیں جو فضاء کی وسعتوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے اسی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز ہیں ان فرشتوں کو اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے انھیں صرف اور صرف اللہ کی نعمتوں کی خواہش ہے اور یہ فرشتے ہر غیر کی عطا اور انعام سے بے نیاز ہیں انھیں عبادت کا والہانہ شوق ہے کیونکہ یہ عبادت اور معرفت کی حلاوت سے واقف ہیں۔۱۳۱؎

فرشتوں کی صلاحیتیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو بے شمار صلاحیتوں سے متصف فرمایا ہے دراصل سات آسمان، سات مختلف زون کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں الگ الگ فرشتوں کو ان کی اہلیت کے مطابق مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں لہٰذا یہ بات طے ہے کے ہر زون کے فرشتے الگ ہیں لیکن ساتوں آسمانوں میں موجود فرشتوں کو ملائکہ سماوی ہی کہا جاتا ہے فرشتوں کو ودیعت کی گئی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ ان کے پروں کی تعداد اور ان کی جسامت سے لگایا جاتا ہے جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں جس طرح سے مور کے بے شمار پر ہوتے ہیں اور اس پر خوبصورت نقوش بھی منقش ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے فرشتوں کی صفات کے مطابق ان کے پر اور ان پر منقوش نقش ونگار سے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے پروں پر موجود ہر نقش ان کی ایک منفرد صلاحیت کی طرف اشارہ ہے ان کے پروں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کے ان کے پروں سے نور کے جھماکے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے فرشتوں کے پروں سے سبز روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔۱۳۲؎

ترجمہ۔تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام

رساں مقرر کرنے والا ہے۔

(ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں۔وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔۱۳۳؎

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔۱۳۴؎

ترجمہ۔(اللہ) نے تہ بر تہ سات آسمان بنائے۔

وَّبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا۔۱۳۵؎

ترجمہ۔ہم نے تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔۱۳۶؎

ترجمہ۔دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے پھر ہر آسمان میں اس کے کام کو القاء کر دیا جبکہ قریب کے آسمان کو ہم نے ستاروں (چراغوں) سے سجایا اور اس کی حفاظت کی، یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ۔۱۳۷؎

ترجمہ۔بے شک ہم نے تمھارے اوپر سات راہیں پیدا کیں۔

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ۔۱۳۸؎

ترجمہ۔اس نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں ترازو رکھی۔

فرشتوں کی غذا:

قرآن کریم کے ہر ایک لفظ پر فرشتے مامور ہیں تاہم جس قدر جس لفظ کا وزن اور Strength ہوگی اس لفظ پر اسی قدر فرشتے مامور ہوں گے فرشتے ان مذکورہ الفاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں چونکہ وہ فرشتے ان الفاظ پر مامور ہوتے ہیں چنانچہ جب وہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں تو فرشتے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان آیات یا الفاظ کی باقاعدہ تلاوت کرتا ہے تو وہ فرشتے بھی وہاں باقاعدگی سے آ کر اسے سنتے اور خوش ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بعد نماز عصر اللہ الصمد کا وظیفہ کرتا ہے اگرچہ یہ وظیفہ نہایت تیز تر، تیر بہ ہدف اور نہایت Powerful ہے اور کچھ مخصوص فرشتوں کی روحانی غذا یا توانائی کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں تو وہ وہ فرشتے پابندی سے وہاں آ کر اس وظیفے کو سنتے ہیں تاہم اگر کسی وجہ سے طویل عرصہ تک کیا جانے والا وظیفہ کسی وجہ سے روک دیا جائے تو پھر وہ فرشتے وہاں آ کر شور مچاتے ہیں کیونکہ انھیں اس مخصوص توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ملائکہ کی عبادات:

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرشتوں کی عبادات کے حوالے سے دریافت فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرؓ نے آسمان والے فرشتوں کی عبادت سے متعلق سوال کیا ہے؟ سب سے پہلے تو آپ انھیں میرا اسلام عرض کیجئے اور پھر انھیں یہ بتائے کے پہلے آسمان پر موجود ملائکہ قیامت تک سجدہ میں ہی رہیں گے اور وہ سجدہ میں قیامت تک »سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ پڑھتے رہیں گے۔ دوسرے آسمان والے فرشتے حالت رکوع میں قیامت تک رہیں گے اور اسی کیفیت میں وہ قیامت تک سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ پڑھتے رہیں گے۔ تیسرے آسمان کے فرشتے قیامت تک حالت قیام میں رہیں گے اور وہ قیامت

تک سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ پڑھتے رہیں گے، جب سے اللہ نے زمین اور آسمان کی تخلیق فرمائی یہ تمام فرشتے حالت قیام، رکوع اور سجود میں ہی ہیں اور روز قیامت جب یہ اپنا سر اٹھائیں گے تو اللہ سے کہیں گے کے ماعبدناك حق عبادتك ۱۳۹ ؎

فرشتوں کو مشقت میں ڈالنے والا عمل :

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ دعا کرے جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ أَهْلُه تو اس کا ثواب ستر ہزار فرشتوں کا ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔ ۱۴۰ ؎

نظام کائنات میں جنات کا کردار:

جنات:

جنات اللہ کی ناری اور نادیدہ مخلوق ہے، دنیا میں انسان کی آمد سے پہلے اس دنیا میں جنات رہا کرتے تھے، لیکن جب جنات نے شرک، ظلم اور فساد بپا کیا اور اللہ کی زمین کو ظلم و جبر سے بھر دیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا سے جنات کا صفایا فرماتے ہوئے انسان کو دنیا کی خلافت اور اپنی نیابت عطا فرمائی، جنات ایک باشعور اور مکلف مخلوق ہے، جنات میں مسلمان اور کافر دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس نادیدہ مخلوق پر قرآن کریم میں ایک سورہ نازل فرمادی یہی نہیں بلکہ دیگر سورتوں میں بھی اس نادیدہ مخلوق کا بکثرت ذکر موجود ہے۔

ترمذی کی روایت ہے، حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین اقسام پر پیدا فرمائی

۱۔ پہلی قسم جن، سانپوں، بچھوں اور زمین کی کیڑے مکوڑے کی صورت میں ہے۔

۲۔ دوسری قسم ہوا کی طرح فضا میں موجود ہے۔

۳۔ تیسری قسم پر حساب اور جزا و سزا بھی ہے۔

ارشادات خداوندی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۔ ۱۴۱؎

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کے جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔

یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا۔ ۱۴۲؎

ترجمہ۔جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا۔ ۱۴۳؎

ترجمہ۔ہمارے رب کی عزت بہت بلند ہے، نہیں ہے اس کی بیوی اور اولاد۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا۔ ۱۴۴؎

ترجمہ۔بلاشبہ بات یہ ہے کے ہم میں جو احمق ہیں وہ اللہ کی شان میں ایسی باتیں کہتے تھے جو حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔

وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا۔ ۱۴۵؎

ترجمہ۔ہمارا یہ خیال ہے کے انسان اور جن اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔ ۱۴۶؎

ترجمہ۔بے شک بات یہ ہے کے بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے جو جنات کے مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی تکبر میں اضافہ کر دیا۔

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ ۱۴۷؎

ترجمہ۔بات یہ ہے کے انہوں نے یہ خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا کے اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نا

فرمائے گا۔

وَّ اَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّ شُهُبًا ۔۱۴۸؎

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آسمان کی تلاشی لینی چاہی تو وہاں سخت پہرہ ہے اور وہ شعلوں سے بھرا ہوا ہے۔

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۔۱۴۹؎

ترجمہ۔ بے شک ہم آسمان کی باتیں سننے کے لیے بیٹھا کرتے ،تو جو شخص اب سننا چاہے وہ اپنے لیے ایک شعلہ تیار پاتا ہے۔

وَّ اَنَّا لَا نَدۡرِىۡۤ اَشَرٌّ اُرِيۡدَ بِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدًا ۔۱۵۰؎

ترجمہ۔ بے شک ہم نہیں جانتے جو لوگ زمین میں ہیں، ان کے رب نے ان کے ساتھ شر، کا ارادہ کیا یا ہدایت کا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنَّا دُوۡنَ ذٰلِكَ‌ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔۱۵۱؎

ترجمہ۔ بے شک ہم میں سے بعض نیک اور بعض اس کے علاوہ ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے۔

وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ نُّعۡجِزَ اللّٰهَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَنۡ نُّعۡجِزَهٗ هَرَبًا ۔۱۵۲؎

ترجمہ۔ بے شک ہم یہ جان گئے کے ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نا بھاگ کر اس کو ہرا سکتے۔

وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعۡنَا الۡهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ‌ؕ فَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا رَهَقًا ۔۱۵۳؎

ترجمہ۔ بے شک جب ہم نے ہدایت کو سن لیا تو ہم اس پر ایمان لے آئے ، جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آیا اسے کسی نقصان اور ظلم کا کوئی خوف نہیں۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۔ ۱۵۴؎

ترجمہ۔ بے شک ہم میں سے بعض مسلمان اور بعض ظالم ہیں، سو جس نے اسلام قبول کرلیا تو اس نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا۔

وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۔ ۱۵۵؎

ترجمہ۔ جو لوگ ظالم ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مقام نخلہ میں سوق عکاظ کی جانب
عازم سفر ہوئے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھائی، چنانچہ یہاں جنات کی ایک جماعت کا گزر ہوا جنھوں نے قرآن کریم کی تلاوت کو بغور سنا اور اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے بڑا عجیب کلام سنا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی!

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۔ ۱۵۶؎

ترجمہ۔ آپ فرما دیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ ۱۵۷؎

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ کتاب میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبداللہؒ سے روایت کیا ہے کہ میں قوم عاد کے گھروں کے اطراف میں تھا، اچانک میں نے پتھر کا ایک شہر دیکھا جس کے درمیان میں لکھا تھا" پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے تھے"۔

پس میں اس میں داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الخلقت بوڑھا شخص کعبہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا، اس نے اون کا ایک نہایت خوبصورت جبہ پہنا ہوا تھا، میں

اس کی عظیم الخلقت سے اتنا متعجب نا تھا جتنا میں اس کے جبے کے حسن و جمال سے متاثر ہوا، میں نے اس کو سلام کیا اس نے مجھے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا، اے سہل! انسانی جسم کی وجہ سے لباس پرانا نہیں ہوتا بلکہ انسان کا جسم گناہوں کی بو اور حرام کی کمائی کے کھانے سے بوسیدہ ہو جاتا ہے، بے شک میں نے یہ جبہ گزشتہ سات سو سال سے پہنا ہوا ہے، میں نے اسی لباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات کی، میں ان دونوں پر ایمان لایا۔ یہ سن کر سہل بن عبداللہؒ نے اس شخص سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا۔ ۱۵۸؎

ترجمہ۔ آپ فرما دیجیے میرے پاس یہ وحی آئی ہے کے جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ ۱۵۹؎

جنات مکلف مخلوق ہیں:

اس وسیع کائنات میں اللہ کی بے شمار مخلوقات پائی جاتی ہیں لیکن ان بے شمار مخلوقات میں سے تین مخلوقات ایسی ہیں جو تمام کہکشانی نظام میں پائی جاتی ہیں جن میں۔

۱۔ انسان۔

۲۔ فرشتے۔

۳۔ جنات شامل ہیں۔

جنھیں اس کائناتی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے ان مخلوقات میں انسان اور جنات مکلف جبکہ فرشتے غیر مکلف مخلوق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، مخلوقات کے چار گروہ ہیں جس میں سے

۱۔فرشتے۔۔۔۔۔۔۔۔(مطلق جنتی ہیں)۔

۲۔شیاطین۔۔۔۔۔۔۔(مطلق جہنمی ہیں)۔

۳۔انسان۔۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)۔

۴۔جنات۔۔۔۔۔۔۔(ان میں سے کچھ جنتی اور کچھ جہنمی ہیں)

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے جنات کی تین اقسام پر پیدا فرمائی ہیں۔

۱۔پہلی قسم جن، سانپوں، بچھوں اور زمین کی کیڑے مکوڑے کی صورت میں ہے۔

۲۔دوسری قسم ہوا کی طرح فضا میں موجود ہے۔

۳۔تیسری قسم پر حساب اور جزا وسزا بھی ہے۔۱۶۰؎

ذیل میں کائنات کے ہر کہکشانی نظام میں موجود مخلوقات فرشتوں اور جنات پر اختصار سے بحث کی جائے گی۔

کروموسوم:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! کروموسومز کی تین اقسام ہیں۔

۱۔فرشتوں کا کروموسوم اکیلا ہوتا ہے جس میں جنسی خواہشات نہیں ہوتی ہیں یہ کروموسوم روح کے ساتھ ازل میں پیدا ہوتا ہے اور روح کے ساتھ ابد تک رہتا ہے یہ کروموسوم انسان کو نظر نہیں آتا کیونکہ جس طرح سے روح نظر نہیں آتی بالکل اسی طرح سے فرشتے بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

۲۔جنات کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں ہی پائے جاتے ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کے جنات بھی انسانوں کو نظر نہیں آتے، جنات کے کروموسوم کی زندگی محدود ہوتی ہے۔

۳۔انسانوں کے کروموسوم میں جنسی خواہشات اور تناسل دونوں پائے جاتے ہیں انسانوں کی

زندگی محدود ہوتی ہے، انسان نظر آتے ہیں جب ان کی روح جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ مٹی میں مل جاتے ہیں۔

حقیقت میں کروموسوم کو illusion یا نظر کا دھوکہ کہہ سکتے ہیں کروموسوم میں روح مستور ہوتی ہے۔۱۶۱؎

نظام کائنات میں جنات کا کردار:

ابن فارس کے مطابق جن سے مراد چھپا لینے کے ہیں۔۱۶۲؎

امام راغب اصفہانی کے مطابق جن سے مراد ایسی شے جو نظروں سے پوشیدہ، اوجھل یا حواس سے مخفی ہو۔۱۶۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأٰ كَوْكَبًا۔۱۶۴؎

ترجمہ۔جب رات کی تاریکی نے اسے چھپا لیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا۔

قدجن عنک ۔ہر وہ شے جو تم سے پوشیدہ ہو یا چھپ جائے اس کو قدجن عنک کہتے ہیں اسی طرح سے جنن قبر کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ مردہ کو چھپا لیتی ہے اور خود میت اور اس کے کفن کو بھی جنن کہتے ہیں۔۱۶۵؎

جنات انسان کو نظر کیوں نہیں آتے:

یہاں ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کے آخر جنات ہمیں نظر کیوں نہیں آتے؟ تو اس کا جواب نہایت آسان ہے اور وہ یہ کے انسانوں کی بہت سی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں نہایت کمزور اور ضعیف ہیں انسان کی نگاہ بھی ایک خاص حد تک دیکھ سکتی ہے اور اس کی سماعت بھی ایک مخصوص فریکوئنسی تک کی آوازیں سن سکتی ہیں، یہ بھی روز مرہ کا تجربہ ہے کے انسان خوشبو کو محسوس تو کرسکتا ہے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتا اسی طرح سے ٹھنڈی اور گرم ہوا کے تھپیڑوں کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں دیکھا نہیں جا سکتا، پانی کو تمام جاندار اسی یقین کے

ساتھ پیتے ہیں کے وہ پیاس بجھاتا ہے جبکہ پانی کا فارمولہ H2O ہے لیکن انسان کی ظاہری آنکھ ہائیڈروجن اور آکسیجن کو دیکھنے سے قاصر ہے، اسی طرح سے فضاء میں بے شمار گیسیز موجود ہیں لیکن کبھی کسی نے گیس کی شکل وصورت کو نہیں دیکھا لہٰذا اسی طرح سے انسانی آنکھ جنات کو دیکھنے سے قاصر ضرور ہیں لیکن انھیں دیکھنا ناممکن نہیں تاہم یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب انسان مفرد لہروں کے علم کو سیکھ لے اور جس دن ایسا ہوجائے گا تو انسان، جنات اور ان کی دنیا سے واقفیت حاصل کر لے گا۔

جنات انسان کو اس لئے نظر نہیں آتے کیونکہ انسان کا ویژن بہت محدود ہے اس کائنات میں موجود Electromagnetic Spectrum کے مطابق روشنی کی درج ذیل (۱۹) اقسام ہیں جس میں سے انسانی آنکھ صرف ایک قسم کی روشنی کو دیکھنے کے قابل ہے جو سات روشنیوں پر مشتمل ہے اور اس کو عرف عام میں عام روشنی کہا جاتا ہے۔

روشنی کی درج ذیل کچھ اقسام یہ ہیں:

۱۔ عام روشنی/مرئی روشنی:

عام روشنی کو مرئی روشنی بھی کہتے ہیں، یہ برقی مقناطیسی طیف کا وہ حصہ ہے جسے انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے، اسے مرئی روشنی یا محض روشنی بھی کہتے ہیں، ایک صحت مند انسانی آنکھ 380 سے 780 نینومیٹر طول موج تک کی شعاعوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے، عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے عام روشنی کی بیم (۱،۰۰۰) فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً (۲۰۰) فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج یعنی اس کا Wave) (length مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں

میں سفر شروع کر دیتی ہے۔

۲۔ لیزر شعاع:

لیزر شعاعوں اور عام روشنی میں فرق یہ ہے کے عام روشنی سات مختلف رنگوں سے مل کر بنی ہے لیکن لیزر شعاع ایک رنگ شعاع ہوتی ہے عام روشنی کو جب منشور (Prism) میں سے گزارا جاتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے لیکن لیزر شعاع منشور میں سے گزرنے کے باوجود اپنے ایک ہی رنگ پر برقرار رہتی ہے نیز یہ کے لیزر شعاع کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ مثلاً عام روشنی کی بیم ۱۰۰۰ فٹ دور کسی دیوار پر ڈالی جائے تو روشنی تقریباً ۲۰۰ فٹ علاقہ میں پھیل جائے گی اور اس کی طاقت بھی کم ہوجائے گی جبکہ لیزر شعاع کا پھیلاؤ زیادہ سے زیادہ آدھ یا ایک فٹ ہوگا اور اس کی طاقت بھی برقرار رہے گی اس کی وجہ یہ ہے کے عام روشنی میں شامل ہر رنگ کی لہر کا طول موج (Wave length) مختلف ہوتا ہے جب ایک لہر کا فراز دوسری لہر کے نشیب سے ٹکراتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو رد کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے روشنی اپنے منبع سے اخراج کے بعد مختلف سمتوں میں سفر شروع کر دیتی ہے جبکہ لیزر شعاع میں لہروں کے نشیب و فراز یکساں ہوتے ہیں اس لئے یہ ایک دوسرے میں پیوست اور متحد ہوجاتے ہیں یہ لہریں ایک سمت میں طویل فاصلہ طے کرلیتی ہیں اور ہمیشہ یکساں حالت میں رہتی ہیں ٹھوس اشیاء کو کاٹنے اور ان میں سوراخ پیدا کرنے کے لئے جو لیزر استعمال ہوتی ہے وہ کاربن ڈائی اکسائیڈ لیزر کہلاتی ہے جو کاربن ڈائی اکسائیڈ اور نائیٹروجن کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے یہ نہایت طاقتور اور شدت کی زیریں سرخ شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں ایسی لیزر کسی جسم میں داخل ہوکر اس کی اندرونی توانائی کو بڑھا دیتی ہے نتیجے کے طور پر اس حصے کا درجہ حرارت لیزر کے ٹکراؤ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور وہ بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔

۳۔ Gamma Vision:

اگر انسان Gamma Vision میں دیکھنے کے قابل ہوجائے تو وہ دنیا میں موجود ریڈی

ایشن کو دیکھنے کے قابل ہوجائے گا تاہم اگر انسان X-Rays کو دیکھنے کے قابل ہوجائے تو پھر اس میں موٹی سے موٹی دیوار کے اس پار بھی دیکھنے کی اہلیت پیدا ہوجائے گی

Gamma Rays ایسی برقی مقناطیسی شعائیں ہوتی ہیں جو (Excited State) میں موجود ایٹمی نیوکلیئس سے خارج ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں وہ کم توانائی کی حالت میں آجاتا ہے Gamma Rays کو تحقیقی اور صنعتی مقاصد کے لئے وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔۱۶۶؎

۴۔ Infrared-Vision:

Infrared Radiation وزیریں سرخ شعاعیں بھی کہا جاتا ہے ان شعاعوں کا طول موج ایک مائیکرو میٹر سے ایک ملی میٹر تک ہوتا ہے اس شعاع کو ۱۸۰۰ء میں ولیم مارشل نے دریافت کیا تھا تاہم انسانی آنکھ ان شعاعوں کے لئے حساس نہیں، ماہیئت کے اعتبار سے یہ شعاعیں حرارتی ہیں، دس ڈگری کیلون درجہ حرارت تک مادے سے ہونے والے اشعاعی اخراج کا بیشتر حصہ انفرا ریڈ پر مشتمل ہوتا ہے تاہم جیسے جیسے درجہ حرارت بڑھتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اجسام سے خارج ہونے والی ل توانائی میں ہائی فریکوئنسی کا تناسب بڑھتا جاتا ہے انفراریڈ شعاعوں کے کئی فوجی، تحقیقی اور پرامن استعمالات بھی ہیں، تاریکی اور دھند میں چیزوں کو دیکھنے، ان کی تصویر کشی کرنے اور حرارت جو میزائیل کی ساخت انفراریڈ ڈیٹیکٹر (Detector) استعمال ہوتے ہیں۔۱۶۷؎

اگر انسان Infrered Vision میں دیکھنے ے قابل ہوجاے گا تو پھر وہ باآسانی مختلف اجسام سے نکلنے والی حرارت کو بھی دیکھ سکے گا سانپ اور کئی جانور Infrared-Vision میں دیکھ سکتے ہیں۔

۵۔ Ultraviolet-Vision:

Ultraviolet Light و بالائے بنفشی شعاعیں بھی کہا جاتا ہے دراصل بالائے بنفشی روشنی

برقی مقناطیسی شعاعیں ہیں جن اطول موج مرئی روشنی سے چھوٹا اور ایکس ریز سے بڑا ہوتا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کے برقی مقناطیسی طیف میں یہ انسانی آنکھ کونظر آنے والی وائلیٹ روشنی سے اوپر چھوٹی طول موج کی طرف واقع شعاعیں ہیں انھیں ۱۸۰۱ء میں جرمن طبیعات دان جوہان ولیم ریٹر نے دریافت کیا تھا اس کے مشاہدے میں یہ آیا تھا طیف کے الٹراوئلیٹ سے عین اوپر کا علاقہ سلورکلورائیڈ کو خاص طور پر متاثر کرتا ہے چونکہ انسانی آنکھ الٹراوائلیٹ کے لئے حساس نہیں ہے جبکہ یہ شعاعیں فوٹوگرافی کی فلم کو متاثر کرسکتی ہے اس لئے ابتدا میں اس کو تاریک روشنی کا نام دیا گیا تھا چھوٹے جانوروں میں سے کچھ پرندے، خزندے اور شہد کی مکھی جیسے حشرات الٹراوائلٹ روشنی کے کچھ حصے کو دیکھ سکتے ہیں۔

الٹراوائلٹ روشنی انسانی جلدے لئے مضر ہے اور یہ کینسر کا سبب بن سکتی ہے سورج سے خارج ہونے والی الٹراوائلٹ روشنی کا بیشتر حصہ کرہ ہوائی میں موجود اوزون کی تہہ میں جذب ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کے اوزون کی تباہی کرہ ارض پر حیات کو خطرات سے دوچار کرتی ہے اگرچہ نسبتاً زیادہ طول موج کی الٹراوائلٹ شعاعیں انسانی جلد میں وٹامن ڈی کو پیدا کرتی ہیں لیکن یہی شعاعیں اگر زیادہ دیر تک پڑتی رہیں تو پھر جلد کے کینسر اور آنکھوں کی بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بھی ہوسکتی ہیں۔۱۶۸؎

اگر انسان Ultraviolet-Vision میں دیکھنے کے لائق ہوجائے گا تو پھر اس کے لئے انرجی کو دیکھنا کچھ مشکل نہ ہوگا لیکن شہد کی مکھی کو اللہ نے یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے کے وہ Ultraviolet-Vision رکھتی ہے۔

۶۔ Microwave-Vision:

Microwave بھی روشنی کی ایک قسم ہے یہ برقی مقناطیسی توانائی ہے جس کا طول موج خلا میں (0.3 to 30) سینٹی میٹر ہو، ایسی توانائی مائیکروویو کہلاتی ہے چنانچہ 1 تا 100 میگا ہرٹز فریکوئنسی کی برقی مقناطیسی لہروں کو مائیکروویوز کہا جاتا ہے زیادہ تر مقاصد کے لے مائیکرو

ویوزان الیکٹرانی آلات کی مدد سے پیدا کی جاتی ہیں جو متعلقہ فریکوئنسی پر برقی مقناطیسی ارتعاش دیتے ہیں ان آلات میں مائیکروویوز ے جھماکے (Pulse)اور مسلسل مائیکروویوز دونوں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

زیادہ طاقت کی مائیکروویوز بالعموم ویکیوم ٹیوبز پر مشتمل جنریٹرز سے پیدا کی جاتی ہے ان کی طاقت ہزاروں کلوواٹ ہوسکتی ہے جبکہ سالڈسٹیٹ آلات کی طاقت بالعموم چندواٹس تک محدود رہتی ہے۔خلا میں مائیکروویوز بصری موجوں کی طرح خط مستقیم میں سفر کرتی ہیں البتہ سطح ارض کے نزدیک کرہ ہوائی کا Refractive index زیادہ ہے۔

مائیکروویوز کو راڈار، الیکٹرانی ابلاغ، ریڈیومیٹری، طب، طبعیات، کیمیا اور کھانے پکانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہےائیکروویوز میں اپنے سے بڑے طول موج کی دیگر شعاعوں کے مقابلے میں 100 گنا زیادہ فریکوئنسی کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

مائیکروویوز جسمانی بافتوں کے درجہ حرارت کی پیمائش (Thermography)،مختلف جسمانی عوارض کی تشخیص میں مدد دیتی ہے اسے کینسر جیسے بعض امراض میں بھی استعمال کیا جاتا ہے تاہم جلد کے نیچے موجود بافتوں کی ساخت اور حالت کا مطالعہ کرنے کے لئے مائیکروویوامیجنگ (Microwave imaging) استعمال ہوتی ہے۔۱۶۹؎

۷۔Radio Wave-Vision:

Radio Waves بھی روشنی کی ایک قسم ہے اس کو ریڈیائی لہریں بھی کہا جاتا ہے یہ لہریں برقی مقناطیسی طیف کا ایک حصہ ہیں ان کی فریکوئنسی مائیکروویو سے بھی کم ہوتی ہیں ریڈیائی لہروں کا طول موج ۳۰ سینٹی میٹر سے لے کر ہزارروں میٹر تک ہوسکتا ہے یوں ان لہروں کی فریکوئنسی ایک گیگا ہرٹز سے لے کر تین ہرٹز تک ہوسکتی ہیں ان موجوں پر مشتمل کمیونیکیشن سگنل، ہوا میں ط مستقیم پر سفر کرتے ہوئے بادلوں اور آئنوسفیئر ز سے منعکس ہوتے ہیں تاہم انھیں خلا میں موجود سیٹلائیٹ کی مدد سے (Relay) بھی کیا جاتا ہے ریڈیولہروں و ٹیلی وژن،

شارٹ ویو ریڈیو، ائیر ٹریفک کنٹرول، فون ٹیکنالوجی حتیٰ کے کھلونوں کے ریموٹ کنٹرول میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔۱۷۰

تمام اشیاء کائنات کو اگر ایک میٹر کے اندر سمو دیا جائے تو انسانی آنکھ صرف ۳۰۰ نینومیٹر کے اندر موجود چیزوں کو ہی دیکھ پائے گی جس کا آسان مطلب یہ ہے کے ہم کائنات کا صرف 0.0000003% فیصد حصہ ہی دیکھنے کے قابل ہوں گے تاہم انسانی آنکھ کو دکھائی دینے والی روشنی Visible Light کہلاتی ہے جبکہ یہ الٹراوائلیٹ اور انفراریڈ کے درمیان پایا جانے والا بہت چھوٹا حصہ ہے۔

ہماری کائنات اور دنیا میں اللہ کی پیدا کردہ کئی مخلوقات کا Visual-Spectrum انسانی Visual- Spectrum سے بہت مختلف ہے دنیا میں سب سے زیادہ رنگ مینٹس شرمپ کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں تاہم الورات کے گھپ اندھیرے میں بھی رنگوں کو اسی طرح سے دیکھ سکتا ہے جس طرح سے انسان کسی بھی رنگ کو دن میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

امریکن کک نامی ایک پرندہ ایک ہی وقت میں ۱۸۰ ڈگری کا منظر بھی دیکھ سکتا ہے۔

گھریلو بکری ۳۲۰ ڈگری تک کا ویو باآسانی دیکھ لیتی ہے۔

گرگٹ ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں میں دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

افریقہ میں پایا جانے والا Prongs نامی ہرن ایک صاف رات میں سیاروں کے گرد موجود دائروں کو بخوبی دیکھ سکتا ہے تاہم انسانی کی حس بصارت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہے۔

تخلیق روشنی کے تانے بانے پر قائم ہے:

تخلیقی پروسس کے مطابق ہر فرد روشنی کے جال پر نقش ہے یہ جال مفرد اور مرکب لہروں سے بنا ہوا ہے ہر انسان میں مرکب لہروں کے ساتھ مفرد لہریں بھی موجود ہوتی ہیں۔

اسمائے الٰہی کے علوم کے تحت مفرد لہروں کو کہیں بھی عارضی طور پر ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب لوہے کی زرہیں اور دیگر اشیاء بناتے تھے تو مفرد لہروں یعنی لیزر شعاعوں کو ہاتھوں میں سے گزار لیتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں لوہا مولڈ ہوجاتا تھا اور وہ لوہے کو حسب منشاء موڑ لیتے تھے اور اپنی انگلیوں میں لیزر شعاعیں جمع کر کے سامان حرب تیار کرلیا کرتے تھے ترکی کے میوزیم میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کی ایک لوہے کی بڑی ہنڈیا رکھی ہے جو اس طرح بنائی گئی ہے جیسے کمہار ہاتھ سے مٹی کی ہنڈیا بناتے ہیں۔

کائنات کی ساخت دو رخوں پر کی گئی ہے کائنات میں بے شمار مخلوقات ہیں ان مخلوقات میں قابل تذکرہ مخلوقات انسان فرشتے اور جنات ہیں یہ تینوں مخلوقات ہماری زمین کی طرح تمام عالمین اور ہر زمین پر موجود ہیں ہماری زمین پر بے شمار گیسیز بھی ہیں ان گیسیز کو روشنیاں فیڈ کرتی ہیں روشنی لہروں کی صورت میں سفر کرتی ہیں فرشتوں اور جنات کی تخلیق میں مفرد لہریں اور انسان کی تخلیق میں مرکب لہریں کام کرتی ہیں۔

مفرد لہر اور مرکب لہر:

ایک لہر یا یا حرکت مفرد جنات کی دنیا ہے جبکہ دوہری لہر یا حرکت مرکب انسان کی دنیا ہے۔ مفرد لہر یا نسمہ مفرد کا جسم مادی آنکھ سے نظر نہیں آتا ہے البتہ مرکب لہر سے بنا ہوا مادی جسم نظر آتا ہے مفرد لہر ہر شے میں سے گزر جاتی ہے۔ اگر انسان کے اوپر مفرد لہر کا غلبہ ہوجائے تو وہ ٹھوس دیوار میں سے گزر جاتا ہے آسمانوں میں پرواز کرتا ہے کسی شے کی ماہیت قلب کرسکتا ہے فرشتوں کے لئے ہماری ٹھوس دنیا کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے وہ ہوا کی طرح موٹی سے موٹی دیوار میں سے گزر جاتے ہیں اسی طرح سے جنات بھی مادے کے ٹھوس پن سے متاثر نہیں ہوتے جب لوہے کو بھٹی میں ڈال دیتے ہیں تو بھٹی میں آگ کی تیز تپش ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ لوہے کے نسمہ مرکب کو نسمہ مفرد سے مغلوب کردیتی ہے نسمہ مرکب مغلوب ہونے سے چونکہ نسمہ مفرد غالب ہوجاتا ہے اس لئے لوہا نرم ہوجاتا ہے۔

ناصرف انسان کی بصارت کمزور ہے بلکہ اس کی سماعت بھی دیگر مخلوقات کے مقابلے میں کہیں

زیادہ کمزور ہے یہی وجہ ہے کے جو لوگ جنات سے کسی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کے انھوں نے جنات کو سرگوشیاں کرتے سنا کیونکہ جنات کی ایک سرگوشی کی فریکوئنسی تقریباً ۱۵۰ ہرٹز ہوتی ہے جبکہ یہی وہ فریکوئنسی ہے جس میں انسان کا اپنے ذہن پر کنٹرول ختم ہونا شروع ہوجاتا ہے اس کی واضح مثال ASMR تھراپی ہے جس میں ۱۰۰ ہرٹز کی سرگوشیوں سے انسانی ذہن کو relax کیا جاتا ہے۔

جنات کے نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کے انسانی بصارت میں اتنی طاقت نہیں یہی وجہ ہے کے قرآن یہ کہتا ہے! وہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔

اجنہ۔ کی جمع جنین ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ۔ ۱۷۱؎

ترجمہ۔ جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین تھے۔

المجن۔ اس ہتھیار کو بھی کہتے ہیں جس سے انسان اپنا دفاع کرے تاہم ہر پردے اور آڑ کو بھی المجن کہا جاتا ہے۔

المجنہ۔ اس ڈھال کو کہتے ہیں جو جنگ میں استعمال کی جاتی ہے۔ ۱۷۲؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔ ۱۷۳؎

ترجمہ۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

الصوم جنۃ۔ سے مراد روزہ ڈھال ہے۔ ۱۷۴؎

اسی طرح سے جنت سے مراد ہر وہ باغ ہے جس میں گھنے درخت ہوں جو زمین کو چھپالیں لہٰذا آخرت کی جنت کو جنت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زمین کے باغات سے مشابہہ ہیں یا اس

وجہ سے کے اس میں موجود نعمتیں انسانی ادراک سے ماوراء ہیں ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۔ ۱۷۵؎

ترجمہ۔کوئی شخص نہیں جانتا ہے کے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا چیز چھپائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا، اللہ تعالی نے جنت کا لفظ فرمایا ہے جو جمع کا صیغہ ہے کیونکہ جنت سات ہیں ۔

۱۔ جنت الفردوس ۔ ۲۔ جنت عدن ۔ ۳۔ جنت النعیم ۔ ۴۔ جنت الماوی ۔ ۵۔ دار السلام ۔

۶۔ دار الخلد۔ ۷۔ اور علین ۔

عربوں میں مجنون سے مراد یہی سمجھا جاتا تھا کے اس پر کسی آسیب یا جنات کا اثر ہو گیا ہے کیونکہ دور توہم پرستی میں وہ تمام پراسرار قوتیں جو انسانی نگاہ اور عقل سے پوشیدہ اور ماوراء تصور کی جاتی تھیں ان کی یا تو عبادت شروع کردی جاتی یا پھر انسان ان سے خوفزدہ ہو کر انھیں دیوی یا دیوتا بنا لیتا لہٰذا اس دور میں تمام پوشیدہ اقسام کی قوتوں کو جن کہا جاتا تھا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْن ۔ ۱۷۶؎

ترجمہ۔ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا تو انھوں نے اس کے متعلق یہی کہا کے یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

عربوں کے یہاں فرشتوں کو بھی جن کہا جاتا اور ان کی عبادت بھی جاتی تھی ۔

علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کے الجن کا استعمال دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ ۱۷۷؎

۱۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہوں لہٰذا اسی اعتبار سے جن کو بھی فرشتہ سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ان تمام مخفی قوتوں (روحانین) کے لئے جو نیک ہیں اس لئے وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور جو

سرکش ہیں وہ شیاطین کہلاتے ہیں اور چونکہ جنات میں بھی انسانوں کی طرح نیک اور بد دونوں ہی طرح کے افراد پائے جاتے ہیں اور یہ مخلوق چونکہ پوشیدہ اور مخفی ہیں لہٰذا اسے جن کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں عرب فرشتوں کی طرح جنات کی بھی عبادات کیا کرتے تھے۔

ارشادات خداوندی ہیں!

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔۱۷۸؎

ترجمہ۔ان لوگوں نے جنات اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ اس نے ان کو پیدا فرمایا ہے، اور اس کے لئے انہوں نے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے تراش رکھے ہیں، وہ ان باتوں سے پاک ہے۔

وَ جَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔۱۷۹؎

ترجمہ۔انھوں نے اللہ اور جنات میں رشتہ ٹھہرایا۔

وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۔۱۸۰؎

ترجمہ۔بے شک بات یہ ہے کہ بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے جو جنات کے مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی تکبر میں زیادہ کیا، بات یہ ہے کہ انہوں نے خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا ہے کہ اللہ کس کو دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۔۱۸۱؎

ترجمہ۔ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں۔

وَ جَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۔۱۸۲؎

ترجمہ۔انہوں نے اللہ کی اور جنات کے درمیان رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں جب عرب کسی سنسان اور ویران وادی سے رات میں گزرتے تو زور زور سے پکار کر اس وادی کے مالک جن کی پناہ طلب کیا کرتے تھے، عربوں کا یہ عقیدہ تھا کے ہر غیر آباد مقام پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کے وہاں پہنچ کر ان سے امان طلب کر لی جائے بصورت دیگر وہ جنات ہمیں ستائیں گے علامہ سید محمد بن محمد زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں! انس کے برخلاف ہیں جن کا واحد جنی ہے۔

اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انسانوں کو پیدا کرنے سے قبل اس دنیا میں جنات رہتے تھے اور فرشتے آسمانوں پر رہتے تھے جبکہ ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور انھیں علیحدہ علیحدہ تسبیحات دی گئی ہیں اور اوپر والے آسمان پر مقیم نیچے والے آسمان کے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ عبادت اذکار اور تسبیحات کا ورود کرتے ہیں ۱۸۳؎

الصحاح میں مذکور ہے کے جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور زمانہ جاہلیت میں فرشتوں کو جنات کہا جاتا تھا کیونکہ فرشتے آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں اور ابلیس کے متعلق یہ کہا گیا کے وہ ملائکہ میں سے جن تھا۔ ۱۸۴؎

زمخشری نے یہ کہا کے جنات اور ملائکہ ایک نوع ہیں لیکن ان میں سے جو خبیث اور سرکش ہو وہ شیطان ہے اور جو پاکیزہ ہو وہ فرشتہ ہے اور صاحب قاموس یہ کہتے ہیں کے جن کی تفسیر ملائکہ سے کرنا مردود ہے کیونکہ ملائکہ نور سے پیدا کئے گئے ہیں نہ کے نار سے جبکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا ہے پھر یہ کے ملائکہ معصوم ہوتے ہیں ان میں مذکر مونث اور تولد وتناسل نہیں ہوتا ہے۔ ۱۸۵؎

امام ابو یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں جمہور کے قول کے مطابق ابلیس فرشتوں میں سے تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابن جریجؒ

ابن المسیبؒ ،قتادہؒ ،امام ابوالحسن اشعریؒ اور امام ابن جریر طبری بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا ابلیس کا نام عزازیل تھا اور یہ معزز فرشتوں میں تھا اس کے چار پر تھے لیکن یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگیا۔۱۸۶؎

قتادہؒ سے روایت ہے ابلیس فرشتوں کی اعلیٰ قسم میں شمار کیا جاتا۔

حضرت سعید بن جبیرؒ نے کہا اللہ نے کچھ ملائکہ کو نار (آگ) سے پیدا کیا جن میں ابلیس بھی تھا جبکہ باقی ملائکہ کو اللہ نے نور سے خلق کیا۔۱۸۷؎

ابن زید، حسن اور قتادہؒ نے کہا ابلیس ابوالجن ہے جس کا نام حارث ہے۔۱۸۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ابلیس کا شمار ان جنوں میں ہوتا ہے جو زمین پر رہتے انھی' فرشتوں نے زمین پر خونریزی ،فساد اور قتال کیا تاہم ابلیس کو کم عمری میں قید کرلیا گیا بعدازاں اس نے فرشتوں کے ساتھ عبادت کی جس وجہ سے اس کو فرشتوں کے ساتھ مخاطب کیا گیا۔اس قول کو امام ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔

جن صحابہ اور ائمہ کا یہ نظریہ ہے کے ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا تو ان کی دلیل یہ ہے کے ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی جبکہ فرشتے اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔۱۸۹؎

ترجمہ: وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس آیت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا کے ابلیس جن تھا۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ۔۱۹۰؎

ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا' وہ جنوں میں سے تھا' سو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

ثعلبی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے ابلیس کا تعلق فرشتوں کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا گیا اللہ نے ان کی تخلیق دھوئیں والی آگ سے کی تاہم فرشتوں کی دوسری قسم کو نور سے پیدا کیا گیا۔

ابلیس کا نام عزازیل تھا جو سریانی زبان کا لفظ ہے جبکہ عربی زبان میں اس کو حارث کہا گیا یہ جنت کے خزائین میں تھا یہی نہیں بلکہ یہ آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار بھی تھا تاہم آسمان اور زمین پر اس کی سلطنت قائم تھی یہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ عالم اور عبادت گزار تھا۔

آسمان سے زمین تک کے معاملات کا یہ محافظ اور منتظم تھا، ان امور کی وجہ سے یہ اپنا شرف اور مرتبہ سب سے زیادہ سمجھتا تھا تاہم اسی زعم، غرور اور تکبر نے اس کو کفر تک پہنچا دیا اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس وجہ سے یہ شیطان رجیم اور راندہ درگاہ قرار پایا۔۱۹۱؎

جمہور مفسرین کا یہ ماننا ہے کے ابلیس ملائکہ میں سے تھا اور اس کی دلیل میں وہ قرآن کریم کی اس آیت کو بطور حوالہ پیش کرتے ہیں!

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ۔۱۹۲؎

ترجمہ۔جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم، سوانہوں نے سجدہ کرلیا، لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔

امام ابن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ)، علامہ قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)، امام رازی (متوفی ۷۲۳ھ)، قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) علامہ ابوالحیان اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) اور علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی تحقیق کے مطابق ابلیس ملائکہ میں سے تھا۔۱۹۳؎

دوسری جانب علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)، علامہ نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) علامہ زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) اور دیگر مفسرین و متکلمین کی تحقیق یہ ہے کے ابلیس جن تھا اور وہ قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں جبکہ علامہ تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کے ابلیس کا تعلق نوع اجنہ سے تھا پھر اس نے اپنے رب

کے حکم کی نافرمانی کی لیکن چونکہ وہ فرشتوں کی طرح عبادت گزار تھا اور ان کے درمیان چھپا رہتا اس لیے اس کو بھی فرشتوں میں ہی شمار کرتے ہوئے سجدہ کا حکم دیا گیا۔ ۱۹۴؎

ابلیس کے جن ہونے پر حسب ذیل دلائل قرآن کریم سے پیش کئے گئے:

كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ ۱۹۵؎

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم آدم کو سجدہ کر، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنات میں سے تھا، پس اس نے اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کی۔

فرشتوں کی نسل نہیں چلتی اور ابلیس کی نسل ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ۔ ۱۹۶؎

ترجمہ۔ کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہیں؟

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ۔ ۱۹۷؎

ترجمہ۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے جبکہ ابلیس اللہ کا نافرمان ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ۱۹۸؎

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کے اللہ نے شیطان کو نار سے پیدا کیا ہے۔

جو علماء ابلیس کو فرشتہ قرار دیتے ہیں وہ ان تین آیات اور اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں تاہم جو ابلیس کو جن قرار دیتے ہیں،

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ۔ ۱۹۹؎

میں تاویل کرتے ہیں یا اس استثناء کو منقطع قرار دیتے ہیں اور زیادہ آیتوں میں تاویل کرنے کی بہ نسبت ایک آیت میں تاویل کرنا اولیٰ ہے۔ امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم اوسط

میں حضرت عمرؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے کے ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام رو رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا اے جبرائیل اللہ نے تمہیں اتنا بڑا مقام دیا ہے، اور پھر بھی تم رو رہے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کیوں نہ روؤں، میں رونے کا زیادہ حقدار ہوں ہوسکتا ہے اللہ کے علم میں میرا یہ مقام نہ ہو جس پر میں فائز ہوں اور ہوسکتا ہے کے مجھے اس طرح آزمائش میں ڈالا گیا ہو جس طرح ابلیس کو آزمائش میں ڈالا گیا تھا بیشک وہ بھی فرشتوں میں سے تھا۔۲۰۰؎

امام ابن جریر طبرنی (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور کئی صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کے ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور اس پر لعنت کی گئی۔۲۰۱؎

جنات کی شکل وصورت:

جنات کے جسمانی خدوخال اور شکل وصورت بھی ہوتی ہیں جیسے ان کا چہرہ بیضوی اور سر کشکول کی مانند ہوتا ہے، ان کی آنکھیں بادام کی طرح جبکہ آنکھ کی پتلی میں گہرے رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ان کی ناک ستواں ہوتی ہے لیکن ناک کی نوک غائب ہوتی ہے، جنات کا قد متوازن ہوتا ہے ان کے اندر چونکہ مفرد لہریں کام کرتی ہیں لہٰذا ان کے جسمانی نظام میں اکہری برقی رو دور کرتی ہے جنات کے حواس محدودیت میں لامحدود ہوتے ہیں اور یہ ایک گھنٹے میں ستائیس میل چل سکتے ہیں تمام قوم اجنہ روشنی کے خول میں بند ہوتے ہیں ان کی اشتہاء میں فاسفورس کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔۲۰۲؎

ابوالجن طارہ نوس:

حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں، اولین انسان اور تمام انسانوں کے باپ ہیں بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ کے پہلے فرد کا نام ابوالجن طارہ نوس ہیں، قوم اجنہ میں بھی توالد وتناسل کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے یہاں بھی مرد اور عورتیں پائی جاتی ہیں۔۲۰۳؎

ہماری زمین ابتدا میں چونکہ آگ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی مانند تھی لہٰذا اس دور میں یہاں جنات آباد تھے کیونکہ جنات کو اللہ تعالی نے آگ سے تخلیق فرمایا ہے اور ان کی جسمانی ساخت اور صلاحیت ایسی ہے جو کے اس گرم ترین ماحول کی حرارت کو با آسانی برداشت کرتی تھی۔ ۱۷۰۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔ ۲۰۴۔

ترجمہ۔ ہم نے اس سے پہلے جنات کو دھوئیں والی آگ سے پیدا کیا۔

سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں ! جنات اجسام عاقلہ ہیں جن پر ناریت غالب ہے اور اس کی دلیل میں ارشاد خداوندی ہے !

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ ۲۰۵۔

ترجمہ۔ جنات کو خالص آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری (متوفی ۱۱۷ھ) لکھتے ہیں ! جان کی ایک قسم ہے اس کو الجن اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسانی آنکھوں سے مخفی ہوتی ہے۔

الْجَآنَّ، سے مراد جنوں کا باپ جس کو اللہ تعالی نے آگ سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی نسل اور ذریت کو آگے بڑھایا یہ زمین میں ہزاروں سالوں سے آباد تھے لیکن جب انھوں نے زمین پر فساد اور خونریزی کی تو پھر اللہ تعالی نے زمین پر فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے زمین کو صاف کیا۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں ،آیت مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز شعلہ جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب آگ جلائی جاتی ہے۔ ۲۰۶۔

اللہ تعالی نے جب فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کی پیدائش کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے حضرت آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا کے یہ زمین پر خونریزی کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے تمام جنات الجان کی اولادیں ہیں وہ شیاطین نہیں

ہیں ان میں مومنین اور کافرین بھی ہیں انھیں بھی موت آتی ہے اور وہ اپنے اعمال کی بنیاد میں داخل جنت اور جہنم بھی ہوں گے آپ نے مزید کہا کے تمام شیاطین ابلیس کی اولا دیں ہیں جنھیں ابلیس کے ساتھ ہی موت آئے گی۔۲۰۷؎

جنات کا ایمان:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں! میرے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے لیکن اللہ نے میری اعانت فرتے ہوئے اسے مسلمان کر دیا اور وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی اور مشورہ نہیں دیتا۔۲۰۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت جس طرح سے دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے بالکل اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے دائرے میں قوم اجنہ بھی آتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا۔۲۰۹؎

ترجمہ۔ائے جنات اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھاری جنس میں سے تمھارے پاس رسول نہیں آئے؟ کے تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے اور تمھیں اس دن کے آنے سے پہلے تمھیں ڈراتے۔

جنات کے لئے رسولوں کے ذکر کی توجیہات:

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُل۔۲۱۰؎

ترجمہ۔اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے؟

اس آیت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کے جنات سے بھی رسول مبعوث ہوتے رہے حالانکہ اس

پر اتفاق ہے کے رسول صرف انسانوں سے مبعوث کئے گئے ہیں ۔

اس اعتراض کے حسب ذیل جوابات ہیں :

ا۔ جنات کے رسول سے رسول کا اصطلاحی اور معروف معنی مراد نہیں ہے یعنی وہ انسان جس کو اللہ نے احکام تبلیغ کے لئے لوگوں کے پاس بھیجا ہو اور اس پر وحی اور کتاب کا نزول ہو بلکہ یہاں رسول کے لغوی معنی مراد ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا جنات کے رسول وہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی سن کر اپنی قوم کو پہنچائی یعنی مبلغ ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۔۲۱۱

ترجمہ۔آپ فرما دیجیے کہ میرے پاس یہ وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لیے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۔۔۲۱۲

ترجمہ۔ جو ہدایت کا راستہ بتا تا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

۲۔ مجاھد نے کہا انسانوں کی طرف رسولوں کو مبعوث کیا گیا ہے اور جنات کی طرف منذرین کو اور اس آیت میں جنات کے رسول سے مراد منذرین ہیں یعنی ڈرانے والے۔

۳۔ کلبی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے انسانوں اور جنات دونوں کی طرف رسول بھیجے جاتے تھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی ۔

۱۔ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا۔
۲۔تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور طہارت کا آلہ بنا دی گئی، پس میرا امتی جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔
۳۔میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں
۴۔مجھے شفاعت دی گئی۔
۵۔پہلے صرف نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ ۲۱۳؎

۴۔حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا، پہلے صرف انسانوں کی طرف رسول مبعوث ہوتے تھے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کے بھی رسول ہیں اور جنات کے بھی رسول ہیں اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۲۱۴؎

جنات کو اللہ نے شعلوں والی آگ سے پیدا فرمایا ہے اور انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا تاہم دونوں کی خلقت الگ الگ ہے اور ان میں مومنین اور کافرین دونوں ہی ہوتے ہیں لیکن ابلیس ان دونوں کا ہی دشمن ہے وہ کافرین سے دوستی جبکہ مومنین سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔۲۱۵؎

ترجمہ۔جنات کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۔۲۱۶؎

ترجمہ۔ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف، ہم کئی مسالک میں متفرق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ نصیبن کے رہنے والے انیس جنات تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان

کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جنات دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھیرے گئے اور وہ نصیبین کے اشراف اور سردار جنات تھے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔۲۱۷؎

ترجمہ۔جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے،سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم! بیشک ہم نے ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے نازل کی گئی ہے وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دینے والی ہے،اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا جس کو حجون کہا جاتا ہے۔۲۱۸؎

علقمہ کہتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ میں سے کوئی شخص اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جنات سے ہوئی؟ تو انھوں نے کہا کے ہم میں سے کوئی بھی اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود نہ تھا لیکن ایک رات ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گم پایا اور ہم کو یہی خیال آیا کے کسی دشمن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکا

دیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا ہے ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار حرا کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی پریشانی بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا تھا میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا یہ کہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بھی اس مقام پر لے کر گئے وہاں ہم نے ان کے اور آگ کے نشانات دیکھے۔

شعبی نے بیان کیا کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناشتہ طلب کیا تھا عامر نے کہا یہ ایک جزیرے کے جن تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمھارے ہاتھوں میں آئے گی تو وہ گوشت سے بھر جائے گی اور اسی طرح گوبر تمھارے جانوروں کا چارہ بنے گا پس اے مسلمانو ان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو کیونکہ یہ تمھارے جنات بھائی کی اور ان کے جانوروں کی خوارک ہیں۔ ۲۱۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے کئی وفود آتے تھے۔ ۲۲۰؎

امام ابن اسحاق نے ذکر کیا کے سورہ جن اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کی طرف گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ثقیف سے تبلیغ اسلام پر مدد طلب کی اور یہ واقعہ بھی بعثت کے ابتدائی دس سالوں کا ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم صحابہ کرام سے پوچھا! آج رات تم میں سے کون میرے ساتھ جنات کی ملاقات کے لئے چلے گا؟ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا پھر مکہ کے بالائی حصے میں ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ ایک لکیر کھینچ کر مجھ سے فرمایا کے تم اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن کریم شروع کر دی، میں

نے دیکھا کے بہت سے اشخاص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا اور وہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حائل تھے۔۲۲۱؎

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں! حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات کو دیکھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں یہ حکم دیا کے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے قرآن کریم پڑھ سکیں پھر جنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے حتیٰ کے شعب ابن ابی دب کے ساتھ مقام الحجون کے نزدیک پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچ کر فرمایا کے اس لکیر سے آگے نہ بڑھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحجون کی طرف گئے تو جنات بہت بڑے اجسام میں آپ کی جانب بڑھے وہ اس طرح سے دف بجا رہے تھے جس طرح سے عورتیں دف بجایا کرتی ہیں حتیٰ کے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھانپ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کے کئی عرصے کے بعد جب میں کوفہ گیا تو میں نے وہاں جاٹوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو کے الحجون کے مقام پر موجود جنات کے گروہ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے۔۲۲۲؎

دوسری روایت یہ ہے کے جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا! میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں پھر انھوں نے کہا! اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی کون دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ درخت پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کو اپنے قریب بلایا درخت جڑوں کے ساتھ چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا کے تم میرے لئے کس چیز کی گواہی دیتے ہو درخت نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت سے کہا! جاؤ اپنی جگہ لوٹ جاؤ یہ سن کر درخت اپنی جگہ پر لوٹ گیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس آ کر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا! یہ جنات میرے پاس قرآن کریم کو سننے کے لئے آئے تھے اور اب یہ اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے واپس گئے ہیں انھوں نے مجھ سے اپنی خوارک کے بارے میں پوچھا تو میں نے ان سے یہ کہا! میں نے انھیں ہڈیوں اور مینگنیوں میں ان کی خوارک کی طرف نشاندہی کی پس تم میں سے کوئی ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرے۔ ۲۲۳؎

مومن اور مشرک جنات:

جس طرح سے دنیا میں عقائد کے اعتبار سے دو ہی طرح کے انسان پائے جاتے ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے۔ ۲۔ اللہ کا انکار یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

بالکل اسی طرح سے قوم اجنہ میں بھی عقائد کے اعتبار سے دو طرح کے جنات پائے جاتے ہیں

۱۔ اللہ پر ایمان لانے والے جنات۔

۲۔ اللہ کا انکار کرنے والے یا اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنا اور ان پر ایمان لاتے ہوئے کفر اور شرک سے توبہ کی لہٰذا جنات احکامات شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قوم اجنہ میں بھی مومن اور مشرک جنات پائے جاتے ہیں وہ بھی انسانوں کی طرح روزہ، نماز اور حج وزکوۃ کی ادائے گی کرتے ہیں۔ ۲۲۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ ۲۲۵؎

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

الطبرانی فی مسند الشامیین والحاکم فی التاریخ والبیہقی فی شعب الایمان والدیلمی ابودرداءؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے میرا اور جن وانس کا فیصلہ بھی عجیب ہے میں پیدا کرتا ہوں اور وہ میرے سوا غیر کی عبادت کرتے ہیں، میں رزق دیتا

ہوں اور وہ میرے سوا غیر کا شکر ادا کرتے ہیں۔۲۲۶؂

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔۲۲۷؂

ترجمہ۔روز (قیامت) انسانوں اور جنات سے ان کے گناہ کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ۔۲۲۸؂

ترجمہ۔اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن مقرر کردیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں، سو چھوڑ دیجئے ان کو اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔۲۲۹؂

ترجمہ۔میں پناہ مانگتا ہوں وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جو جنات اور انسانوں میں سے ہیں ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔۲۳۰؂

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے کئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے۔

اس آیت کا مطلب ہے کے جن اور انس میں سے ہر فرد کو اس کے اعمال کی پوری جزا یا سزا ملے گی تاہم مومن جن بھی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کے انسانوں کی طرح جنات بھی جو اللہ کے

اطاعت گزار تھے وہ داخل جنت کئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کے کل ملائکہ جنت میں اور کل شیاطین دوزخ میں ہوں گے اور جنت اور دوزخ میں ودنوں انسان اور جنات ہوں گے۔۲۳۱؎

امام ابوالشیخ عبداللہ بن محمد اصفہانی (متوفی ۳۹۶ھ) روایت کرتے ہیں! ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، مخلوقات کی چار اقسام ہیں۔

۱۔کل فرشتے جنت میں جائیں گے۔

۲۔کل شیاطین دوزخ میں جائیں گے۔

۳۔مومن انس اور جن جنت میں جائیں گے۔

۴۔گناہ گار انس وجن دوزخ میں جائیں گے۔۲۳۲؎

ضحاک نے مزید کہا، جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہ وہاں کھائیں اور پیں گے۔۲۳۳؎

ارطاۃ بن المنذر نے ضمرۃ بن حبیب سے پوچھا، کیا جنات جنت میں داخل ہوں گے؟ تو انھوں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن کریم کا حوالہ پیش کیا۔

فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔۲۳۴؎

ترجمہ۔ان باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو نیچی نگاہ رکھنے والی ہوں گی ان کو ان لوگوں سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے استعمال نہ کیا ہوگا۔

انھوں نے مزید کہا کے جنات کے لئے جنت میں جنیات اور انسانوں کے لئے جنت میں انسیات ہیں۔۲۳۵؎

ابن جریرؒ وابن المنذرؒ وابوالشیخ نے العظمہ میں ارطاۃ بن منذرؒ سے روایت کیا، جب ہم نے ضمرہ بن حبیبؒ کے پاس یہ ذکر کیا کے جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی آیت۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ کے جنات کے لئے جنی عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے انسانی عورتیں ہوں گی۔۲۳۶؎

سعید بن منصورؒ وابن المنذرؒ نے شعبیؒ سے آیت لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ کے بارے میں روایت کیا کے وہ دنیا والوں کی عورتوں میں سے ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اس طرح پیدا فرمائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا۔ترجمہ۔بے شک ہم نے انہیں ایک عجیب انداز سے پیدا کی پس ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا) جن وانس میں سے کسی نے ان کو چھوا تک نہیں جب سے وہ دوسری بار پیدا کی گئیں۔آیت۔اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ

ترجمہ۔ان سے پہلے نہ کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔۲۳۷؎

حسنؒ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک ضَعیف عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کے وہ مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں کوئی ضعیف عورت داخل نہ ہوگی، یہ سن کر وہ ضعیف خاتون روتے ہوئے واپس لوٹ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس کو بتادو کے تو بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔آیت اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا۔ترجمہ۔ہم نے ان عورتوں کو عجیب انداز سے پیدا کیا اور ان کو کنواریاں بنادیا۔ ۲۳۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،آیت اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا سے مراد، ہم ان کو پہلی پیدائش کے علاوہ دوسری پیدائش میں پیدا فرمائیں گے۔۲۳۹؎

اس آیت کی تفسیر میں ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں! دنیا کی مومن خواتین جب داخل جنت کی جائیں گی تو وہ اس وقت نوجوان اور کنواری خوبصورت شکل وصورت کی ہوں گی اور وہ جس

شخص کے بھی نکاح میں لائی جائیں گی اس مرد سے پہلے ان پر کسی دوسرے مرد یا جن نے تصرف نہیں کیا ہوگا پھر یہاں اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کے جنت میں نیک انسانوں کی طرح نیک جنات بھی داخل کئے جائیں گے اور جنی خواتین بھی نئے سرے سے کنواری پیدا کی جائیں گی جن کو اس جن سے پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا یعنی دونوں انسان اور جنات کی رفاقت کے لئے انھی کی جنس سے وہاں ان کے ہم جنس موجود ہوں گے جو سب کی سب نہایت حیاء دار اور اچھوتی ہوں گی۔۲۴۰؎

معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کے اس واقعہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنات کے پے در پے وفود آنا شروع ہو گئے جن کا تعلق مختلف قبائل اور علاقوں سے تھا اور مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کے ان کی تعداد اندازاً چھ کے قریب تھی۔اسی حوالے سے حضرت بلال بن حارث فرماتے ہیں،ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے پھر ہم نے ایک جگہ پڑاوٗ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے کچھ دور تشریف لے گئے تھوری ہی دیر گزری تھی کے میں شور کی آواز سنی ایسی آواز جیسے کچھ لوگ لڑ رہے ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شور کیسا ہے؟ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن اور مشرک جنات آپس میں مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے تو میں نے مومن جنات کو بستیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر رہنے کے لئے کہا جبکہ مشرک جنات کو وادیوں اور جزیروں میں رہنے کے لئے حکم دیا۔۲۴۱؎

جنات اور انسانوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔۲۴۲؎

ترجمہ۔اے جنات اور انسانوں کے گروہو! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو تو آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاوٗ لیکن تم جہاں بھی جاوٗ گے اس کی سلطنت ہے سو تم دونوں اپنے رب کی

کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

عبدالرزاقؒ عبد بن حمیدؒ وابن جریرؒ نے قتادہؓ سے روایت کیا ہے کے آیت ''فلا تنتصرن'' سے مراد جن اور انس ہیں۔ ۲۴۳؎

وَاِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَيۡكَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡهُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡاۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوۡا اِلٰى قَوۡمِهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ۔ ۲۴۴؎

ترجمہ۔ جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر چلے گئے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيۡنَ الۡاِنۡسِ وَالۡجِن۔ ۲۴۵؎

ترجمہ۔ ہم نے انسانوں اور جنات میں سے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡس۔ ۲۴۶؎

ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا ہے بہت سے جنات اور انسان کو جہنم کے لئے۔

جنات اکثر سانپوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدینے میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم نے ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو ان کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو ماردو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ۲۴۷؎

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر البدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۲۴۸؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! گھروں میں جنات سانپوں کی شکل میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل

جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کردو کیونکہ وہ کافر ہے۔۲۴۹؎

ضحاک کے مطابق جن الجان کی اولادیں ہیں اور یہ شیطان نہیں ہیں ان پر بھی موت وارد ہوتی ہے، ان میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر بھی ہوتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لاچکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو ماردو کیونکہ وہ شیطان ہے۔۲۵۰؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان گھروں میں جنات سانپوں کی صورت میں رہتے ہیں اگر تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دفعہ ڈراؤ اگر وہ نکل جائے تو فبہاء ورنہ اس کو قتل کردو، وہ کافر ہے۔۲۵۱؎

جنات کے فرقے:

انسانوں کی طرح جنات کے بھی کئی فرقے ہیں ان کی بھی تہذیب وتمدن، قبائل، علاقے، شہر اور وادیاں ہیں جہاں مختلف فرقے سے تعلق رکھنے والے جنات اپنے خاندانوں کے ساتھ آباد ہیں جنات بھی مختلف زبانیں بولتے ہیں اور ان کی بھی رسم ورواج، عادات، رنگ ونسل، گروہ اور طبقات ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خدوندی ہے!

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا۔۲۵۲؎

ترجمہ۔بے شک ان میں سے (جنات) چند نیک اور کچھ برے ہیں اور باہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس آیت میں لفظ 'قددا' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو قدۃ کی جمع ہے اس کے معنی چمڑے کے ٹکڑے اور قدد کے معنی متعدد فرقوں کے بھی ہے یعنی ثابت یہ ہوا کے جس طرح سے انسانوں کے مختلف فرقے اور قبائل ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے جنات کے بھی کئی فرقے اور قبائل

ہوتے ہیں جہاں وہ مختلف زبان بولتے ہیں اور ہر قبیلہ مختلف رسم ورواج کا پابند ہوتا ہے۔
خواجہ شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں ! جنات کے بارہ طبقات ہیں اور یہ وہ بارہ طبقات ہیں جو کے ہماری زمین پر آباد ہیں تاہم ہر طبقہ کے جنات کی شکل صورت، عادات واطوار اور رسم ورواج دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ علیحدہ سے پہچانے جاتے ہیں وہ مزید لکھتے ہیں کے ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی میں بھی جنات کے کئی طبقات آباد ہیں اگرچہ یہ ایک سنسان اور غیر آباد علاقہ ہے اور اگر کوئی مسافر بھولے بھٹکے اس طرف نکل جاتا تو اس کو شریر جنات تنگ کیا کرتے۔ ۲۵۳؎

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں ! انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف عقائد اور نظریات کے حاملین ہوتے ہیں جن میں مرجئیہ، قدریہ، روافض، اور خوارج شامل ہیں۔

ضحاک نے کہا ان میں مومن اور متقی بھی ہیں اور مومن و فاسق بھی ہیں۔

ابوالشیخ نے العظمہ میں سدیؒ سے روایت کیا کہ آیت کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا۔ سے مراد جنات کے مختلف فرقے ہیں، جو تمہاری طرح ہیں، یعنی ان میں بھی قدریہ مرجۂ روافضہ اور شیعہ ہیں۔ ۲۵۴؎

المسیب نے کہا ان میں یہود ونصاریٰ، مجوس اور مسلمان بھی ہیں اور ان میں وہ جنات بھی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور وہ بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ ۲۵۵؎

اسی حوالے سے ارشادات خداندی ہیں !

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۔۲۵۶؎

ترجمہ۔(جنات نے کہا) بے شک ہم میں سے چند اطاعت گزار ہیں اور کچھ سرکش ہیں سو

جنھوں نے اطاعت کی انھوں نے ہدایت کا راستہ تلاش کرلیا اور رہے سرکش تو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

عبد بن حمید نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے کے آیت وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ سے مراد ظلم کرنے والے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے!وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۔

ترجمہ۔اگر وہ راستہ پر قائم ہوجاتے تو ہم انہیں فراغت پانے سے سیراب کرتے۔

یعنی اگر سب ایمان لے آتے۔لَاَسْقَيْنٰهُمْ ہم ان کو سیراب کرتے یعنی ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت کردیتے۔۲۵۷؎

عبد بن حمید نے حسنؒ سے آیت وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا کے بارے میں روایت کیا کہ وہ اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا،تو اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں کثرت پیدا فرمادیں گے یہاں تک کے وہ غنی ہوجائیں گے،پھر حسنؒ فرماتے ہیں! اللہ کی قسم محمد ﷺ کے اصحاب اللہ کے اطاعت گزار تھے تو اللہ نے ان پر قیصر وکسریٰ کے خزانے کھول دیئے گئے۔۲۵۸؎

عبد بن حمید نے ربیع بن انسؒ سے روایت کیا ہے!مَّآءً غَدَقًا سے مراد آسودہ زندگی ہے۔۲۵۹؎

جنات اور انسانوں سے متعلق اللہ کے علم میں یہ بات تھی کے وہ کفر کریں گے اور اللہ کے سوا دوسروں کو عبادت کا مستحق ٹھہرائیں گے لہٰذا ایسے سرکشوں کو روز قیامت جہنم میں گھسیٹا جائے گا اللہ تعالی نے اپنی کل مخلوقات میں سے صرف انسان اور جنات کو ارادہ اور اختیار کے ساتھ پیدا فرمایا ہے یہ دونوں ہی مکلف ہیں چونکہ انھیں عمل کی آزادی حاصل ہے جبکہ بقیہ مخلوقات اللہ کی عبادت تکوینی اور غیر ارادی طور پر کرتی ہیں یا بالفاظ دیگر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کے ان کے جسمانی پروگرام میں اللہ کی اطاعت اور عبادت کو فیڈ کردیا گیا ہے۔

ایک روحانی تمثیل:

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء نے جنات سے متعلق حقائق وانکشاف پر ایک روداد لکھی ہے! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مدرسے میں جس طرح انسانوں کے لڑکے پڑھا کرتے تھے اسی طرح سے جنات کے لڑکے بھی وہاں تعلیم حاصل کیا کرتے لیکن وہ تعداد میں انسانوں کے مقابلے میں کم تھے شاہ صاحب کے مدرسہ میں جنات طالب علموں کو یہ خاص ہدایت تھی کے وہ انسان طالب علموں کو ہرگز بھی ہراساں، تنگ یا خوفزدہ نہیں کریں گے اوران جنات طلباء کی بڑی تعداد ایسی تھی جو ہندوستان کے شہر دہلی کے کالے پہاڑ کی تلہٹی سے تعلق رکھتے تھے یہ جنات بچے مدرسہ میں سبق حاصل کرنے کے علاوہ نماز باجماعت بھی ادا کیا کرتے اس کے ساتھ ہی وہ وضو کے لوٹے بھرتے اور سقاوے میں پانی کے انتظامات بھی کیا کرتے۔ ۲۶۰؎

جنات کی خوراک:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) لکھتے ہیں، امام بیہقی کی روایت ہے! جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوراک کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا! تمھارے لئے ہر ہڈی میں خوراک ہے اس حدیث میں یہ دلیل ہے کے جنات کھاتے ہیں وہ گوشت نہیں کھاتے ہیں بلکہ ہڈی کو شوق سے تناول کرتے ہیں اوران کے لئے ہڈی ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے جیسی انسانوں کے لئے گوشت یہی نہیں بلکہ ہمارے جانوروں کا فضلہ جس میں گوبر، لید اور مینگنی وغیرہ شامل ہے وہ جنات کے جانوروں کے چارے کی حیثیت رکھتے ہیں اوران کے لئے فضلہ سبز گھاس بن جاتی ہے اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حلوائی کی دوکان سے رات گئے جنات مٹھائیاں لے کر جاتے ہیں تاہم جنات کی خوارک کا بڑا حصہ فاسفورک ایسڈ پر بھی مشتمل ہے لہٰذا جنات کی غذا میں کوئلہ بھی شامل ہے۔ ۲۶۱؎

مفرد اور مرکب لہریں:

ہر جسمانی وجود کے اوپر ایک اور جسم بھی پایا جاتا ہے جیسے صوفیاء کے یہاں ہیولیٰ کہا جاتا ہے باطنی نگاہ سے اگر اس ہیولیٰ کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں تمام جسمانی اعضاء اور خدوخال پائے جاتے ہیں جس میں آنکھ، ناک، ہاتھ، پیر اور تمام چہرہ مہرہ شامل ہے اس ہیولیٰ کے اندر روشنی کا ٹھوس پن بھی پایا جاتا ہے تخلیق کا قانون یہ ہے کے سب سے پہلے روشنی سے بنا ہوا جسم تخلیق ہوتا ہے اس کے بعد مادی وجود کی تخلیق عمل میں آتی ہے لیکن ان دونوں میں ہی ٹھوس پن موجود ہوتا ہے۔

مفرد لہریں ایسی حرکات کا مجموعہ ہیں جو ایک سمت سے دوسری سمت میں جاری وساری ہیں اگر ایک سمت سے دوسری سمت سفر کرنے والی یہ مفرد لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں اور اس کے اوپر نقش ونگار بھی بن جائیں تو اس سے بنی ہوئی مخلوق جنات یا عالم جنات کہلائے گی لیکن اگر مرکب لہریں ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں اور ان کے درمیان واقع درمیانی فاصلے بھی قطعاً ختم ہوجائیں اور اس بساط پر نقش ونگار بھی بن جائیں تو یہ انسان اور عالم انسانیت کہلائے گا۔ ۲۶۲ے

انسانی دنیا میں جس طرح سے انسانوں کے علاوہ دیگر کئی مخلوقات پائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے عالم جنات میں بھی ہماری دنیا کی طرح زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے اور دیگر مخلوقات پائی جاتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کے انسان کی تخلیق میں مرکب جبکہ جنات کی تخلیق میں مفرد لہروں کا استعمال ہوا ہے جس طرح سے مرکب لہروں کی تخلیق میں پانچ حسیات کام کرتی ہیں بالکل اسی طرح سے مفرد لہروں کی تخلیق میں بھی پانچ حسیات کام کرتی ہیں جنات ہنستے، بولتے، کھاتے، پیتے، نوکری کرتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں ان کے
یہاں بھی ڈاکٹر، انجینئر اور سائنسدان ہوتے ہیں اور بالکل ہماری دنیا کی طرح ان کے یہاں بھی اسکول، کالجز، یونیورسٹیز، ہاسپٹل اور دیگر ادارے پائے جاتے ہیں۔

جنات کی دنیا ہماری زمین کے گلوب کی حدود میں ہے اور ہماری زمین سے تقریباً دس لاکھ چھپن ہزار فٹ اوپر خلاء میں ہے۔ ۲۶۳؎

لیکن ان کی زمین ہمیں اس لئے نظر نہیں آتی ہے کیونکہ ہماری زمین سے اتنی بلندی پر ایک نہ نظر آنے والی چھت ہے جس کے اوپر وہ رہائش پذیر ہیں جس میں ان کے مکانات، کھیت کھلیان اور فیکٹریز اور کارخانے ہیں لہٰذا نہ وہ انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں اور نہ جنات انسانوں کو دیکھ پاتے ہیں۔

جنات کی عمریں:

انسانی دنیا میں ماں کے بطن سے بچہ نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے جبکہ جنات کی دنیا میں جنی ماں اپنے بچے کو ہماری دنیا کے اعداد وشمار کے مطابق نو سال کے بعد جنم دیتی ہے لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے جنات کی بھی عمریں ہوتی ہیں انسانوں کی طرح جنات بھی مکلف مخلوق ہیں لہٰذا اپنے وقت کے رائج علوم کے علاوہ وہ روحانی علوم بھی سیکھتے ہیں۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ ۲۶۴؎

ترجمہ۔اۓ گروہ جنات اور اۓ گروہ انسان تم زمین اور آسمان کے کناروں سے نکل کر دکھاؤ تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان (روح) کے۔ یہاں سلطان (روح) سے مراد روحانی صلاحیتیں ہیں اگر کوئی انسان یا جن روحانی صلاحیتوں کو سیکھ کر انھیں بیدار اور متحرک کرلے تو وہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا کا مشاہدہ کرسکتا ہے تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا اگر کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرلے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے ہر آسمان ایک شعور ہے اور آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ضروری ہے جب انسان ان سات شعوروں کا ادراک حاصل کرلیتا ہے تو پھر اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی

صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔۲۶۵؎

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کے ایک بوڑھا شخص جو چھڑی کے سہارے چل رہا تھا ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جنات کے لب لہجے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اس کی زبان میں سوال پوچھا کہ تمھارا تعلق جنات کے کس قبیلے سے ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ابلیس کا پڑپوتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نسب پوچھا؟ تو اس نے اپنا تعارف کروایا کے انا حام بن حیم بن لاقیس بن ابلیس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! تم اور تمھارے پردادا کے درمیان صرف دو واسطے ہیں یعنی تمھارا باپ اور دادا؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا کے جی یہی دو واسطے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حام بن حیم سے اس کی عمر پوچھی؟ تو اس نے بتایا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا اور مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ پھر اس نے بتایا کے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تو میں نے وہ منظر بھی دیکھا اور میں نے چاہا کے میں اس آگ کو بجھاؤ، پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو میں ان پر بھی ایمان لا یا اور میں نے ان سے تورات پڑھی اور سیکھی بعدازاں میں حضرت عیسیٰ ابن مریم پر بھی ایمان لا یا اور میں نے ان سے بھی انجیل پڑھی اور سیکھی پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ایک پیغام لا یا ہوں جب میں ان سے ملاقات کے لئے جاتا تھا تو انھوں نے یہ فرمایا تھا کے میرے بعد رسولوں کے سردار آئیں گے تاہم جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں میرا سلام کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کے ان پر بھی سلامتی ہو اور حام بن حیم تم پر بھی سلامتی ہو، پھر حام بن حیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قرآن کریم کی تعلیم فرمائے

چنانچہ روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قرآن کریم کی تعلیم فرمائی اور اس کو دس سورتیں یاد کروائیں جن میں سورہ واقعہ، سورہ عمایتسا لون، سورہ شمس، سورہ الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ الفلق، سورہ الناس وغیرہ۔

پھر صحابہ کرام نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو ہم نے کبھی دوبارہ حام بن حیم کو نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔۲۶۶؎

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے تابع جنات:

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ارشاد خداوندی ہے!

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰي وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔۲۶۷؎

ترجمہ۔ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور ایک کو ہم نے ہدایت دی۔اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور ان کی ذریت سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو۔اور ہم اسی طرح نیک کاروں کو جزا دیتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا پایہ تخت جبرون سے منتقل کیا اور یروشلم کو انھوں نے اپنا دار الخلافہ بنایا حضرت سلیمان علیہ السلام یروشلم میں پیدا ہوئے اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم وحکمت، ہدایت اور نبوت، فہم وفراست، اصابت رائے وقوت فیصلہ اور سلطنت وبادشاہت عطا فرمائی اور انھیں بہترین انتظامی صلاحیتوں سے نوازا آپ کی حکومت مصر سے لے کر فرات تک قائم تھی اور آپ کے دور حکومت کو تاریخ میں تابندہ اور درخشاں دور کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ آپ کے دور حکومت میں آپ کی قوم کو بلندی، سرفرازی، عروج واستحکام اور

جاہ وجلال حاصل ہوا جس کی مثال تاریخ میں محال ہے اللہ تعالی نے آپ کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا اور وہ آپ کے حکم کے مطابق چلا کرتی تھی اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔۲۶۸؎

ترجمہ۔مسخر کر دیا ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو، وہ اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی ہے اور وہ جہاں پہنچنا چاہتا ہے۔

وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ۔۲۶۹؎

ترجمہ۔ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ۔۲۷۰؎

ترجمہ۔ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کیا اس کا صبح چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور اس کا شام کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعض وہ تھے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ۔۲۷۱؎

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ان کے لشکر جمع کیے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کیا ہے کے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین لاکھ کرسیاں رکھی جاتیں، تاہم انسانوں میں سے مومنین آپ کے قریب بیٹھتے، ان کے پیچھے مومنین جنات بیٹھتے، پھر وہ پرندوں کو حکم فرماتے تو وہ ان پر سایہ کرتے، پھر آپ ہوا کو حکم فرماتے تو وہ آپ کو اوپر اٹھا لیتی۔ ۲۷۲؎

وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ مَنۡ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ وَيَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِكَ‌ۚ وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ۔ ۲۷۳؎

ترجمہ۔بعض شیاطین ایسے تھے جو ان کے لئے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔اور ہم حفاظت کرنے والے تھے۔

جیسا کے آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے جنات کو حضرت سلیمان کے تابع کیا تھا جو حضرت سلیمان کے حکم پر بڑی بڑی عمارات تعمیر کیا کرتے تھے راویت میں ہے کے آپ جنات کی مدد سے ہیکل کی تعمیر کروا رہے تھے اور ایک بلند مقام پر ایک شیشے کے کمرے میں لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے ہوکر جنات کی کارگزاری کا جائزہ لے رہے تھے کے ایسے میں آپ کی موت واقع ہوگئی لیکن جنات کو اس بات کا علم نہ ہوسکا کے آپ کا انتقال ہو چکا بظاہر آپ لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے اور جنات یہ سمجھتے رہے کے آپ کمرے سے ان کی نگرانی کر رہے ہیں لہذا وہ نہایت تندہی اور چستی سے اپنا کام کرتے رہے لیکن اس درمیان آپ کی لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور جب دیمک لکڑی کو کھاتے کھاتے سرے تک پہنچی اور ساری لاٹھی کھا گئی تو آپ گر گئے یہ دیکھ کر جنات بولے اگر ہمیں پہلے معلوم ہوتا تو ہم اس سخت مصیبت کے کام میں آخر کیوں مبتلا ہوتے۔

اس واقعہ کو قرآن نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ‌ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ الۡغَيۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِى الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِ۔ ۲۷۴؎

ترجمہ۔جب ہم نے سلیمان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان (جنات) کو اس بات کا علم نہ تھا مگر دیمک نے جو کے سلیمان کی لاٹھی چاٹ رہی تھی اور جب سلیمان لاٹھی کے توازن بگڑنے کی وجہ سے گر پڑا تو اس پر جنات بولے اگر وہ غیب کا علم رکھتے تو اس سخت مصیبت میں مبتلا نہ

ہوتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے جنات کو حضرت آدم سے کئی ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔ ۲۷۵؎

حوالہ کتب:

۱۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۹۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۲۔فقیر کی ڈاک۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۶۸۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۳۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۴۲۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۵۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۶۔لغات القرآن۔مرتب۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۴۲۔مطبوعہ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۷۔سورہ الحج۔آیت۔۷۵۔

۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۹۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۔

۱۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۔۵۔

۱۱۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔

۱۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔

۱۳۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۳۰۔۳۱۔

۱۴۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔

۱۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۶۔

۱۶۔سورہ یونس۔آیت۔۲۱۔

۱۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۰۔

۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۹۷۔

۱۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔۱۴۔

۲۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۲۱۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۴۔

۲۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۱۷۔۱۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔

۲۳۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔

۲۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

۲۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔

۲۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔

۲۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۶۔

۲۹۔سورہ الانبیا۔آیت۔۲۶۔

۳۰۔سورہ النجم۔آیت۔۲۶۔

۳۱۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔

۳۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔

۳۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۹۔۲۰۔

۳۴۔سورہ النحل۔آیت۔۵۰۔

۳۵۔سورہ تحریم۔آیت۔۶۔

۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۶۔

۳۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۷۵۔

۳۸۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔

۳۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۱۔

۴۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔

۴۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔

۴۲۔سورہ الزخرف۔آیت۔ ۵۳۔

۴۳۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔ ۵۔

۴۴۔سورہ النجم۔آیت۔ ۲۷۔

۴۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۴۰۔

۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۱۔

۴۷۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔

۴۸۔سورہ المومن۔آیت۔ ۷۔۸۔

۴۹۔سورہ محمد۔آیت۔ ۱۹۔

۵۰۔سورہ الحشر۔آیت۔ ۱۰۔

۵۱۔سورہ التکویر۔آیت۔ ۱۹۔۲۱۔

۵۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۹۷۔

۵۳۔سورہ النجم۔آیت۔ ۳۔۴۔

۵۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۶۱۔

۵۵۔سورہ النجم۔آیت۔ ۶۔

۵۶۔سورہ النحل۔آیت۔ ۳۲۔

۵۷۔سورہ القدر۔آیت۔ ۴۔

۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۵۳۔

۵۹۔سورہ النجم۔آیت۔ ۱۴۔

۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۹۸۔

۶۱۔سورہ النزعٰت۔آیت۔ ۲۔۵۔

۶۲۔سورہ انعام۔آیت۔ ۷۳۔

۶۳۔سورہ الزمر۔آیت۔ ۶۸۔

۶۴۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔ ۱۰۲۔

۶۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔۵۲۔

۶۶۔سورہ النبا۔آیت۔ ۱۸۔

٦٧۔سورہ انعام۔آیت۔٦١۔

٦٨۔سورہ النزعٰت۔آیت۔١۔٣۔

٦٩۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ١١٦۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔

٧٠۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ٣٢٧ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ١۴١٧ھ۔

٧١۔سورہ انعام۔آیت۔٩٣۔

٧٢۔سورہ النحل۔آیت۔٢٨۔

٧٣۔سورہ انفال۔آیت۔٥٠۔

٧۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۴٠۔

٧٥۔سورہ النحل۔آیت۔٢٩۔

٧٦۔سورہ النحل۔آیت۔٣٢۔

٧٧۔سورہ رعد۔آیت۔٢٣۔

٧٨۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔٣٠۔

٧٩۔سورہ المعارج۔آیت۔۴۔

٨٠۔سورہ رعد۔آیت۔٢٣۔

٨١۔سورہ الانفطار۔آیت۔١٠۔١٢۔

٨٢۔سورہ انعام۔آیت۔٦١۔

٨٣۔سورہ ق۔آیت۔١٧۔٢٢۔

٨۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ٢٦١ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی۔الباز مکہ مکرمہ۔

٨٥۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ٣١١ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ١۴٠٩ھ۔

٨٦۔سورہ البقرہ۔آیت۔١٠٢۔

٨٧۔سورہ رعد۔آیت۔٢٣۔

٨٨۔سورہ النجم۔آیت۔٢٦۔

٨٩۔سورہ التحریم۔آیت۔٦۔

٩٠۔سورہ الزخرف۔آیت۔٧٧۔

۹۱۔سورہ المدثر۔آیت۔۳۰۔۳۱۔

۹۲۔سورہ العلق۔آیت۔۱۸۔

۹۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۹۴۔سورہ الصفات۔آیت۔۱۔۳۔

۹۵۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۹۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۴۔

۹۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۱۔

۹۸۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۳۔

۹۹۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۱۰۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۰۱۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۰۲۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۱۰۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۰۴۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۱۰۵۔مسند ابویعلیٰ موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالمامون التراث بیروت

۱۰۶۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔

۱۰۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔

۱۰۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔

۱۰۹۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۔

۱۱۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۳۔

۱۱۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ج۔۳۔ص۔۸۱۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۳ھ۔

نیز سیرت ابن ہشام۔ج۔۲۔ص۔۲۷۴۔ جامع البیان۔ج۔۴۔ص۔۵۰۔

۱۱۳۔ زادالمسیر ۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی
۱۱۴۔ تفسیر نمونہ ۔آیت اللہ مکارم شیرازی ۔ج ۔ ۷ ۔ص ۔ ۱۰۴ ۔ ۱۰۵ ۔ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران ۔
۱۱۵۔ سورہ آل عمران ۔ آیت ۔ ۱۲۵ ۔
۱۱۶۔ صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔
۱۱۷۔ سورہ انفال ۔آیت ۔ ۹ ۔
۱۱۸۔ سورہ انفال ۔ آیت ۔ ۱۲ ۔
۱۱۹۔ سورہ البقرہ ۔آیت ۔ ۱۶۱ ۔
۱۲۰۔ سورہ آل عمران ۔آیت ۔ ۸۷ ۔
۱۲۱۔ کنز العمال ۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۱۲۲۔ سورہ انعام ۔آیت ۔ ۵۹ ۔
۱۲۳۔ کشف الاستار عن الزوائد البزار ۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ۔رقم الحدیث ۔
۱۲۸۳ ۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت ۔
۱۲۴۔ کنز العمال ۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۱۲۵۔ سنن ترمذی ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ ۔
۱۲۶۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس ۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی ۔
۱۲۷۔ سورہ ابراہیم ۔آیت ۔ ۲۷ ۔
۱۲۸۔ کنز العمال ۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۱۲۹۔ صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔
۱۳۰۔ سنن ترمذی ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ ۔
۱۳۱۔ نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی ۔
۱۳۲۔ سورہ فاطر ۔آیت ۔ ۱ ۔
۱۳۳۔ سورہ طلاق ۔آیت ۔ ۱۲ ۔
۱۳۴۔ سورہ ملک ۔ آیت ۔ ۳ ۔
۱۳۵۔ سورہ النبا ۔آیت ۔ ۱۲ ۔
۱۳۶۔ سورہ حٰم السجدہ ۔آیت ۔ ۱۲ ۔

۱۳۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔

۱۳۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔

۱۳۹۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسستہ الرسالہ

۱۴۰۔اہل بیت اطہار کے آزمودہ وظائف۔مرتب۔ص۔۶۷۔مطبوعہ۔موسستہ الرسالہ بیروت۔

۱۴۱۔سورہ جن۔آیت۔۱۔

۱۴۲۔سورہ جن۔آیت۔۲۔

۱۴۳۔سورہ جن۔آیت۔۳۔

۱۴۴۔سورہ جن۔آیت۔۴۔

۱۴۵۔سورہ جن۔آیت۔۵۔

۱۴۶۔سورہ جن۔آیت۔۶۔

۱۴۷۔سورہ جن۔آیت۔۷۔

۱۴۸۔سورہ جن۔آیت۔۸۔

۱۴۹۔سورہ جن۔آیت۔۹۔

۱۵۰۔سورہ جن۔آیت۔۱۰۔

۱۵۱۔سورہ جن۔آیت۔۱۱۔

۱۵۲۔سورہ جن۔آیت۔۱۲۔

۱۵۳۔سورہ جن۔آیت۔۱۳۔

۱۵۴۔سورہ جن۔آیت۔۱۴۔

۱۵۵۔سورہ جن۔آیت۔۱۵۔

۱۵۶۔سورہ جن۔آیت۔۱۔

۱۵۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۵۸۔سورہ جن۔آیت۔۱۔

۱۵۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۶۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔

۱۶۱۔نور ہدایت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔ص۔۲۹۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۱۶۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۶۳۔المفردات ۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۶۴۔سورہ انعام ۔آیت ۔۷۶۔
۱۶۵۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۶۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۵۔ص ۹۳۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۶۷۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۶۔ص۔۱۱۰۴۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۶۸۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۱۰۔ص۔۱۸۰۹۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۶۹۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۷۔ص۔۱۲۷۳۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۷۰۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔ج۔۸۔ص۔۱۵۱۷۔مطبوعہ اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم حکومت پاکستان لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۱۷۱۔سورہ النجم ۔آیت۔۳۲۔
۱۷۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۷۳۔سورہ مجادلہ۔آیت۔۱۶۔
۱۷۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۷۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔
۱۷۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۲۔
۱۷۷۔لغات القرآن ۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۷۸۔سورہ انعام ۔آیت۔۱۰۰۔
۱۷۹۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۵۸۔
۱۸۰۔سورہ جن ۔آیت۔۶۔۷۔
۱۸۱۔سورہ جن ۔آیت ۱۴۔

۱۸۲۔سورہ الصفت۔ ۱۵۸۔
۱۸۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ ریاض ۱۴۰۵ھ۔ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۲۰ھ۔
۱۸۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ۔ادراہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۸۵۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی بیروت۔
۱۸۶۔الجامع الاحکام القرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۵ھ۔
۱۸۷۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۲۰ھ۔
۱۸۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۲۰ھ۔
۱۸۹۔سورہ تحریم۔آیت۔ ۶۔
۱۹۰۔سورہ کہف۔آیت۔ ۵۰۔
۱۹۱۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۱۔ص۔ ۲۹۴۔ مطبوعہ انتشارات ناصخسر وایران۔ ۱۳۸۷ھ۔
۱۹۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۳۴۔
۱۹۳۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔
۱۹۴۔شرح عقائد نسفی۔علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ)۔ص۔۹۹۔مطبوعہ محمد سعید تاجران کتب۔کراچی۔
۱۹۵۔سورہ کہف۔آیت ۵۰۔
۱۹۶۔سورہ کہف۔آیت۔ ۵۰۔
۱۹۷۔سورہ تحریم۔آیت۔ ۶۔
۱۹۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۹۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۳۴۔
۲۰۰۔جامع الاحادیث الکبیر۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔ ۱۲۔ص۔ ۱۳۱۔مطبوعہ دارالفکر۔

۲۰۱۔المعجم الاوسط ۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف ۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۲۰ھ۔

۲۰۲۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۷۲۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۰۳۔احسان وتصوف ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۸۷۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۰۴۔سورہ الحجر۔آیت ۔ ۲۷۔

۲۰۵۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔۱۵۔

۲۰۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۰۷۔لسان العرب ۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ج۔ ۳۔ص۔ ۲۱۹۔ مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران ۔

۲۰۸۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۰۹۔سورہ انعام ۔آیت ۔ ۱۳۰۔

۲۱۰۔سورہ انعام ۔آیت ۔ ۱۳۰۔

۲۱۱۔سورہ الجن ۔آیت ۔۱۔

۲۱۲۔سورہ الجن ۔آیت ۔۲۔

۲۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ا

۲۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔

۲۱۵۔سورہ الرحمن ۔آیت ۔ ۱۵۔

۲۱۶۔سورہ جن ۔آیت ۔ ۱۱۔

۲۱۷۔سورہ احقاف ۔آیت ۔ ۲۹۔۳۱۔

۲۱۸۔دلائل النبوۃ ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔

صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔

صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

سنن ترمذی ۔ امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۱ھ۔

۲۱۹۔سورہ جن۔آیت۔۱۔

۲۲۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۲۱۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔ج۔۹۔ص۔۶۷۸۔
دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۲۲۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۲۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۲۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۲۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔

۲۲۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

۲۲۷۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۹۔

۲۲۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۲۔

۲۲۹۔سورہ الناس۔آیت۔۴۔۶۔

۲۳۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۹۔۔

۲۳۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۳۲۔

۲۳۲۔فتاوی حدیثیہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) ۔ص۔۶۱۔مطبوعہ دار احیا التراث
العربی بیروت۔۱۴۱۹ھ۔

۲۳۳۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔
۱۱۶۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔

۲۳۴۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔

۲۳۵۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ)۔رقم الحدیث۔
۱۱۶۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔

۲۳۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔

۲۳۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۴۰۔تفہیم القرآن ۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ج۔۵۔ص۔۶۲۹۔مطبوعہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۲۴۱۔تفہیم القرآن ۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ)۔ج۔۵۔ص۔۶۲۹۔مطبوعہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۲۴۲۔سورہ رحمن ۔آیت۔ ۳۳۔۳۴۔

۲۴۳۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۴۴۔سورہ احقاف۔آیت۔ ۲۹۔

۲۴۵۔سورہ انعام۔آیت۔ ۱۱۲۔

۲۴۶۔سورہ اعراف۔آیت۔ ۱۷۹۔

۲۴۷۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۴۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۵۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۔

۲۵۱۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۵۲۔سورہ الجن۔آیت۔۱۱۔

۲۵۳۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۹۵۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان ۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۵۴۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۵۵۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیا الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۷۱۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۔ ۱۴۱۵ھ.

۲۵۶۔سورہ الجن۔آیت۔ ۱۴۔۱۵۔

۲۵۷۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۵۸۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۵۹۔الدرالمنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۶۰۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔ص۔ ۹۴۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی

ملتان۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۶۱۔التذکرہ فی امورالاخرۃ۔امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔

۲۶۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۰۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۶۳۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۰۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۶۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۳۔

۲۶۵۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۔اشاعت شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین یونیورسٹی ملتان۔ ۲۰۰۴ء۔

۲۶۶۔ا(اس واقعے کوامام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں،امام رازی نے تفسیرالکبیر میں،امام زمخشری،امام بیہقی،امام ابوحفص بن حنبل نے سند کے ساتھ لکھااور روایت کیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو اس پر باقاعدہ ایک باب بھی قائم کیا ہے)۔

۲۶۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔

۲۶۸۔سورہ ص۔آیت۔۳۶۔

۲۶۹۔سورہ ص۔آیت۔۳۷۔

۲۷۰۔سورہ سبا۔آیت۔۱۲۔

۲۷۱۔سورہ النمل۔آیت۔۱۷۔

۲۷۲۔الدرالمنثورالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۷۳۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۲۔

۲۷۴۔سورہ سبا۔آیت۔۱۴

۲۷۵۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

:(۷)

حقوق نسواں کا اسلامی تصور

حقوق نسواں:

قرآن کریم میں عورت کے لئے لفظ 'نساء' استعمال کیا گیا ہے لغت میں جس کے معانی بیویاں، قریبی رشتہ دار عورتیں، مسلمان عورتیں اور خدمت کرنے والی عورتیں وغیرہ ہے۔

(نساء، نسوۃ، نسوۃ، نسوان، نسیون، یہ سب جمع کے صیغے ہیں) لیکن لفظی ترجمہ بیویاں ہے۔ سیاق یا قرینہ سے بیویاں یا قریبی عورتیں یا اور کسی قسم کی مخصوص عورتیں مراد ہوتی ہیں۔ ۱؎

المنجد میں 'نساء' سے مراد عورتیں ہیں انھیں نسیات بھی کہا جاتا ہے۔ ۲؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ ۳؎

ترجمہ۔ جو شخص نیک عمل کرے چاہے وہ مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا کریں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور دیں گے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ۔ ۴؎

ترجمہ۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً

وَّرَحْمَةً ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔۵؎

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کے اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی، یقیناً اس میں بہت سے نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور فکر کرتے ہیں۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔٦؎

ترجمہ۔بے شک مسلمان مرد، مسلمان عورتیں۔ایمان لانے والے مرد ایمان لانے والی عورتیں، فرمانبرادار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد صبر کرنے والی عورتیں، اللہ سے ڈرنے والے مرد اللہ سے ڈرنے والی عورتیں، صدقات کرنے والے مرد صدقات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد روزہ رکھنے والی عورتیں اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے والے مرد اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔۷؎

ترجمہ۔اللہ نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا اس لئے کے اللہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا

ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو سو جن لوگوں نے اللہ کی خاطر ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنھیں تکلیفیں دی گئیں اور جنھوں نے میری راہ میں جہاد کیا اور شہید ہوئے میں ان تمام لوگوں کی خطاؤں کو معاف کردوں گا اور ضرور ان لوگوں کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اجر ہے اللہ کے پاس بے شک سب سے اچھا اجر اللہ ہی کہ پاس ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا۔۸؎

ترجمہ۔بے شک اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے اور اگر کوئی (ذراسی) نیکی ہو تو اس کو بھی کئی گنا کر دیتا ہے اور اپنی طرف سے مزید اجرعظیم سے نوازتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات پر تفکر کے بعد ہم پر تین نکات کی وضاحت ہوتی ہے۔

ا۔قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی فضیلت انسانی کا ذکر ہوا ہے اس میں مرد وعورت دونوں کو ہی شریک کیا گیا ہے۔

۲۔قرآن کریم میں جہاں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کے انسان کی فلاح کا دارومدار ایمان وعمل پر ہے،وہاں عورت اور مرد دونوں کو ہی شامل کیا گیا ہے قرآن کریم نے یہ تاثر کہیں بھی نہیں دیا کے مرد چاہے کچھ بھی کرتا پھرے وہ معزز اور قابل احترام ہے اور اس کو داخل جنت کیا جائے گا اور عورت کتنی بھی پارسا ہو وہ پیدا ہی جہنم کے لئے ہوئی ہے یہ وہ باطل اسرائیلی نظریات ہیں جو کے ہمارے معاشرے میں بھی کسی نہ کسی طرح سے سرائیت کر گئے ہیں لیکن ان کی اہمیت قطعاً کچھ بھی نہیں ہے اللہ تعالی کے یہاں نیکی اور تقوی کو ہی شرف قبولیت حاصل ہے اب وہ چاہے کوئی بھی کرے مرد یا عورت۔

۳۔قرآن کریم یہ اصول کے طور پر بیان کرتا ہے کے کسی بھی معاشرے کے استحکام اور فساد کا دارومدار مرد وعورت دونوں پر ہی ہے اور یہ دونوں ہی مل کر معاشرے کو صالح بنیادوں پر

استوار کر سکتے ہیں اس کے برعکس دونوں ہی تمدنی بربادی اور معاشرتی ہلاکتوں کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔قرآن کریم کا یہ بیان ہے کے صالح اور نیک بننے کی صلاحتیں جس طرح سے مردوں میں پائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے عورتوں میں بھی پائی جاتی ہیں یعنی خیر اور شر کی قوتیں مرد اور عورت دونوں میں ہی یکساں کام کررہی ہیں ہم نہ ہی خیر کو مکمل طور پر ختم کر سکتے ہیں اور نہ ہی شر کی قوتوں سے جان چھڑا سکتے ہیں لہٰذا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی دنیا میں آمد اور ان کے پیغام کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے حضرت آدمؑ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نے بنی نوع انسانیت کو ایک ہی پیغام دیا کے وہ اپنے اندر کی خیر کی قوتوں کو استحکام دیں اور انھیں مضبوط بنیادوں پر استوار کریں اور شر کی قوتوں پر قابو پائیں اس کے لئے عقائد اور مختلف عبادات کا پروگرام ترتیب دیا گیا تا کہ آدمی انسان بن سکے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۔۹؎

ترجمہ۔ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔

اگر عورت اللہ تعالی کی عطا کردہ ان صلاحیتوں کا ادراک حاصل کر لے جو کے قدرت نے اسے دی ہیں تو اس کا وجود یقیناً اس دنیا میں صرف اور صرف سکون ہے چاہے وہ ماں ، بہن ، بیٹی ، بیوی یا دوست کی شکل میں ہو یعنی ایک معاشرے میں عورت کی جتنی بھی ممکنہ شکل وصورت پائی جاتی ہیں ان سب میں اللہ تعالی نے محبت اور رحمت رکھ دی ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کے عورت میں اللہ تعالی کی صفت خالقیت کا عکس موجود ہے کیونکہ دنیا کی ہر عورت کے اندر ۶۰،۰۰۰ روحانی صلاحیتیں پوشیدہ اور مستور ہیں اور ان صلاحیتوں سے واقفیت کے لئے ضروری ہے کے سب سے پہلے اپنے آپ کی پہچان حاصل کی جائے جب انسان اپنے آپ کو

پہچان لیتا ہے تو وہ اپنے رب کا عرفان بھی حاصل کر لیتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔۱۰؎

ترجمہ۔اس کی نشانیوں میں سے ہے کے اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھاری بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

یہاں قابل غور امر یہ ہے کے قرآن کریم نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو سکون کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا قرآن کریم میں اس مقصد کے لئے لفظ لِّتَسْكُنُوْا ' یا سکینہ، تسکیناً ،سکن ،سکناً اور سکنی کے الفاظ کئی مقامات پر آئے ہیں لغات القرآن میں سکن کے معنی سکون، اطمینان اور قلبی رجحان اور آسودگی کے ہیں اگر چہ سکون اور اطمینان کا بنیادی تعلق روح اور نفس سے ہے یعنی سکون انسان روحانی یا نفسیاتی طور پر محسوس کرتا ہے جب روح اور نفس پر سکون ہوں گے تو اس کے مثبت اثرات جسم پر بھی ظاہر ہوں گے پھر یہ سکون کی یہ کیفیت دائمی رشتے سے حاصل ہوتی ہے عارضی یا وقتی بندھن سے اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے اب سکون اور اطمینان کا لازمی تقاضا ہے کے آپس میں حسن اخلاق اور حسن کردار کے ساتھ زندگی بسر کی جائے جب ہی نکاح سے قبل لڑکے اور لڑکی کی مرضی کو اسلام اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے کیونکہ اگر آپس میں پسند یا محبت ہوگی تو زندگی کا طویل سفر بخوبی گزر سکے گا وگرنہ آپس کی چپقلش ،لڑائی جھگڑے زندگی کو جہنم بنانے کے لئے کافی ہیں پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی ہے بلکہ اس کے اثرات بچوں اور دونوں خاندانوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی چیز کی محبت تمھیں (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور

(اس کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔۱۱؎
نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مرد عورت کی تفریق غلط ہے۔
اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادات پاک ہیں !
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کسی کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس کے یہاں فرشتے بھیجتے ہیں جو یہ کہتے ہیں اے گھر والوتم پر سلامتی ہو،تم پر سلامتی ہو،فرشتے اس بیٹی کو اپنے پروں کے سایے میں لے لیتے ہیں اور اس بچی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ کہتے ہیں یہ ایک ناتواں جان ہے جو ایک ناتواں اور کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اس بچی کی پرورش کرے گا قیامت تک اللہ تعالی کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔۱۲؎
حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی چیزوں میں سے عورتوں اور خوشبو کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے جبکہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۱۔حصول علم کا حق

علم ایک ایسی حقیقت اور ضرورت ہے جو بنی نوع انسانیت کو اللہ کی طرف سے بطور خاص ودیعت کی گئی کتابوں میں درج علم بھی ضروری ہے لیکن اصل علم تو وہ ہے جو روزآنہ زندگی کے حقائق کی صورت میں ہماری نگاہوں کے سامنے سے گزرتی ہے اہل علم طبقہ تو ہمیشہ اپنی کوتاہ علمی کا ہی رونا روتا ہے کیونکہ علم کی اصل تعریف ہی یہ ہے کے انسان کو اپنی لاعلمی کا ادراک اور آگہی حاصل ہوجائے تاہم یہ ایک طویل اور فلسفیانہ بحث ہے جس کا کوئی سرا نہیں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے علم اسماء عطا فرمایا یعنی کل کائنات میں جو بھی علوم وفنون ،سائنس، ٹیکنالوجی اور حکمت کارفرما ہے وہ سب کے سب آدم کو دے دئے گئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے علم کی تحصیل اللہ تعالی سے بذریعہ وحی کی اس کے بعد آدم سے وہ علوم ان کے اہل خانہ یعنی بیوی اور بچوں کو منتقل ہوئے اور اس طرح سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی کا سلسلہ جاری ہوا جس کا تسلسل آج تک ہے انسان نے اپنی ناقص یاداشت کے سبب کئی چیزیں اپنی آسانی

کے لئے لکھ بھی لیں تا کہ علم اپنی صحیح اور تحریری حالت میں موجود رہے لیکن یہ علم آدم کی اولادوں کو ان کی طلب کے مطابق مسلسل حاصل ہو رہا ہے جبکہ آدم کی اولادوں میں مرد وزن دونوں ہی شامل ہیں چنانچہ دونوں پر ہی علم کے حصول کی فرضیت عائد ہوتی ہے جبکہ دونوں ہی اس میں برابر کے شریک بھی ہیں اسلامی تعلیمات جس میں قرآن کریم کے احکامات، احادیث نبوی ﷺ اور اقوال اہل علم شامل ہیں ان میں بارہا خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے انھیں ان کے اس حق کی جانب متوجہ کروایا گیا تا کہ اپنی اور اگلی نسلوں کی پرورش جس ماں کی گود میں ہو وہ علمی اعتبار سے اتنی سوجھ بوجھ کی مالک ہو جو ایک اچھے، مہذب اور وضع دار انسان کو دنیا میں وقار کے ساتھ لا اٹھا کھڑا کرے۔اسی حوالے سے حضرت علیؓ کا قول ہے!

بچپن کا علم پتھر پر نقش کی طرح ہوتا ہے یعنی جو باتیں بچوں کو بچپن میں بتائی جاتی ہیں وہ انھیں تا عمر از بر رہتی ہیں لہٰذا ماں کی شفیق گود اور پرورش کی اہم ترین ذمہ داری سے سرف نظر ایک بڑی خیانت کے مترادف ہے۔

قرآن کریم جہاں مردوں سے مخاطب ہے وہیں وہ خواتین کو بھی مخاطب کرتے ہوئے انھیں یہ احساس دلاتا ہے کے یہ احکامات تم دونوں کو یکساں حیثیت میں دئے جا رہے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں ۷۵٦ مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو ہی کائنات میں غور فکر اور تفکر و تدبر کی بار بار ہدایت اور خاص تاکید کی ہے تا کہ اس تفکر اور تدبر کے نتیجے میں وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکیں جبکہ اس قرب کو کوئی بھی حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت یہ اس کی تلاش اور جستجو پر منحصر ہے کے وہ اپنے لئے کس مقام کا متمنی ہے کیونکہ روح دونوں (مرد وزن) کے وجود میں کام کر رہی ہے اور روحانی اعتبار سے دونوں یکساں روحانی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ۔ ۱۳؎

ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے ۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ ۱۴؎

ترجمہ۔ وہ جن کو (مرد وعورت) چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو (مرد وعورت) حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ۱۶؎

ترجمہ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں صاحبان عقل وفکر (مرد وعورت) کے لئے نشانیاں ہیں وہ جو اللہ کو اٹھتے بیٹھتے، کروٹ لیتے ہوئے یاد کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کے اے ہمارے رب! آپ نے یہ سب کچھ خواہ مخواہ پیدا نہیں کیا ہے، آپ پاک ہیں، ہمیں آگ (جہالت، غصہ، فضولیات، غیبت اور جن باتوں میں آگ کی سی جلن ہے) سے بچا لیجئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ ۱۷؎

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ (مرد وعورت) جو تقویٰ حاصل کرنے کی چاہ رکھتے ہیں جب بھی انھیں شیطان کی طرف سے کوئی منفی بات ذہن مس کرنے لگتی ہے تو وہ اللہ کی نصیحت کو زیر نظر کر لیتے ہیں اور چوکنے ہو جاتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالی اپنے دونوں بندوں (مردوزن) سے مخاطب ہیں اور انھیں تحصیل علم کی دعوت دی جارہی ہے تاکہ وہ عقل وشعور اور تجربات ومشاہدات کے ذریعے اللہ کی دوستی اور معرفت کو حاصل کریں اسی حوالے سے معلم انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے شمار احادیث بنی نوع انسانیت کوراہ ہدایت دکھارہی ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں وہ دین کو سمجھنے میں شرماتی نہیں۔۱۸؎

علم کا حاصل کرنا مردوعورت پر فرض ہے۔۱۹؎

یہاں فرض سے مراد یہ نہیں کے کچھ کتابیں پڑھ کر ڈگری حاصل کر لی اور سمجھ لیا کے ہم علم والے ہوگئے بلکہ یہاں علم کے حصول کی فرضیت سے مراد یہ ہے کےعلم حاصل کرومہد سے لحد تک یعنی بچہ جب اس دنیا میں آتا ہےتو اس کے آتے ہی سیکھنے کا عمل شروع ہوجاتا ہےسب سے پہلے اسے احساس تحفظ،ایک شفیق اور پرخلوص انسانی لمس کی ضرورت ہوتی ہےجس کے لئے وہ رو کے اظہار کرتا ہے چنانچہ اسے صاف ستھرا کر کے کپڑوں میں لپیٹ کر گود میں لیا جاتا ہے جہاں وہ پرسکون ہوکر سوجاتا ہے پھر جب اسے بھوک کا احساس ہوتا ہےتو وہ روتا کیونکہ اسے پنی ضروریات کے لئے کسی کو متوجہ کرنے کا بس یہی طریقہ آتا ہے وہ روتا ہےاوراس کے والدین اس کے لئے غذا کا انتظام کرتے ہیں شکم سیری کے بعد وہ پھر اطمینان سے سوجاتا ہے الغرض کے جب تک وہ بولنا نہیں سیکھ تا اپنی ضروریات کے حصول کے لئے وہ عام طور پر رو کر ہی اپنی خواہشات کا اظہار کرتا ہے یعنی دنیا میں آنے کے بعد اس نے یہ جانا کے اپنی بات کب اور کیسے منوائی جاسکتی ہے اوراس کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے وغیرہ لیکن اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ سیکھنے سیکھانے کا عمل بلاتعطل لحد میں جانے سے قبل (بلکہ میرے خیال میں اس کے بعد بھی) جاری رہنا چاہئے یعنی جس وقت انسان دوسری دنیا کی جانب عازم سفر ہوتا ہےتو یہ تجربہ بھی اس کے لئے اس کی زندگی کا پہلا اور بالکل منفرد تجربہ ہوتا ہےاوراس لمحہ اس نے یہ

جانا کے روح جسم انسانی سے کیسے نکلتی اور دوسری دنیا کی جانب کیسے سفر کرتی ہے اگرچہ کسی بھی انسان کے اس دنیا میں آنے اور جانے کے درمیان بے شمار تجربات ومشاہدات اور علوم کی کے حصول کی ایک طویل فہرست ہے جس کی جزئیات پر ہم کلام نہیں کررہے لیکن بات صرف اتنی ہے کے زندگی کا ہر دن اور گزرنے والا ہر لمحہ اپنے اندر مکمل انفرادیت رکھتا ہے اور ان گزرے ہوئے لمحات میں انسان بہت کچھ جانتا ور سیکھتا ہے اب اس کا تعلق چاہے کتابوں سے ہو، زندگی کے خوشگوار اور ناخوشگوار تجربات ومشاہدات سے ہو یا مسائل ومصائب، دکھ، سکھ، بیماری، پریشانی، غم وغصہ یا محبت ونفرت کے جذبات سے ہو انسان ہر گزرتے لمحے کے ساتھ سیکھتا چلا جاتا ہے یہاں تک اس کے رب سے اس کی ملاقات کا وقت آجاتا ہے لیکن ملاقات کے یہ لمحات بھی اس کی زندگی میں چونکہ پہلی بار آئے لہذا یہ بھی اس کی زندگی کا ایک نیا اور انوکھا تجربہ ہے جبکہ تجربات بھی علم کی ایک قسم ہے اگر تعلیم یافتہ، باشعور، سلجھی ہوئی ذہنیت کی متین اور شائستہ مائیں ہیں تو یقیناً اگلی نسلوں میں بھی علوم سینہ بہ سینہ غیر محسوس طور پر شائستگی اور متانت سے منتقل ہوتے رہیں گے لیکن حضرت علیؓ اس جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں لوگوں میں سب سے کم قیمت وہ لوگ ہیں جو سب سے کم علم ہوں اور جو بچپن میں علم حاصل نہ کرسکا وہ بڑا ہو کر بھی آگے نہیں بڑھ سکتا جبکہ اسی حقیقت کے ادراک میں ایک مفکر نے برملا یہ اعتراف کیا کے تم مجھے پڑھی لکھی مائیں دو میں تمھیں پڑھی لکھی نسلیں دیتا ہوں۔

اسی نظریے کی توثیق میں شیکسپیئر یہ کہتا ہے، عورتیں ایسی کتابیں، تصویریں اور دبستان ہیں جو تمام بنی نوع انسانیت کی پرورش اور تربیت کرتی ہیں۔

حصول علم وفہم کے حوالے سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے بھی بے شمار ارشادات اور اقوال ہیں جن میں حضرت علیؓ دونوں یعنی (مرد و زن) سے مخاطب ہیں۔

ان اقوال زرین میں سے کچھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

کم ترین علم وہ ہے جو زبان پر رہے اور بلند ترین علم وہ ہے جو کہ عمل سے اور انسانی اعضاء سے

ظاہر ہو۔علم ایک کریم وراثت اور شرف ہے،اگر کوئی یہ سمجھ لیتا ہے کے وہ وہ علم کی گہرائیوں سے واقف ہوگیا تو وہ گویا احکام شریعت کے چشموں سے سیراب ہوگیا۔

علم ایک ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بنتا ہے لیکن جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کی دنیا سے لطف اندوزی کم ہوجاتی ہے اور اللہ جیسے بکثرت عقل عطا فرماتا ہے اس کا حساب اس کے رزق میں ہی کر لیتا ہے۔۲۰؎

۲۔حق نکاح

نکاح کے لغوی معنی وابستگی اور پیوستگی کے ہیں،اسلام دین فطرت ہے لہٰذا وہ مرد عورت کے اس فطری تعلق کو نظر انداز نہیں کرتا ہے۔

اسی حوالے سے شاہ ولی اللہ کہتے ہیں نکاح انسان کا طبعی تقاضا ہے جبکہ یہ ایک عقلی حاجت اور تمدنی ضرورت بھی ہے۔۲۱؎

اس کی دینی اہمیت بھی ہے کیونکہ جب انسان غذا کھاتا ہے تو اس کے جسم کی نشونما اور اس کا ارتقاء ہوتا ہے لامحالہ اس کی قوت بہیمیہ کو تقویت ملتی ہے اگر قوت بہیمیہ حد سے بڑھ جائے تو یہ انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے جس کے لئے حکماء کا یہ ماننا ہے کے انسانی وجود کے اندر قویٰ کا اعتدال لازمی اور ضروری ہے لہٰذا نکاح ان بہیمی قوتوں کو اعتدال پر رکھتا ہے پھر یہ کے انسان دنیا میں تادیر رہنے کی خواہش بھی رکھتا وہ یہ چاہتا ہے کے کسی نہ کسی طرح سے اس کا وجود باقی رہے بالفاظ دیگر بقائے انسانی کی فطری خواہش ہر انسان میں پائی جاتی ہے اس لئے نکاح اس فطری خواہش کی تسکین کا ایک عقلی پہلو ہے عقد نکاح اور رشتہ ازدواج کو اسلام نے انتہائی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے ازدواجی تعلق محض ایک دیوانی معاہدہ نہیں بلکہ یہ تعلق ایک وسیع الجہات تعلق ہے قرآن کریم نے ایک مقام پر اس کو 'میثاق غلیظ' بھی کہا ہے عربی زبان میں میثاق سے مراد ایک ایسا معاہدہ جو انتہائی پختہ اور ناقابل شکست ہو جبکہ فریقین کی طرف

سے اس کی بقاء اور تحفظ کا انتہائی پختہ اور شدید ارادہ بھی موجود ہو قرآن نے محض 'میثاق' کے لفظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ 'غلیظ' کا لفظ بھی استعمال کیا جس کے معنی انتہائی مضبوط، موٹا، سخت، گاڑھا اور نا قابل شکست یعنی ایسی چیز جس کے منتشر اجزاء سمٹ کر کم جگہ میں باہم یکجا ہو جائیں جس سے ان کی قوت میں اضافہ ہو جائے۔ ۲۲؎

قرآن کریم میں اولاد کے حوالے سے پیغمبروں کی دعائیں مذکور ہیں۔

حضرت ابراہیم کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ ۲۳؎

ترجمہ۔ تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے کے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو اسماعیل اور اسحاق دئے۔

حضرت زکریا کی دعا:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔ زکریا نے اپنے رب سے عرض کیا اے میرے رب عنایت کیجئے مجھے خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ دعا کو بہت سننے والے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوا کے نکاح دینداری اور تقوی کے خلاف نہیں ورنہ جلیل القدر انبیاء نکاح نہ کرتے اور نہ ہی نیک اولاد کی دعا اللہ سے مانگتے۔

ایک مہذب، اچھے انسانی معاشرے اور ایک صالح تمدن کا دارومدار مرد وعورت کے صالح تعلق پر قائم ہے یعنی مرد وعورت کی جائز وابستگی معاشرے کو ایک ایسا سکون دیتی ہے جس سے اس کا درست اجتماعی شعور تشکیل پاتا ہے جبکہ ایک اچھے تمدن کے لئے ایسے افراد ضروری ہیں جن کے اندر احساس ذمہ داری پایا جائے تاہم یہ احساس ذمہ داری نکاح کے ذریعہ ہی

پیدا ہوتا ہے دوسری جانب اگر مرد وعورت کے ناجائز تعلقات کو نہ روکا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کے عورت اولاد کی پرورش کا بوجھ اٹھائے گی یا پھر دونوں ہی نسل کشی کے طرز عمل کو اختیار کریں گے جو ہر صورت میں انسانی معاشرے کے لئے مہلک ہے پھر اس کی ہلاکتیں یہیں ختم نہیں ہوتیں بلکہ انسان کے وہ انسانی جذبات بھی مٹ جاتے ہیں جن کو ہمدردی، ایثار، قربانی، شفقت اور تعاون کہا جاتا ہے وگرنہ معاشرہ وحشیوں اور جانوروں کا منبع بن کر رہ جائے گا جہاں جنسی خواہشات کی تسکین کی اور آگے نکل گئے لہٰذا نکاح ہی وہ عقلی، منطقی، اخلاقی اور انسانی ضرورت ہے کہ جس پر تمدن کی فلاح و بقاء کا انحصار ہے جبکہ یہ ایک انفرادی تمدنی ضرورت بھی ہے اسی لئے تمام معاشروں نے اسے تسلیم کیا لیکن قرآن وسنت نے اس پہلو کے علاوہ اسے اخلاقی ودینی ضرورت قرار دیتے ہوئے اس کے قیام پر نہایت شدت سے اصرار اور عمل کروایا۔

قرآن کریم نے تو نکاح کو سنت انبیاء کہتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ۔۲۵؎

ترجمہ۔ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انھیں بیویاں اور بچے بھی دئے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔۲۶؎

ترجمہ۔تم میں جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور اس طرح سے جو تمھارے غلاموں اور لونڈیوں میں جو اس کے لائق ہوں اور ان کا بھی اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالی خوب وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالی اس

آیت میں مسلمانوں کو نکاح کی رغبت دلاتے ہوئے ان سے رزق کا بھی وعدہ فرما رہے ہیں۔ ابوبکر جصاص کہتے ہیں اس آیت کا حکم عام ہے حتیٰ کے اس میں غلاموں اور باندیوں کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ ۲۷؎

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں!

تم میں سے جو نکاح کی قوت رکھے اسے چاہئے کے وہ نکاح کرلے کیونکہ یہ نگاہوں اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ قاطع شہوت ہے۔ ۲۸؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین افراد ایسے ہیں کے جن کی اعانت اللہ کے ذمہ ہے۔

۱۔ وہ غلام جو اپنی قیمت ادا کرنا چاہتا ہو۔

۲۔ وہ نکاح کرنے والا جو پاکبازی چاہتا ہو۔

۳۔ اور راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔ ۲۹؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہے کے وہ اللہ سے مطہر اور پاکیزہ کیفیت میں ملاقات کرے اس کو چاہئے کے وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔ ۳۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ساری دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔ ۳۱؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو اس کا آدھا دین مکمل ہوجاتا ہے۔ ۳۲؎

اسلام نے نکاح کی ترغیب دے کر غیر فطری راستوں کو بند کردیا لہٰذا نکاح کے ہونے سے زنا عیاشی اور رہبانیت جیسے تمام غیر فطری طریقوں پر قدغن لگ گئی۔

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبتل (جنسی قوت کو زائل) کرنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سنو خدا کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اوراس کے معاملے میں محتاط روش والا ہوں، میں روزے رکھتا بھی ہوں اورانھیں چھوڑتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادیاں بھی کرتا ہوں پھر جس نے میرے طریقے سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔ ۳۳؎

نکاح میں خواتین کی مرضی اور اختیارات

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں خواتین کو ان کے حقوق بڑی وضاحت سے عطافرمائے ہیں جیسے ایک جگہ ارشادفرمایا!

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانْكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌ ‌ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا۔ ۳۴؎

ترجمہ۔ تمھیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے لیکن اگر تمھیں یہ اندیشہ ہو کے تم عدل قائم نہیں رکھ پاؤ گے تو بہتر ہے کے تم ایک سے ہی نکاح کرو، جو لونڈی تمہارے مِلک میں ہو وہی سہی، یہ طریقہ بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قریب ہے۔

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً۔ ۳۵؎

ترجمہ۔ پس اگر تمھیں خوف ہو کے عدل نہیں کرسکو گے تو پھر ایک کہ ہی ساتھ رہو۔

زیرنظر آیت سراسر خواتین کے حقوق کے لئے ہے اگر چہ اس آیت کو مرد (عموماً اور خصوصاً) خواتین کو ذہنی اور نفسیاتی طور پر اذیت دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں لیکن اگر اس آیت پر تفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ساری کی ساری باتیں اور حقوق تو خواتین سے متعلق ہیں یعنی دو، دو، تین تین اور چار، چار سے مراد معاشرے کی وہ بے بس اور کمزور خواتین

ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں چنانچہ صاحب حیثیت مردان خواتین کو اپنے نکاح میں لے سکتے ہیں لیکن یہ اجازت یونہی تفریح طبع کے لئے نہیں دی گئی بلکہ اس اجازت کو مشروط کر دیا عدل کے ساتھ یعنی اگر تم اپنی بیویوں کے درمیان عدل وانصاف قائم کر سکتے ہو تو نکاح کرو تاہم اگلی ہی آیت میں اللہ تعالی نے انسانی نفسیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً۔

ترجمہ۔اگر تم چاہو بھی تو ایسا (عدل وانصاف) نہیں کر پاؤ گے لہٰذا بہتر ہے کے ایک ہی (بیوی) کو اپنے نکاح میں رکھو یعنی چاروں کے حقوق ادا کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے لہٰذا بہتر ہے کے ایک بیوی کے حقوق کو ہی محبت، خلوص اور ایمانداری سے ادا کرلو، یہ آیات سراسر خواتین کے حقوق سے متعلق ہیں یعنی دوسری تیسری یا چوتھی بیوی کے آنے سے پہلی بیویوں کے حقوق تلف نہ ہونے پائیں دوسری جانب سماج کی کمزور اور بے کس خواتین جن کا کوئی والی وارث نہیں انھیں بھی نکاح کے ذریعے ایک مضبوط اور باعزت جائے پناہ حاصل ہو لیکن جب سماجی سطح پر مردوں کی دوسری اور تیسری شادیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کے مرد نہایت عیاری سے خوبصورت، اعلیٰ حسب نسب کی صاحب ثروت اور ذہین خواتین کو اپنے نکاح میں لیتے ہیں یا ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کوئی ایسی عورت ان کے نکاح میں آجائے جو ان کی زندگی کے تمام مسائل ومشکلات کو جادو کی ایک چھڑی گھما کر حل اور ودر کردے مردوں کی بڑی تعداد کمزور اور بدحال خواتین سے نکاح کو ترجیح نہیں دیتی لیکن اللہ تعالی انسانوں کی فطرت سے بخوبی واقف ہیں جب ہی تو قرآن کریم میں ارشاد ہوا!

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ۔۳۶؎

ترجمہ۔تمھیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

نکاح کے لئے فریقین کی باہمی رضامندی اور پسند کو بھی اسلام بڑی اہمیت دیتا ہے کیونکہ نکاح کا تعلق اور رشتہ ایک طویل اور صبر آزما وابستگی ہے جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے

شمار اونچ نیچ، دکھ سکھ اور زمانے کے سرد وگرم سے فریقین کا واسطہ پڑتا ہے اور زندگی کی کٹھنائیوں سے بہتر انداز سے نبرد آزما ہونے کے لئے دونوں کے مابین باہمی رضامندی، محبت، چاہت اور پسندیدگی کے جذبات ہونے ضروری ہیں جب ہی یہ طویل مسافت با آسانی طے ہوسکے گی کیونکہ نکاح اپنے وسیع تر معنوں میں اصلاً صالح نسل کی بہترین پرورش اور ان کی عمدہ تعلیم وتربیت سے مشروط ہے جس کے لئے والدین کے درمیان محبت اور ہم آہنگی کا ہونا بہت ضروری ہے بصورت دیگر والدین ایک دوسرے سے نفرت، لڑائی جھگڑے اور طعن وتشنیع میں ہی زندگی گزار دیں گے جس کے لازمی اور دورس اثرات ان کی اولاد پر مرتب ہوں گے جس کی وجہ سے ان کی تعلیم وتربیت اور مستقبل دونوں کو ہی بے شمار خطرات لاحق ہوسکتے ہیں جبکہ وہ گھرانے جہاں والدین میں پیار محبت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے ان کے بچے فطرتاً ذہین، سعادت منداور صلح جو ہوتے ہیں لہٰذا رشتہ ازدواج کو قائم کرتے وقت دونوں فریقین کی باہمی پسند اور رضامندی کو سماجی سطح پر اہمیت دینا زیادہ مناسب اور فطری تقاضوں سے قریب ترین ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے انصار کی ایک عورت سے نکاح کرنا ہے تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نکاح سے پہلے اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی عورتوں کی آنکھ میں خرابی ہوتی ہے۔ ۳۷؎

اس حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ معلوم ہوا کے نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھ لینا بہتر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ ۳۸؎

ترجمہ۔ مسلمانو تمھارے لئے یہ حلال نہیں ہے کے تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ.

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، ایک لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاظر ہوئی اور کہنے

لگی میرے والد نے میرا رشتہ اپنے مال دار بھتیجے سے طے کر دیا ہے تا کہ ہماری غربت دور ہو سکے لیکن میں اس لڑکے کو پسند نہیں کرتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معاملہ اس لڑکی کی مرضی پر چھوڑ دیا یعنی چاہو تو نکاح کرلو ورنہ منع کر دو لڑکی نے کہا میں اپنے والد کی مرضی سے ہی شادی کروں گی لیکن اس مسئلے کو پوچھنے کا اصل مقصد یہ تھا کے میں یہ جاننا چاہتی تھی کے اس معاملے میں شریعت نے مجھے کس حد تک چھوٹ دی ہے۔۳۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شوہر دیدہ عورت (بیوہ یا مطلقہ) اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے کے وہ خود فیصلہ کرے اور کنواری سے بھی اجازت لینی ضروری ہے۔۴۰؎

مسلمان اور اہل کتاب سے نکاح:

مسلمان عورت اور مسلمان مرد کا نکاح تو نہایت ہی بہترین صورت حال ہے لیکن اہل کتاب سے بھی اللہ نے نکاح کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خدوندی ہے!

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُه ۫ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۔۴۱؎

ترجمہ۔آج تمہارے واسطے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں، اور اہل کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے اور تمہارا کھانا انہیں حلال ہے، اور (تمہارے لیے حلال ہیں) پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان پاک دامن عورتوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جب کہ ان کے مہر انہیں دے دو ایسے حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ بدکاری کرنے والے اور

نہ خفیہ آشنائی کرنے والے، اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کی محنت ضائع ہوئی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ ۴۲؎

ترجمہ۔ایک مومن غلام ایک مشرک مرد سے بہتر ہے اگر چہ وہ تم کو بے حد پسند ہو وہ (مشرکین) تم کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اللہ تمھیں اپنے قانون الٰہی کے ذریعے جنت اور مغفرت کی دعوت دے رہا ہے اور اللہ اپنی آیات کو انسانیت کی فلاح کے لئے بیان کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کا دین اور خلق (اخلاق و عادات) تم کو پسند ہو تو اس سے نکاح کر لو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ ۴۳؎

مشرکین سے نکاح کی ممانیت:

اسلام مشرکین، لادین اور غیر مذہب افراد سے نکاح کو قطعاً مسترد کرتا ہے کیونکہ نکاح ایک ایسا معاملہ ہے جس پر اگلی نسلوں کے ایمان کی سلامتی کا دارومدار قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ ۴۴؎

ترجمہ۔مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور ایک مومنہ باندی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تم کو بے حد پسند ہوں اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کروُ جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور ایک مومن غلام ایک مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تم کو بے حد پسند ہو، وہ (مشرکین) تم کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اللہ تمھیں اپنے قانون الہی کے ذریعے جنت اور مغفرت کی دعوت دے رہا ہے اور اللہ اپنی آیات کو انسانیت کی فلاح کے لئے بیان کر رہا ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس آیت میں ایمان کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے یعنی ایک ایمان والی کنیز یا غلام اللہ کی نظر میں کس قدر قابل تعریف اور معتبر ہیں کیونکہ وہ اس کائنات کی اصل حقیقت سے واقف ہیں اور وہ حقیقت ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوا اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یہی وہ اٹل حقیقت ہے جس کا ادراک کسی بھی انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہم کنار کرے گا نکاح کا معاملہ محض دو افراد کے بیچ کا معاملہ نہیں بلکہ نکاح کے اثرات اگلی نسلوں کو بھی منتقل ہوتے ہیں اور انسان اپنی اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی فکرمند رہتا ہے لہٰذا ایمان کی دولت دنیا کی ہر دولت سے کہیں زیادہ قیمتی اور انمول ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی بھی عورت سے چار باتوں کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے۔

۱۔مال۔

۲۔حسب نسب۔

۳۔حسن و جمال۔

۴۔یا دین داری۔

تم میں سے جب بھی کوئی نکاح کرے تو اسے چاہئے کے وہ دین داری کو اہمیت

دے۔۴۵؎

کیونکہ حسن و جمال عورتوں کو خراب کر دیتا ہے اور مال و دولت انھیں مغرور بنا دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی غربت میں اضافہ فرما دیتا ہے (جو لالچ میں کسی امیر عورت سے نکاح کرتا ہے) رہ گئی دین داری تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا! دین کی بنیاد پر نکاح کرو کیونکہ سیاہ رو، کان چھدی، غلام کنیز (نکاح کے لئے) زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہی دین داری مرد، عورت اور ان کی اگلی نسلوں کے لئے خیر و برکت کا سبب ہوگی لہٰذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کے پیچھے بے پناہ محبت اور شفقت پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کے انسان کی خانگی زندگی ناکام و نامرادی کی نظر ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور کی حکمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں پر یہ حکم لگایا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے یہ ثابت ہوا کے نکاح حفاظت عفت و عصمت کے لئے ہی کرنا چاہئے کیونکہ یہی چیز انسان کے جملہ حقوق کے لئے ایک حصار ہے اسی لئے اسلام میں زنا کو حرام قرار دیا گیا۔ تہمت کی بڑی سزا تجویز کی گئی اور افواہیں پھیلانے والوں کو سخت وعید کی گئی یہی وجہ ہے کے قرآن کریم میں نکاح کو 'احصان' سے تعبیر کیا گیا حصن عربی زبان میں قلعہ کو کہتے ہیں جبکہ 'احصان' کے معنی قلعہ بندی کے ہیں جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصن ہے اور جو عورت نکاح کرتی ہے وہ محصنہ کہلاتی ہے یعنی وہ دونوں ہی قلعہ کے اندر محفوظ اور مامون ہو گئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ تعالیٰ سے عفت طلب کیا کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں تمھارے لئے پاک دامنی لازم ہے کیونکہ یہ اشراف کی سب سے افضل عادت ہے جبکہ سب سے افضل عبادت پیٹ اور شرمگاہ کی عفت ہے اور پاکدامن کے لئے بہت ممکن ہے کے وہ اللہ کے ملائکہ میں سے ایک ملک ہو جائے۔۴۶؎

جنت میں بھی نسب اور نکاح:

دو چیزیں ایسی ہیں جو جنت میں بھی انسان کے ساتھ ہی جائیں گی ان میں سے پہلا انسان کا نسب اور دوسرا نکاح ہے۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ۔۴۷

ترجمہ۔آخرت کا گھر انھی لوگوں کے لئے ہے یعنی ایسے باغات جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں داخل ہوں گے اور ان کے آباؤ اجداد یعنی (ان کے باپ، دادا) اور ان کی بیویاں اور ان کی اولادیں جو صالح تھیں وہ بھی انھی کے ساتھ (جنت) میں ہوں گے ملائکہ ہر طرف سے ان کا استقبال کر رہے ہوں گے اور ان پر سلامتی بھیجتے ہوں گے اور کہیں گے کے تم نے جس طرح سے دنیا میں صبر کیا ہے اسی کی بدولت آج تم اس کے مستحق ٹھہرے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، جب اہل جنت ،جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے والدین اور بیوی بچوں کے بارے میں سوال کرے گا تو اس سے یہ کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں ملا ہے، یہ سن کر وہ کہے گا کے اےئ میرے رب! یہ اعمال میں نے اپنے لئے اور ان کے لئے بھی کئے تھے جس پر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کے آباؤ اجداد اور بیوی بچوں کو بھی اس سے ملا دو۔۴۸

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فوت شدہ والدین کے بارے میں سوال کیا جن کا انتقال زمانہ جاہلیت میں حالت کفر میں ہوا تھا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جہنم میں ہیں یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر

ارشاد فرمایا! اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو، تو تم بھی ان سے بغض رکھو گی اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے سوال کیا لیکن میری وہ اولاد جو آپ ﷺ سے ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ جنت میں ہیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا! بے شک مومنین اور ان کی اولادیں جنت میں ہیں اور مشرکین اور ان کی اولادیں جہنم میں اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۔۴۹؎

ترجمہ۔ایمان والوں کو اور ان کی اولادوں کو جس نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ان کے ساتھ ملادیں گے اور ہم ایمان والوں کے عمل میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔

اس ضمن میں سب سے اہم بات تو یہ ہے کے جنت میں مرد وعورت کو بہترین جوانی کے ایام دئے جائیں گے وہاں سب مرد وعورت کے جوڑے ہوں گے استثنائی حالات کے لئے استثنائی ضابطے ہوں گے مثلاً اگر کسی جنتی خاتون کے دنیا میں ایک سے زائد شوہر ہوں گے تو اسے جنت میں یہ اختیار دیا جائے گا کے وہ جس شوہر کے ساتھ چاہے رہ سکتی ہے جنت میں رہنے والے کا جوڑا اس کے لئے کائنات کا سب سے زیادہ حسین ترین جوڑا ہوگا جس سے اس کو مکمل لطف واطمینان میسر ہوگا اور وہ کبھی بھی اپنے جوڑے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی دوسرے جوڑے کے لئے رشک وحسد محسوس کریں گے، ہر جوڑے کی ہر ملاقات ایسی ہوگی جیسے دو کنوارے افراد پہلی مرتبہ آپس میں ملتے ہوں۔

لفظ حور احوار کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ایسی حسین وجمیل عورت جس کی ترکیب مثالی حد تک متوازن ہو، قرآن کریم میں یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، ایک تو اس معنی میں کے ہر جنتی عورت کو حور کی تمام صفات دی جائیں گی اور وہ نسوانی حسن جمال، شرم وحیاء اور کشش کا

مرقع ہوگی اور جنت میں اہل ایمان مردوں کے ساتھ ان کے جوڑے بنادئے جائیں گے۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ۔۵۰

ترجمہ۔جنتی مرد اوران کی بیویاں (جنت میں) گھنے سایوں میں ہوں گے اور مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ۔۵۱

ترجمہ۔اوران کے پاس نگاہیں بچانے والی،خوبصورت آنکھوں والی (عورتیں ہوں گی گویا کے شترمرغ کے محفوظ انڈے)۔

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ۔۵۲

ترجمہ۔ان کے پاس شرمیلی کم سن بیویاں ہوں گی۔

وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ۔۵۳

ترجمہ۔ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے۔

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔۵۴

ترجمہ۔جنت ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنھیں ان جنتیوں سے پہلے نا تو کسی انسان نے اور نہ ہی کسی جن نے چھوا ہوگا یعنی (ان خواتین کو نئے سرے سے کنوارا پیدا کیا جائے گا)۔

حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔۵۵

ترجمہ۔خیموں میں ٹھہرائی ہوئی حوریں اورتم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وَحُورٌ عِينٌ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ۔۵۶

ترجمہ۔اوران کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے گئے موتی۔

حضرت ام سلمیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی **وَحُوْرٌ عِيْنٌ**۔۵۷؎
بڑی آنکھوں والی حور سے متعلق بتائے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **حُوْرٌ** کے معنی ہیں سفید اور **عِيْنٌ** کے معنی ہیں موٹی آنکھ والی ان کی پلکیں گرگس کے پر کی مانند ہوں گی ۔
پھر انھوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ**۔۵۸؎
کیا وہ یاقوت اور مونگے کی مثل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اس طرح صاف وشفاف ہوں گی جس طرح سیپی میں موتی ہوتا ہے جس کو کسی نے نہ چھوا ہو پھر انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **عُرُبًا اَتْرَابًا**۔۵۹؎ کے بارے میں بتائے ؟ تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! محبت کرنے والیاں ہم عمر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوگئیں، اللہ تعالی نے انھیں بوڑھی ہونے کے بعد دوبارہ کنواری اور دوشیزہ بنادے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **عُرُبًا** کے معنی ہیں عشق ومحبت کرنے والیاں اور **اَتْرَابًا** کے معنی ہیں ہم عمر حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا!
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں، بڑی آنکھوں والی حوروں کے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے تو حضرت ام سلمیٰؓ نے پوچھا کے وہ کس طرح سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اللہ کے لئے ان کے نماز اور روزوں کی وجہ سے اور اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !
اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔۶۰؎
ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو خاص طرز سے پیدا کیا ہے سو ہم نے ان کو کنواری بنایا اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور آپس میں ہم عمر۔

اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ-۶۱

ترجمہ۔سلامتی اور بے خوفی کے ساتھ جنتوں میں داخل ہوجاؤ، ہم ان کے سینوں سے تمام رنجشوں کو کھینچ لیں گے،وہ آپس میں بھائی بھائی ہوکر ایک دوسرے کے سامنے مسندوں پر بیٹھے ہوں گے انھیں وہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

ڈاکٹرمحمود احمد غازی لکھتے ہیں! قرآن کریم میں ایسا تو بارہا ہوا ہے کہ کسی سورہ میں صرف جنت کا بیان موجود ہو اوراس میں دوزخ کا ذکر تک نہ کیا گیا ہو لیکن ایسا کہیں بھی نہیں ہے کہ صرف دوزخ کا ذکر ہو اور جنت کا سرے سے تذکرہ ہی نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے جنت اس کی رحمت کا شاہکار ہے جبکہ دوزخ اس کی سزا اور غضب کی نشانی اللہ تعالی نے جہنم کے ساتھ جنت کا تذکرہ ضروری قرار دیا ہے لیکن جنت کے ساتھ جہنم کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھا۔

ازواج (بیویاں):

وسعت کے اعتبار سے عربی زبان بڑی زرخیز اور متنوع ہے مثلاً اردو میں بیوی، انگریزی میں wife جبکہ عربی زبان میں زوجہ یا اہلیہ کے لئے تین اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

۱۔امراءۃ۔

۲۔زوجہ۔

۳۔صاحبۃ۔

۱۔امراءۃ:

اس سے مراد ایسی بیوی کے ہیں جس سے جسمانی تعلق تو استوار ہو لیکن ذہنی ہم آہنگی نہ ہو۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّامۡرَاَتَ لُوۡطٍ-۶۲

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے مقابلے میں نوح اور لوط کی بیویوں کی مثال پیش کرتا ہے، وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر انھوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی ان دونوں سے یہ کہہ دیا جائے گا کے جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں نے دین کے معاملے میں اپنے شوہر سے خیانت کی، دونوں ہی اپنی قوم کے لوگوں کو خبریں دیا کرتیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی اپنے یہاں آنے والے مہمان مردوں کی اطلاع اپنی قوم کو پہنچاتی۔ ٦٣؎

امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ۔ ٦٤؎

ترجمہ۔ اہل ایمان کے معاملے میں اللہ فرعون کی بیوی (آسیہ) کی مثال پیش کرتا ہے، جس نے یہ دعا کی، ائے میرے رب! میرے لئے اپنے یہاں جنت میں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے اور ظالم قوم سے مجھے نجات دے حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں لیکن صاحب ایمان تھیں وہ بھی اللہ سے دعا گو رہتیں تاہم ان بیویوں کا اپنے شوہروں سے جسمانی تعلق تو استوار تھا لیکن ان میں ذہنی ہم آہنگی دور دور تک نہ تھی۔

وَامْرَاَتُه حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ ٦٥؎

ترجمہ۔ (ابولہب اور اس کی بیوی) جو لگائی بجھائی کرتی تھی اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔

ابولہب کی بیوی کا نام اروی تھا جبکہ اس کی کنیت ام جمیل تھی یہ عورت ابوسفیان کی بہن تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن زید، ضحاک اور ربیع بن انس لکھتے ہیں، ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ سے بے حد نفرت اور عداوت رکھتی اور آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے دار ٹہنیاں رکھتی نیز قتادہ، عکرمہ، حسن بصری، مجاہد اور سفیان ثوری لکھتے ہیں یہ فسادی اور چغلی کھانے والی عورت تھی جو اپنے گردن میں ایک قیمتی ہار پہنتی تھی اور لات اور عزیٰ کی قسم کھا کر یہ کہتی تھی کے اس ہار کو بیچ کر اس کا روپیہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں خرچ کرے

گی۔

۲۔زوجہ:

زوجہ ایسی بیوی کو کہتے ہیں جس سے ذہنی اور جسمانی دونوں ہی طرح کی ہم آہنگی اور تعلقات ہوں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔۶۶؎

ترجمہ۔(اللہ) نے تمہاری جنس سے تمہارے جوڑے بنائے اور چار پایوں کے بھی جوڑے بنائے، تمہیں زمین میں پھیلاتا ہے، کوئی چیز اس کی مثل نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۔۶۷؎

ترجمہ۔اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لیے آٹھ نر اور مادہ چار پایوں کے پیدا کیے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔۶۸؎

ترجمہ۔ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں جا کر رہو اور اس میں جو چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔۶۹؎

ترجمہ۔اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔۷۰

ترجمہ۔وہ ذات پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کو گونا گوں (جوڑوں کی شکل میں) بنایا، اور خود ان (انسانوں) میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے۔

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ ۔۷۱

ترجمہ۔بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اہل ایمان پر ان کی ذات سے زیادہ مقدم ہیں اور ان کی ازواج (تمام اہل ایمان) کی مائیں ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے زواج ایسی بیویاں ہیں جن سے جسمانی تعلق کے علاوہ گہرا قلبی تعلق بھی استوار ہو۔

۳۔صاحبۃ:

ایسی بیوی جس سے نہ تو جسمانی تعلق ہو اور نہ ہی ذہنی تعلق ہو۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیۡهِ۔۷۲

ترجمہ۔(قیامت کے دن) مجرم چاہے گا کے اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے وہ اپنی اولاد، بیوی، بھائی، اپنے قریبی رشتے داروں اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو فدیہ دے دے لیکن اس کی یہ تدبیر بھی اس دن اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔

وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیۡهِ۔۷۳

ترجمہ۔(قیامت کے دن آدمی) اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگے گا۔
دنیا اور روز قیامت بھی کچھ بیویاں ایسی ہیں اور ہوں گی جن سے تاعمر انسان کا نہ تو جسمانی تعلق استوار ہو پاتا ہے اور نہ ہی قلبی وابستگی ہو پاتی ہے۔

نکاح میں گواہان کا معاملہ:

اسلامی شریعت میں نکاح دو مرد گواہ یا پھر ایک مرد گواہ اور دو عورتوں کی گواہی پر منعقد ہوتا ہے امام احمد کہتے ہیں اگر کوئی صرف عورتوں کو گواہ بنا کر نکاح کرے گا تو وہ نکاح جائز نہیں ہوگا جب تک کے عورتوں کے ساتھ مرد بھی بطور گواہ نہ ہو۔ ۷۴؎

بیوی کے فرائض اور شوہر کے حقوق

نکاح ایک اہم فریضہ اور سنجیدہ ذمہ داری ہے اسے وہی کرے جو اس کی طاقت اور ذمہ داری کو نبھانے کی صلاحیت رکھتا ہے یہ کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے لہٰذا شریعت نے بھی خواتین کے ذمہ کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کو شوہروں کے حقوق بھی کہہ سکتے ہیں اور ان فرائض کا بجا لانا عورتوں پر لازم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ ۷۵؎

ترجمہ۔نیک عورتیں اپنے شوہروں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں مال اور عزت کی محافظ ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عورت جب پانچ وقت کی صلوۃ قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو پھر وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ۷۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور جواب دہ ہے۔

شوہر کے فرائض اور بیوی کے حقوق

شوہر پر اپنی بیوی اور بچوں کے ضروری اخراجات ،روٹی کپڑا اور مکان کی ذمہ داری ہے یہ ذمہ داری شریعت نے مرد پر عائد کی اب عورت چاہے کتنی ہی مالدار کیوں نہ ہو لیکن شریعت نے اس کو خرچ کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے بلکہ گھریلو اخراجات کی مکمل ذمہ داری اللہ نے مرد پر رکھی ہے اگر عورت کہیں ملازمت کرتی ہے یا کسی کاروبار یا جائیداد کی مالک ہے تو یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرے یا نہ کرے لیکن اسلام اس کو مال خرچ کرنے کا پابند نہیں بناتا ہے۔

عزت کا تحفظ:

مسلمان، پاکباز مرد وعورت کی عزت اور ناموس اللہ کی نظر میں نہایت قابل قدر ہے جبکہ یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کے اگر کوئی شخص قتل ہوجاتا ہے تو دو گواہوں کی گواہی پر جسٹس فیصلہ دے دیتا ہے لیکن عزت کا معاملہ اللہ کی نظر میں اس سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے یہاں اللہ تعالی الزام لگانے والے سے چار گواہ طلب کر رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔۷۷

ترجمہ۔ جو لوگ جو پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور پھر چار شہادتیں پیش نہیں کرتے ہیں، ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی شہادت کو آئندہ کے لئے قبول نہ کرو بس وہی تو ہیں جو بدکار ہیں۔

مہر:

عربی زبان میں 'اجر' کو کنایۃ مہر بھی کہا جاتا ہے یعنی مہر اس رقم یا تحفے کو کہا جاتا ہے جو شادی کے موقع پر شوہر کی طرف سے بیوی کو دیا جاتا ہے اس تحفے کو عرف عام میں مہر بھی کہتے ہیں

۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۔۷۸؎

ترجمہ۔عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو، پھر اگر وہ اس میں سے اپنی خوشی سے تمہیں کچھ معاف کر دیں تو تم اسے مزے دار خوشگوار سمجھ کر لے لو۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ۔۷۹؎

ترجمہ۔پس عورتوں کو ان کے مقرر شدہ مہر دو۔

حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں امام ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے حضرت عمرؓ سے لوگوں نے شکایت کی عورتوں نے اپنے مہر بڑھا لئے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں نکاح میں مشکل درپیش ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص ۴۰۰ درہم سے زائد مہر نہ رکھے یہ سن کر قریش کی ایک عورت نے کہا امیر المومنین کیا ہمیں قرآن پر عمل کرنے کا زیادہ حق ہے یا آپ کے حکم پر؟ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا قرآن پر تو اس عورت نے جواب دیا قرآن میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں!

وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــًٔا ۔۸۰؎

ترجمہ۔اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے ڈھیروں (قنطار) مال دے دیا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ عمرؓ کو معاف کرنا ہر شخص کو عمرؓ سے زیادہ قرآن کی سمجھ ہے پھر انھوں نے منبر پر جا کر کہا کے پہلے میں نے تم کو زیادہ مہر رکھنے سے منع کیا تھا سنو لیکن اب جو شخص جتنا زیادہ چاہے مہر رکھ سکتا ہے۔۸۱؎

قنطار سے مراد ابو ہریرہؓ ۱۲،۰۰۰ لیتے ہیں جبکہ ابونضرہ العبدی نے کہا بیل کی کھال میں جتنا سونا بھرا جا سکے۔

عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شرطیں جن کے ذریعے تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے پوری کئے جانے کی زیادہ مستحق ہیں۔۸۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! وہ شخص جس نے کسی سے قرض لیا لیکن اس کی یہ نیت ہے کے وہ اسے واپس نہیں کرے گا اس کی مثال ایک چور کی ہے اور وہ شخص جس نے نکاح کیا اور مہر بندھوایا اور اس کی یہ نیت ہے کے وہ اس مہر کو ادا نہیں کرے گا تو گویا اس نے زنا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جن شرطوں کو تم پورا کرتے ہو ان سب میں سب سے زیادہ ضروری وہ شرط (مہر) ہے جس کی وجہ سے تم عورتوں کی ناموس (عزت یا شرمگاہ) کو اپنے لئے حلال کرتے ہو۔۸۳؎

مہر کے علاوہ عورت کے نان نفقہ کی بھی مکمل ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو ۱۰۰ وسق (۲۴۰ کلوگرام) غلہ دیتے جس میں ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو ہوتی تھی۔۸۴؎

لہٰذا مہر اور نان نفقہ کی ادائے گی شوہر پر ہر صورت میں لازم ہے اور یہ عورت کا حق ہے۔

۳۔حق خلع:

خلع۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو اتار دینا اگرچہ خلع میں مہلت اور آہستگی پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگوں نے اسے نزع کے ہم معنی قرار دیا ہے لیکن نزع میں جلدی اور تیزی پائی جاتی ہے جبکہ خلع میں آہستگی اور مہلت کا عنصر ہوتا ہے۔

ابن فارس نے اس کے معنی کی وضاحت میں فرمایا ہے کسی چیز کا اس چیز سے الگ ہوجانا جس کے ساتھ وہ پہلے شامل تھی۔

الخلع وہ طلاق جو عورت اپنے شوہر سے حاصل کرتی ہے (یہ فقہی اصطلاح ہے لیکن قرآنی اصطلاح نہیں ہے) سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ۔۸۵؎۔ترجمہ۔(اپنے جوتے اتار دو)۔

لسان العرب میں خلع کے معنی ازالہ کے بھی ہیں یعنی کے انسان نے اپنے کپڑے اتار دئے یا کپڑوں کو اپنے جسم پر سے ہٹا دیا۔۸۶؎

خلع ۔کا لفظ قرآن کریم میں عورت کی علیحدگی کے لحاظ سے کہیں بھی استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ عورت کی علیحدگی کے فیصلہ کے ساتھ بہ حیثیت تفریق کے استعمال ہوا ہے یعنی خلع اصطلاحاً اس ترک تعلق کو کہتے ہیں جو عورت اپنے مطالبے سے مرد سے حاصل کرتی ہے گویا خلع ایک قسم کی طلاق ہے لیکن اس میں مرد کے اختیار کے بجائے عورت کا مطالبہ پایا جاتا ہے قبل از اسلام طلاق مرد کا ہتھیار تھا جسے وہ جب چاہے استعمال کرتا لیکن اسلام نے سب سے پہلے اسے چند شرائط کے ساتھ مقید کیا پھر مرد کی گرفت کو مزید نرم کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا کے عورت کو بعض حالات میں یہ اجازت دی کے وہ طلاق کا مطالبہ کر سکے اور اگر وہ اپنے مطالبے میں حق بجانب ہے تو حکمین کے ذریعے یا عدالت کی سطح پر طلاق حاصل کر سکتی ہے اگرچہ خلع میں بنیادی صوابدید عورت کی ہے کے اگر وہ شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اسے یہ اختیار ہے کے وہ علیحدہ ہو جائے البتہ اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کے شوہر سے نجات کی صورت میں اسے مہر کی قربانی دینی پڑے گی یعنی جو رقم اس کے شوہر نے اس کو مہر کی صورت میں دے رکھی ہے وہ اسے واپس کر دے اور اس سے طلاق حاصل کر لے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں، اسلام میں جو سب سے پہلے خلع کا واقعہ پیش آیا وہ عبداللہ بن ابی کی بہن کا تھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا اس کے اور میرے سر کو کوئی چیز جمع نہیں کر سکتی ہے کیونکہ میں نے جب اپنے گھونگھٹ کے پلو کو اٹھا کر دیکھا تو وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ آ رہا تھا لیکن وہ ان میں سب سے زیادہ کالا ،کوتاہ قامت اور بدصورت تھا اس پر اس کے شوہر نے کہا ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو اپنا بہترین مال اپنا باغ دیا ہے اگر یہ مجھے میرا باغ لوٹا دے تو ٹھیک ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے اس کی مرضی پوچھی جس پر اس عورت نے کہا ٹھیک ہے اگر وہ چاہے تو میں اس

میں اضافہ بھی کرسکتی ہوں چنانچہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کروادی۔۸۷؎

اسی طرح سے ایک واقعہ حبیبہ بنت سہل الانصاریہ ؓ کا بھی ہے وہ ایک دن صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے میں آ کر کھڑی ہوگئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہنے لگیں میں اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہوں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت بن قیس کو بلوا کر پوچھا پھر فیصلہ اس امر پر ہوا کے حبیبہ بنت سہل ؓ کے پاس اس کے خاوند کا جو کچھ بھی دیا ہوا ہے وہ اسے واپس کردے۔۸۸؎

خلع کے دو واقعات حضرت عثمان غنی ؓ اور حضرت عمر ؓ کے دور میں بھی پیش آئے تاہم حضرت عمر ؓ کے دور کے واقعہ کی شدت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کے آپ نے خلع طلب کرنے والی ایک عورت کو ایک باڑے میں بند کردیا اور جب صبح ہوئی تو اس عورت سے اس کا حال دریافت کیا؟ اس پر وہ عورت بولی کے میرے لئے یہ رات ان تمام راتوں سے زیادہ آرام دہ تھی جو میں نے آج سے پہلے گزاریں عورت کا یہ جواب سن کر حضرت عمر ؓ نے اس کے حق میں خلع کا فیصلہ کردیا۔۸۹؎

خلع کے لئے عورت کی طرف سے صرف اظہار ناپسندیدگی ہی کافی ہے لیکن عورت کو اس کی نفرت کو دور کرنے اور شوہر کے ساتھ خوش گوار تعلقات کو استوار کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے خلع کے مطالبے میں عورت کے سوا باہر کی کوئی شخصیت بھی فیصلہ کن حیثیت نہیں رکھتی ہے کے وہ اپنی صوابدید پر اس عورت کے اس مطالبے کو ناجائز قرار دے کیونکہ اگر وہ عورت اپنی طبیعت کی ناپسندیدگی کے سوا اگر کوئی دوسرا عذر نہ بھی پیش کرپائے جب بھی وہ حق بجانب ہی تصور کی جائے گی کیونکہ شوہر کی عادات ونفسیات کا اندازہ اس کے سوا کوئی دوسرا بہتر انداز سے نہیں لگا سکتا ہے۔

خلع اور قانون:

خلع عدالت کی صوابدید پر ہوتا ہے عدالت بیوی کے دعویٰ خلع میں بیان کردہ وجوہات اور حالات سے اگر مطمین ہوتو خلع کی ڈگری جاری کردی جاتی ہے کیونکہ خلع کے لئے کوئی خصوصی وجہ بنیادنہیں ہوتی ہے جبکہ اس کا بنیادی تصور یہ ہے کے بیوی اللہ کی قائم کردہ حدود کے اندر شوہر کے ساتھ مزیدنہیں رہ سکتی کیونکہ بیوی کوشوہر کے رویے کی وجہ سے اس سے نفرت ہوگئی ہے اگرچہ یہ بھی عدالت طے کرتی ہے کے آیا بیوی نے شوہر کوحق مہر لوٹانا ہے کےنہیں یا کوئی اور معاوضہ 'زرِخلع' کے طور پر شوہر کوادا کرنا ہوگا۔

۱۔عدالت پہلے دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کرتی ہے۔

۲۔اگر اس میں ناکامی ہوتو پھر وہ نوٹس جاری کرتی ہےاور اخبار میں اشتہار بھی دیا جاتا ہے تاکہ شوہر عدالت میں حاضر ہو اگر وہ عدالت میں حاضرنہیں ہوا تو پھر عدالت بیوی کے یک طرفہ بیان پر بھی خلع کا فیصلہ دے دیتی ہے۔

۳۔مہر بیوی کو چھوڑنا ہوتا ہے اگر لے لیا ہے تو واپس کرنا ہوتا ہے اور اگرنہیں لیا ہے تو وہ مہر اس کو چھوڑنا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق !اس کی حیثیت طلاق بائنہ کی ہوگی اور اس کی عدت بھی طلاق کی طرح ہی کی جائے گی لہٰذا حضرت عمرؓ ،حضرت علیؓ ،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ،حضرت سعید ابن مسیبؒ ،حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ کی یہی رائے ہے لیکن کچھ دیگر فقہاء کے مطابق چونکہ یہ ایک مستقل معاملہ ہے لہٰذا اس کی عدت صرف ایک ماہ ہوگی زوجین کی مرضی اور رضامندی سے خلع میں گناہ نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے!

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا

حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔۹۰؂

ترجمہ۔طلاق دو مرتبہ ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں جو تم نے انہیں دیا ہے مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ دے کر پیچھا چھڑا لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو، اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا سو وہی ظالم ہیں۔

اللہ تعالی نے عورت کی فطرت میں گھر کو بسانے اور اس کو سجانے اور سنوارنے کی عادت رکھی ہے لیکن کچھ کمزور کردار خواتین اس انتہائی قدم تک جاتی ہیں لیکن عموماً خواتین اپنے گھر کو بسانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں دوسری جانب ان پر معاشرتی دباؤ مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے جبکہ نباہ اور قربانی کے حوالے سے بھی انھی کی طرف دیکھا جاتا ہے لہٰذا کوئی عقل مند عورت کسی بھی طرح اپنے اوپر طلاق یافتہ ہونے کا لیبل لگوانا پسند نہیں کرے گی لیکن بہ امر مجبوری اللہ تعالی نے اس کو بھی یہ اختیار تفویض کیا ہے کے اگر حالات واقعی اتنے ہی نامساعد ہوجائیں اور نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو بہتر طریقہ سے اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے علیحدگی اختیار کی جاسکتی ہے پھر یہ کے مرد یا عورت کو یہ احساس نہ ہو کے ہم تنہا ہی رہ گئے۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا۔۹۱؂

ترجمہ۔اگر وہ دونوں (زوجین) جدا ہوجائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے بے نیاز کردے گا بے شک اللہ بہت وسعت اور حکمت والا ہے۔

رشتہ عقد کو ختم کرنے کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ طلاق ۔ ۲۔ خلع ۔

۳۔ اسلامی عدالت کا فیصلہ ۔

۴۔ طلاق:

عربی زبان میں طلاق کے معنی آزاد ہونے کے ہیں یعنی عورت اپنے شوہر سے جدا ہوگئی یا 'اطلق الاسیر' سے مراد قیدی کو رہا کر دیا گیا یا 'الطالقہ' سے مراد وہ اونٹنی جیسے آزاد چھوڑ دیا جائے اور اس کا جہاں سے جی چاہے وہ وہاں سے کھائے یعنی بے نکیل اونٹنی ۔

امام راغب اصفہانی نے طلاق کے بنیادی معنی کسی بندھن سے آزاد کرنے یا نجات دینے کے بیان کئے ہیں لہٰذا استعارتاً یہ لفظ بیوی کو نکاح کی بندش سے آزاد کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ ۹۲؎

فقہاء کے نزدیک طلاق کے اصطلاحی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے کے اس میں ازالہ نکاح یا حلال تعلق کا اختتام کا مفہوم پایا جاتا ہے ۔

طلاق کی تعریف:

اسلامی شریعت کی اصطلاح میں طلاق سے مراد وہ علیحدگی ہے جس کا حق مرد کو دیا گیا اور جس کے ذریعے مرد نکاح کے رشتے کو ختم کر کے اپنے حقوق زوجیت سے دست بردار ہوتا ہے ۔

رکن طلاق:

طلاق کے لئے مخصوص الفاظ کا استعمال کرنا طلاق کا رکن ہے ۔

طلاق واقع ہونے کی شرائط:

طلاق واقع ہونے کے لئے درج ذیل شرائط ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی جبکہ طلاق دیتے وقت طلاق دینے والا ۔

۱۔ بالغ ہو (نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی) ۔

۲۔ عاقل ہو (پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوتی) ۔

۳۔ بیدار (نیند میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی)۔

۴۔ اور وہ ہوش و حواس میں ہو۔

اسلامی معاشرے میں نکاح کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کے کیونکہ اس کے ذریعے حدود اللہ کی پابندی اور اخلاق کی تربیت ہوتی ہے لیکن اگر تعلقات خراب ہو جائیں یا اس تعلق میں کوئی کمی واقع ہو جائے تو اسلام اسے برداشت کرنے کی ہدایت دیتا ہے کیونکہ اصل مقصد انسانی معاشرے کا ربط اور استحکام ہے۔

طلاق کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ‌ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ۔ ۹۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! تمہیں یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو، اور نہ ان کو اس واسطے روکے رکھو کہ ان سے کچھ اپنا دیا ہوا مال واپس لے سکو مگر (تب لے سکتے ہو) اگر وہ کسی صریح بدچلنی کا ارتکاب کریں، اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کے تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ‌ ۖ فَاِمۡسَاكٌ ۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ ۢ بِاِحۡسَانٍ‌ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـئًا اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ‌ ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ ‌ؕ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ۚ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔ ۹۴

ترجمہ۔طلاق دو مرتبہ ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے،

اور تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں جو تم نے انہیں دیا ہے مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ دے کر پیچھا چھڑا لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو، اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا سو وہی ظالم ہیں۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔۹۵؎

ترجمہ۔ جب عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں حسن سلوک سے روک لو یا انہیں دستور کے مطابق چھوڑ دو، اور انہیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکو تا کہ تم سختی کرو، اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا، اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ، اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت کرے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔۹۶؎

ترجمہ۔ جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنی عدت تمام کر چکیں تو اب انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق راضی ہو جائیں،

تم میں سے یہ نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزی اور بڑی صفائی کی بات ہے، اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۔۹۷

ترجمہ۔تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور ان کے لیے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو، اور انہیں کچھ سامان دے دو وسعت والے پر اپنے قدر کے مطابق اور مفلس پر اپنے قدر کے مطابق سامان حسب دستور ہے، نیکو کاروں پر یہ حق ہے .

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔۹۸

ترجمہ۔طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لیے جائز نہیں کہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں، اور ان کے خاوند اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ اصلاح کا اردہ رکھتے ہیں اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے، اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ

يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۔۹۹؎

ترجمہ۔اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو اور عدت گنتے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، نہ تم ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں مگر جب کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام کریں، اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ اس کے بعد اور کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۔۱۰۰؎

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور ان کے لیے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو، اور انہیں کچھ سامان دے دو وسعت والے پر اپنے قدر کے مطابق اور مفلس پر اپنے قدر کے مطابق سامان حسب دستور ہے، نیکوکاروں پر یہ حق ہے۔

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۔۱۰۱؎

ترجمہ۔طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے دستور کے موافق خرچ دینا، پرہیزگاروں پر یہ لازم ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۱۰۲؎

ترجمہ۔اگر تم انہیں طلاق دو اس سے پہلے کہ انہیں ہاتھ لگاؤ حالانکہ تم ان کے لیے مہر مقرر کر چکے ہو تو نصف اس کا (دے دو) جو تم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، اور تمہارا معاف کر دینا پرہیزگاری کے

زیادہ قریب ہے، اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو، کیوں کہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حضرت جبیر بن معطمؓ نے اپنی بیوی کو بغیر دخول کے طلاق دی پھر انھوں نے اپنی مطلقہ کو پورا مہر بھی ادا کیا اور کہا کے انا احق بالعفو۔ یعنی۔ بغیر طلب کے دینے یعنی اپنا حق چھوڑنے کا حق مجھے زیادہ ہے۔ ۱۰۳؎

یَآ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَکَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡھُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡھُنَّ فَمَا لَکُمۡ عَلَیۡھِنَّ مِنۡ عِدَّۃٍ تَعۡتَدُّوۡنَھَا ۚ فَمَتِّعُوۡھُنَّ وَسَرِّحُوۡھُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا ۔ ۱۰۴؎

ترجمہ۔اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں چھوؤ تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کرنے لگو، سو انہیں کچھ فائدہ دو اور انہیں اچھی طرح سے رخصت کر دو۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی کے مطالعہ سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کے اگر ازدواجی تعلق بوجھل ہوجائے اور نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں فریقین ازدواجی تعلق کو ختم کر سکتے ہیں لہٰذا یہ قدم نہایت سنجیدگی تحمل اور بردباری سے اٹھانا چاہئے جلد بازی یا غم وغصہ میں ایک ساتھ طلاق دے کر ساری زندگی پچھتانے سے بہتر ہے اسلام نے جس طریقہ سے طلاق کا حکم دیا ہے اسی طریقہ سے طلاق دی جائے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں، حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک مبغوض ترین طلاق ہے۔ ۱۰۵؎

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے روئے زمین پر کوئی شے پیدا نہیں کی جو اسے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہو اور روئے زمین پر کوئی ایسی چیز

پیدا نہیں کی گئی جو اسے طلاق سے زیادہ مبغوض ہو۔۱۰۶؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر وہ عورت جس نے غیر ضروری طور پر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔۱۰۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ تعالی مزہ چکھنے اور پھرنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔۱۰۸؎

طلاق کے بارے میں اصل چیز دینی اور اخلاقی قدروں کی حفاظت ہے لیکن بعض اوقات مزاج کے اختلاف اور شکل وصورت کی عدم قبولیت بھی اس کی ایک وجہ بن جاتی ہے، اسلام حتی الامکان یہ کوشش کرتا ہے کے طلاق صرف دینی اور اخلاقی قدروں کی بنیاد پر ہو جہاں تک مزاج اور شکل وصورت کا تعلق ہے تو اسلام اس کو برداشت کرنے کی ہدایت کرتا ہے اگرچہ کسی وقت یہ چیزیں بھی نا قابل برداشت ہوکر بنیاد بن سکتی ہیں لیکن اسلام نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی بیوی کی زبان درازی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اسے طلاق دے دو پھر ان صحابی نے کہا لیکن اس سے میرا ایک بیٹا بھی ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا! پھر اس کو سمجھاؤ اور نصیحت کرو اگر اس میں خیر ہوگی تو وہ نصیحت قبول کرنے والی ہوگی۔۱۰۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تین باتیں ایسی ہیں کے جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور جن کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

۱۔طلاق۔ ۲۔نکاح۔ ۳۔رجوع۔۱۱۰؎

اسلام نے طلاق کی حد متعین کر دی اور یہ کہا کے ایک آدمی تین سے زائد طلاقیں نہ دے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ اَنۡ يَّتَرَاجَعَآ اِنۡ ظَنَّآ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ

يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ ۱۱۱؎

ترجمہ۔ پھر اگر اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد اس کے لیے وہ حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے، پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع کر لیں اگر ان کا گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے، اور یہ اللہ کی حدیں ہیں وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو ۱۰۰ طلاقیں دی ہیں اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا تین طلاقوں سے تیری بیوی مطلقہ ہوگئی ہے جبکہ بقیہ ۹۷ طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔ ۱۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تو وہ اس وقت حائضہ تھیں حضرت عمرؓ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا اس سے کہو کے وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے روک رکھے تا کہ وہ پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر وہ پاک ہو پھر اگر وہ سمجھے کے اسے طلاق دینا ہے تو اسے اس حال میں طلاق دے کے وہ عورت طہر میں ہو اور اس سے قربت نہ کی گئی ہو تو یہ وہ عدت ہے کے جس کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

ایک روایت میں ہے کے ایک دفعہ پھر رجوع کرے پھر اسے حالت طہر میں طلاق دے یا حمل کی صورت میں۔ ۱۱۳؎

طلاق دینے کا طریقہ:

طلاق کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔طلاق احسن۔ ۲۔طلاق حسن۔ ۳۔طلاق بدعی۔

۱۔طلاق احسن:

کتاب وسنت سے طلاق کا پسندیدہ طریقہ یہی ہے، جسے فقہاء کرام نے طلاق احسن کا نام دیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کے حالت طہر (اور بغیر ازدواجی تعلق کے قائم کئے ہوئے) میں ایک

طلاق دی جائے اوراس پر عدت گزرنے دی جائے زیادہ سے زیادہ اگر کوئی بات مقصود ہوسکتی ہے تو وہ یہ کے دوسرے طہر (اس میں بھی کوئی ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے) میں دوسری طلاق دی جائے لیکن فقہاء کا یہ خیال ہے کے اگر جھگڑا ایسے وقت میں ہوا ہو جب بیوی کو ایام ماہواری ہوتو ایسے وقت میں اسے طلاق نہیں دینی چاہیئے بلکہ اس کے پاک ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے نیز طلاق دینے سے پہلے ازدواجی تعلق بھی قائم نہ کیا جائے اسی طلاق کو طلاق احسن کہا جاتا ہے۔

۲۔طلاق حسن:

اس طریقہ میں عورت کو ہر ایام کی پاکی کے بعد ایک طلاق دی جائے اوراس دوران جنسی تعلق بھی استوار نہ کیا جائے یعنی پہلے طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری طلاق، تیسرے طہر میں تیسری طلاق اور اگر کسی وجہ سے ایام نہ ہو رہے ہوں تو پھر ہر مہینے میں ایک ،ایک طلاق دے طلاق کا یہ طریقہ حسن ہے یعنی پہلے طریقے کے مقابلے میں کم بہتر ہے کیونکہ اس طریقہ میں پہلے طریقہ کے مقابلے میں اول تو عدت کی مدت بڑھتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے عورت کو پریشانی ہوتی ہے پھر یہ بھی کے طلاق کا بلاضرورت استعمال ہے جس میں تیسری طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کی یا حلالہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی ۔

۳۔طلاق بدعی:

طلاق کے اس طریقہ کو شریعت قطعاً پسند نہیں کرتی کیونکہ یہ طلاق مرد عورت کو ایام ماہواری میں دیتا ہے یا پھر اس نے اس کے ساتھ جنسی تعلق استوار کیا اور پھر اس کے بعد اس کو طلاق دی یا پھر ایک ساتھ تین طلاقیں دے دے شریعت اس طریقہ کو اس لئے بھی ناپسند کرتی ہے کے مرد اپنی طاقت اور اختیار کا بے جا استعمال کرتا ہے اگر چہ ان سب طریقوں سے طلاق واقع ہوجاتی ہے لیکن شریعت اس کو ناپسند کرتی ہے ۔

محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کے اس

نے اپنی بیوی کو اکھٹی تین طلاقیں دی ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ غضبناک ہو گئے اور کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا! کیا وہ اللہ کی کتاب سے کھیلتا ہے؟ جبکہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں۔ ۱۱۴؎

جمہور فقہاء کا رجحان یہ ہے کہ لفظ ثلاث سے دی جانے والی طلاقوں کا حکم تیسری طلاق کا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کے خلافت کے دو برسوں میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتیں تھیں۔ ۱۱۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر وہ اس پر شدید غمزدہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کس طرح سے طلاق دی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کے میں نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں ہیں تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا! یہ تو ایک ہی طلاق ہے تم رجوع کرلو۔ ۱۱۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر طلاق جائز ہے، سوائے مدہوش کے اور اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل پر غلبہ ہے۔ ۱۱۷؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین آدمیوں سے مواخذہ نہیں ہے۔ ۱۔ سونے والے سے حتی کے وہ بیدار ہو۔
۲۔ بچے سے جب تک کے وہ بالغ نہ ہوجائے۔
۳۔ مغلوب العقل سے کے جب تک وہ ہوش میں نہ آجائے۔ ۱۱۸؎

ایلاء (صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا):

ایلاء کا مادہ ’ال ؤ‘ ہے جس کے معنی ہیں تاخیر، سستی، قسم وغیرہ اگر کوئی شخص قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر شرعی کے قسم کھالے کے وہ پورے چار مہینے تک یا اب کبھی بھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرے گا تو پورے چار مہینے گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر

چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی صحبت کرلے توقسم ٹوٹ جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی مگر قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔119؎

ترجمہ۔جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

قسم کا کفارہ:

ایلاء میں قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے۔

ا۔اگر طاقت ہوتو ساٹھ روزے لگاتار رکھے اور درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوٹے۔

۲۔جب تک روزے ختم نہ ہوں عورت سے دن یا رات میں کسی وقت بھی صحبت نہ کرے ورنہ دوبارہ سے روزے رکھنے پڑ جائیں گے

۳۔اگر چاند کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے ہیں تو ۳۰ یا ۲۹ کا جیسا مہینہ پائے اسی طرح سے روزے رکھے گا۔

۴۔اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا بغیر پکا ہوا اناج بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے اور ایک دن کا اناج ایک فطرہ کے برابر ہوگا۔

۵۔اگر بغیر قسم کھائے یہ کہا کے اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلاء ہوگیا اگر صحبت کرے گا تو ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی اور چونکہ قسم نہیں کھائی اس لئے اس کا کفارہ نہ ہوگا لیکن اگر چار مہینے گزر گئے اور صحبت نہیں کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی۔

ظہار:

ظہار کا مادہ ظہر سے نکلا ہے جس کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اوران کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں

ہے اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے اگر چہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کرسکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۔۱۲۰؎

ترجمہ۔ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے، اور بے شک انہوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات منہ سے نکالی ہے اور بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۔۱۲۱؎

ترجمہ۔ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو (بہتر) ورنہ تمہارے دل تو مائل ہو ہی چکے ہیں، اور اگر تم آپ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے بھی، اور سب فرشتے اس کے بعد آپ کے حامی ہیں۔

لعان:

اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کے وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کہ ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے

کے اس نے اپنی بیوی پر جو زنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے شوہر نے جو زنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۔ ۱۲۲؎

ترجمہ۔ جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں، سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کے بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔

جب دونوں فریقین ایسا کر لیں گے تو ان میں تفریق کروادی جائے گی اور یہ تفریق دائمی ہوگی حلالہ کے بعد بھی ان میں دوبارہ نکاح نہیں کروایا جا سکتا لعان کے بعد اگر شوہر نے مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ اس کو ادا کرے گا اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کے بچے کو اس کی طرف منسوب سمجھا جائے گا۔

مصاہرت:

مصاہرت کا مطلب یہ ہے کے اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے ساتھ بوس وکنار کرے یا کوئی عورت کسی مرد کے ساتھ یہ عمل کرے تو دونوں صورتوں میں اس مرد پر اس عورت کی بیٹی اور ماں یعنی اصول اور فروع۔نسبی اور رضاعی حرام ہوجاتے ہیں اگر شوہر اپنی ساس کے ساتھ ایسا فعل کرے تو اس کی بیوی اس کے لئے حرام ہوجائے گی، چاہے یہ عمل جان کر یا ان جانے میں ہو اسی طرح سے اگر کوئی سسر اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ ایسا فعل کرے تو بیٹے پر اس کی بیوی حرام ہوجائے گی اب سسر نے چاہے یہ فعل جان کر کیا ہو یا انجانے میں کیا ہو اس حرمت کے لئے اسلامی عدالت کا فیصلہ ضروری نہیں ہے لیکن اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی اس کو تسلیم نہ کرے اور معاملہ عدالت میں جائے تو قاضی گواہ اور ثبوت کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اگر عدالت میں اس کا ثبوت نہ ہوسکا اور عدالت نے تفریق کا فیصلہ نہ کیا تو قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً تسلیم کیا جائے گا۔

ارتداد (اسلام سے پھر جانا):

ارتداد کا مطلب ہے اسلام سے پھر جانا اور کسی دوسرے مذہب کو اپنا لینا اسلام کسی پر زور زبردستی کا سرے سے قائل ہی نہیں لیکن اگر کوئی شخص حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا تو اسے بہت سوچ سمجھ کر نہایت اطمینان کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا چاہئے کیونکہ یہاں آنے کا راستہ تو ہے لیکن جانے کا نہیں اسی لئے قبولیت اسلام سے متعلق فیصلے کو کرنے سے پیشتر اس کا نہایت گہرائی اور مختلف زاویوں سے تجزیہ ضروری ہے کیونکہ اسلام لانے کے بعد اس مذہب سے سے پھر جانا یا اس کو چھوڑ دینے کی سزا نہایت سخت ہے یعنی اسلام مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے بظاہر یہ ایک سخت سزا ہے جس کے کئی محرکات میں سے ایک یہ بھی ہے کے دین اسلام کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ آج اس کو اپنا لیا اور جب جی چاہا اسے چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرلیا لہٰذا بہت سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھانا چاہئے۔

مرتد کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔ ۱۲۳؎

ترجمہ۔ جو تم میں اپنے دین سے پھرے اور وہ کفر کی حالت میں مرجائے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہوئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ۔ ۱۲۴؎

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی جبکہ یہی لوگ گمراہ ہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پاک ہیں!

جو مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ کی گواہی دے دے تو ایسے کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں سوائے تین لوگوں کے۔

۱۔ مرتد۔

۲۔ شادی شدہ زانی۔

۳۔ قصاص میں قتل ہونے والا شخص۔ ۱۲۵؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! جو شخص دین تبدیل کرلے اس کو قتل کردو۔ ۱۲۶؎

حضرت عمر فاروقؓ ایسے مرتد شخص کو تین دن کی مہلت دیتے تا کہ وہ توبہ کر لے اور واپس حلقہ اسلام میں شامل ہو جائے، اس سے یہ پوچھا جاتا کے کہیں کسی خوف یا پریشانی کی وجہ سے تو وہ یہ قدم نہیں اٹھا رہا؟ اگر اس کا جواب نہ میں ہوتا تو تین کے بعد اس کو قتل کر دیا جاتا۔ ۱۲۷؎

شوہر اور بیوی میں سے اگر شوہر اسلام سے منحرف ہو جائے تو فریقین کے درمیان نکاح باقی

نہیں رہے گا لیکن اگر بیوی اسلام چھوڑ کر عیسائی یا یہودی ہو جائے تو ان کا نکاح برقرار رہے گا اور اگر بیوی مشرک ہو جائے تو فوراً نکاح ختم نہیں ہوتا البتہ ازداجی تعلق جائز نہیں رہتا اسی طرح سے اگر مذہب میں تبدیلی کی گئی یعنی اگر کافر شوہر اور بیوی نے اسلام قبول کرلیا تو ان کا سابقہ نکاح باقی رہے گا۔تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ۔۱۲۸؎

۵۔عدت:

عدت عربی زبان میں تیاری کو کہتے ہیں یعنی اگر شوہر مرجائے یا طلاق دے یا خلع یا ایلاء وغیرہ یا کسی بھی صورت نکاح ٹوٹ جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت کے لئے عورت کو ایک گھر میں رہنا ہوتا ہے جب تک کے یہ مدت ختم نہ ہو جائے وہ کہیں آ جا نہیں سکتی اور نہ ہی کسی دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے اس مخصوص مدت کو اسلام میں عدت کہا جاتا ہے عورت کی عدت میں اللہ کی عظیم الشان حکمتیں پوشیدہ ہیں عورت چونکہ دوران عدت نکاح نہیں کرسکتی لہٰذا اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کے اگر وہ ماں بننے والی ہے تو اس کا حمل ظاہر ہو جائے اور آنے والے بچے کی درست ولدیت کا تعین ہو جائے کیونکہ اسلام انسان کے نسب کے بارے میں بہت محتاط ہے عدت کی دوسری حکمت عملی یہ ہے کے اس دوران عورت مستقبل کی منصوبہ بندی کو زیادہ تحمل اور برباری سے طے کرے یعنی اب اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟ ذیل میں عدت کے مختلف حالات کا تعین کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔۱۲۹؎

ترجمہ۔طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اوران کے لیے جائز نہیں کہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر

ایمان رکھتی ہیں، اور ان کے خاوند اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ اصلاح کا اردہ رکھتے ہیں، اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے، اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(کیونکہ مطلقہ کی عدت ۳ ماہ ہے)۔

وَاللَّآئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللَّآئِیْ لَمْ یَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۔۱۳۰؎

ترجمہ۔تمہاری عورتوں میں سے جن کو حیض کی امید نہیں رہی ہے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا، اور حمل والیوں کی عدت ان کے بچہ جننے تک ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے کام آسان کر دیتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۔۱۳۱؎

ترجمہ۔ جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے، پھر جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو خبر دار ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔۱۳۲؎

ترجمہ۔ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کے لیے گزارہ کے واسطے وصیت کرنی چاہیے گھر سے باہر گئے بغیر، پھر اگر وہ خود نکل

جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں اپنے حق میں دستور کے موافق کریں، اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۔ ۱۳۳؎

ترجمہ۔اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو اور عدت گنتے رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، نہ تم ہی ان کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں مگر جب کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام کریں، اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدوں سے بڑھا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ اس کے بعد اور کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

اگر عدت والی حاملہ ہو تو:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۔ ۱۳۴؎

ترجمہ۔طلاق دی ہوئی عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنے مقدور کے موافق رہتے ہو اور انہیں ایذا نہ دو انہیں تنگ کرنے کے لیے، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو جب تک وہ وضع حمل کریں، پس اگر پلائیں دودھ تمہارے لیے تو ان کو ان کی اجرت دو، اور آپس میں دستور کے مطابق مشورہ کرلو، اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو اس کے لیے دوسری عورت دودھ پلائے گی۔

اگر شوہر مرجائے یا بیوی کو طلاق دے دے اور وہ عورت اس وقت حاملہ ہوتو بیوی کی عدت بچے کی پیدائش تک ہوگی اب یہ وقت چاہے بچے کی ولادت نو ماہ کے بعد ہو یا پھر شوہر کے انتقال یا طلاق دینے کے اگلے دن یا اگلے ہی گھنٹے ہی کیوں نہ ہو بیوی کی عدت بچے کی پیدائش پر ختم ہوجائے گی اسی طرح سے اگر حمل ساقط ہوجائے تو اسقاط حمل ہوتے ہی اس عورت کی عدت ختم ہوجائے گی۔

عدت والی کو اپنے حمل کو چھپانا جائز نہیں:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔١٣٥؁

ترجمہ۔اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لیے جائز نہیں کہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں، اور ان کے خاوند اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ اصلاح کا اردہ رکھتے ہیں، اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے، اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

عدت میں منگنی کا کنایہ کرنے میں گناہ نہیں:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۔١٣٦؁

ترجمہ۔تم پر اس میں گناہ نہیں ہے کہ ان عورتوں کو اشارہ سے پیغام نکاح دو اور یا تم اسے اپنے

دل میں چھپاؤ، اللہ جانتا ہے کہ تمہیں ان عورتوں کا خیال پیدا ہوگا لیکن مخفی طور پر ان سے نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ قاعدہ کے مطابق کوئی بات کہو، اور جب تک معیاد نوشتہ پوری نہ ہو اس وقت تک نکاح کا قصد بھی نہ کرو، اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو، اور جان لو اللہ بڑا بخشنے والا بردبار ہے۔

عدت میں نکاح نہ کرو:

حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَه ۚ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِىْ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ ۱۳۷؎

ترجمہ۔نکاح کی گرہ لگانے کا ارادہ نہ کرو، جب تک کے معیاد اپنے اختتام کو نہ پہنچ جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۔۱۳۸؎

ترجمہ۔اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں چھوؤ تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کرنے لگو، سو انہیں کچھ فائدہ دو اور انہیں اچھی طرح سے رخصت کردو.

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۔۱۳۹؎

ترجمہ۔عدت کے دنوں کو گنتے رہو۔

حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ ۚ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِىْ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ ۱۴۰؎

ترجمہ۔نکاح کی گرہ لگانے کا ارادہ نہ کرو، جب تک کے معیاد اپنے اختتام کو نہ پہنچ جائے۔

بیوہ عورتوں کا نکاح:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ ۔۱۴۱؎

ترجمہ۔اپنی بیوہ عورتوں کا نکاح کرو۔

حلالہ:

طلاق کے بعد اگر عورت دوسری شادی کرلے اور وہ دوسری شادی بھی ناکامی (طلاق) یا شوہر کے مرجانے کی وجہ سے ختم ہوجائے تو عدت گزارنے کے بعد عورت کسی تیسرے مرد کے بجائے اگر اپنے پہلے شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو یہ صورت اسلام میں جائز ہے جبکہ یہ نکاح بھی درست ہوگا لیکن اگر شوہر سے طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد کو ایک مخصوص مدت تک کے لئے نکاح کے لئے تیار کیا گیا ہو اور پھر اس سے طلاق لے کر پہلے سے نکاح کیا جائے تو اسلام میں یہ عمل سخت ناپسندیدہ ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ ۱۴۲؂

ترجمہ۔پھر اگر اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد اس کے لیے وہ حلال نہ ہوگی یہاں تک کے وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے، پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کے آپس میں رجوع کرلیں اگر ان کا گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۔ ۱۴۳؂

ترجمہ۔یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے (دونوں پر) لعنت فرماتا ہے۔ ۱۴۴؂

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اور اس سے کوئی شخص اس شرط کے ساتھ نکاح کرے کے وہ صحبت کرنے کے بعد اس کو طلاق دے دے گا تا کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے تو یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے پھر انھوں نے مندرجہ بالا حدیث کا حوالہ پیش کیا۔

طلاق کے بعد عورتوں کے حقوق:

طلاق ہو جانے کے بعد درج ذیل حقوق خواتین کو حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔طلاق کی صورت میں حمل اور رضاعت کے تمام اخراجات مرد کے ذمہ ہوں گے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۔۱۴۵؎

ترجمہ۔طلاق دی ہوئی عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنے مقدور کے موافق رہتے ہو اور انہیں ایذا نہ دو انہیں تنگ کرنے کے لیے، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو جب تک وہ وضع حمل کریں، پس اگر پلائیں دودھ تمہارے لیے تو ان کو ان کی اجرت دو، اور آپس میں دستور کے مطابق مشورہ کرلو، اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو اس کے لیے دوسری عورت دودھ پلائے گی۔

۲۔طلاق ہو جانے کے بعد عورت کو مال ومتاع دے کر بہت احسن انداز سے رخصت کیا جائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۔۱۴۶؎

ترجمہ۔طلاق والیوں کو خوبی کے ساتھ خرچ دو اور یہ متقیوں پر حق ہے۔

۳۔ سابق شوہر کو اب قطعاً یہ حق حاصل نہیں کے وہ اپنی سابقہ بیوی کی زندگی میں کسی قسم کی دخل اندازی کرے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۔ ۱۴۷؎

ترجمہ۔ جب عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں حسن سلوک سے روک لو یا انہیں دستور کے مطابق چھوڑ دو، اور انہیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکو تا کہ تم سختی کرو، اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا، اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ، اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے اور جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت کرے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

۴۔ مطلقہ عورت اگر دوسری شادی کرنے کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو جائے اور زندگی کے اس موڑ پر اگر اس کو اس کا پہلا شوہر مل جائے اور دونوں کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہوں کے وہ دوبارہ گھر بسائیں اور اللہ کے مقرر کردہ حدود کی حفاظت کریں تو اس صورت میں وہ دونوں دوبارہ نکاح کر کے گھر بسا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَه مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَه فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ ۱۴۸؎

ترجمہ۔ پھر اگر اسے طلاق دے دی تو اس کے بعد اس کے لیے وہ حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے، پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں رجوع کرلیں اگر ان کا گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے، اور یہ اللہ کی حدیں ہیں وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔

۵۔ وہ عورت جو مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار چکی ہے اس کو مکمل مہر ملے گا اور اگر کچھ زیادہ بھی دے دیا گیا ہے تو وہ اس سے واپس لینا ایک مومن کے شایان شان نہیں۔

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ۔ ۱۴۹؎

ترجمہ۔ طلاق والیوں کے لئے خوبی کے ساتھ خرچ دینا ہے یہ متقیوں پر حق ہے۔

۶۔ وہ عورت جو ازدواجی تعلقات قائم ہونے سے قبل ہی طلاق یافتہ ہوجاتی ہے اس کو بھی مہر ملے گا

لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۔ ۱۵۰؎

ترجمہ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور ان کے لیے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو، اور انہیں کچھ سامان دے دو وسعت والے پر اپنے قدر کے مطابق اور مفلس پر اپنے قدر کے مطابق سامان حسب دستور ہے، نیکو کاروں پر یہ حق ہے۔

۷۔ مال ومتاع کی مقدار کا تعین شوہر کی مالی حیثیت کے مطابق کیا جائے گا۔

وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۔ ۱۵۱؎

ترجمہ۔ اگر تم انہیں طلاق دو اس سے پہلے کہ انہیں ہاتھ لگاؤ حالانکہ تم ان کے لیے مہر مقرر کر

چکے ہوتو نصف اس کا (دے دو) جوتم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، اور تمہارا معاف کر دینا پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے، اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو، کیوں کہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

٦۔وراثت کا حق:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت خواتین کوَ جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں قطعاً نہیں سوچا جاتا تھا دولت و جائیداد پر صرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ قائم تھا باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کرنے میں پیش پیش رہتے لیکن اسلام کی تعلیمات اور احکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے ،مرد چاہے امیر ہو یا غریب، وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش کا مالک ہر صورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افراد خانہ شریک ہوں گے یعنی ماں ، بہن ، بیوی ، بیٹی ، بیٹا ، بھائی وغیرہ افراد خانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے عورت کو اسلام نے افراد خانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنٰی قرار دیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔١٥٢

ترجمہ۔مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اگر چہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ مقرر ہے۔

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۔١٥٣

ترجمہ۔ جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے کچھ انہیں بھی دے دو اور ان کو معقول بات کہہ دو۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۔ ۱۵۴؎

ترجمہ۔ ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اپنے بعد چھوٹے چھوٹے ایسے بچے چھوڑنے والے ہوں جن کی انہیں فکر ہو تو پھر ان لوگوں کو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۔ ۱۵۵؎

ترجمہ۔ اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا ۔ ۱۵۶؎

ترجمہ۔ اگر لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دو تہائی ہے جو وہ چھوڑ مرا ہے۔

مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔ ۱۵۷؎

ترجمہ۔ اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا مال ہے۔

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۔ ۱۵۸؎

ترجمہ۔ اگر اولاد ہو تو ماں، باپ میں ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔۔۔۔ اور میت کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگر اس کے اولاد ہے۔

مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ ۔ ۱۵۹؎

ترجمہ۔ اگر اولاد نہ ہو تو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا۔۔۔۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔

اَبَوٰہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَہٗٓ اِخْوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ۔۱۶۰؎

ترجمہ۔ بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے ۔۔۔۔ اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔

مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْ بِھَآ اَوْ دَیْنٍ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔۱۶۱؎

ترجمہ۔ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے تم نہیں جانتے کے تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَلَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ۔۱۶۲؎

ترجمہ۔ اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کا نصف ہے ۔۔۔۔ تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا ہے، جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں، اگر ان کی اولاد نہ ہو تو۔

اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ کَانَ لَھُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ۔۱۶۳؎

ترجمہ۔ اولاد ہو تو چوتھائی ۔۔۔۔ پھر اگر ان کی اولاد ہو، تو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔

مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْنَ بِھَآ اَوْ دَیْنٍ وَلَھُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْتُمْ۔۱۶۴؎

ترجمہ۔ اولاد نہ ہو تو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے ۔۔۔۔ ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جو تم چھوڑ مرو، اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔

اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّکُمْ وَلَدٌ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکْتُمْ۔۱۶۵؎

ترجمہ۔ اولاد ہو تو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے ۔۔۔۔ اگر تمھاری اولاد ہے، تو ان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے، جو تم چھوڑ مرو۔

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کے شریعت نے میراث میں عورت کا

حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا تاہم شادی کے بعد عورت کو مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد کی طرف سے اپنی بیوی کو ادا کی جاتی ہے لیکن شریعت نے عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا ہے بظاہر دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملا لیکن مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر ان کی کفالت کی عظیم ترین ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو ان پہلوؤں کی جانب بھی توجہ دینی چاہئے۔

۷۔حق حضانت:

قرآن کریم نے بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں پر عائد کی ہے پھر اگر کسی وجہ سے مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاسکیں تو دوسری کسی عورت سے اس بچے کو دودھ پلوایا جاسکتا ہے لیکن یہاں قابل ذکر نکتہ یہ ہے کہ ایسی عورت تلاش کی جائے جس کا بچہ بھی اسی بچے کا ہم عمر ہو جس کے دودھ پلانے کی ذمہ داری اسے سونپی جارہی ہے کیونکہ بچے کی جسمانی ضرورت کے اعتبار سے ماں کے دودھ میں ہر روز تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے لہٰذا ایک ایسی ماں جو اپنے دوسال کے بچے کو دودھ پلا رہی ہے وہ کسی نوزائیدہ بچے کو دودھ پلوانے کے لئے ہرگز موزوں نہیں لیکن ماں یا پھر دوسری جو بھی عورت دودھ پلائے گی اس کا خرچ بچے کے باپ پر ہی ہوگا جبکہ بچے کے دوسرے اخراجات کا کفیل بھی بچے کا باپ ہی ہوگا لیکن یہاں ایک اور اہم نکتہ بھی ہے کے اگر شیر خوارگی کے عالم میں ماں کے بجائے کسی دوسری عورت نے بچے کو دودھ پلادیا تو وہ عورت بھی اس بچے کی ماں کے برابر درجہ یعنی رضاعی ماں کہلائے گی تاہم رضاعی ماں کے بچے اس دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے اور ان بہن بھائیوں سے اس کا نکاح شریعت کی رو سے ناجائز تصور کیا جائے گا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم۔۱۲۶؎

ترجمہ۔وہ مائیں بھی تم پر حرام ہیں،جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو،اور دودھ شریک بہنیں

بھی۔

حق حضانت سے مراد یہ ہے کے اگر میاں بیوی میں جدائی ہوجائے اور گود میں بچہ ہوتو اب اس کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے تاہم باپ اس بچے کو کسی بھی قیمت پر ماں سے چھین نہیں سکتا لیکن بچے کے سارے اخراجات باپ کو ہی ادا کرنے ہوں گے بصورت دیگر اگر ماں اس بچے کی خود پرورش نہ کرے اور وہ اس بچے کو اس کے باپ کے سپرد کردے تو پھر باپ کو اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری اٹھانے پڑے گی جبکہ وہ اس عورت کو زبرستی اپنا بچہ پرورش کے لئے نہیں دے سکتا اگر ماں نہ ہو یا اس نے بچے کو لینے سے انکار کردیا ہوتو اس کے بعد اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری نانی کی ہے پھر اگر نانی نہیں ہے یا وہ بھی انکار کردے تو اس بچے کی پرورش ذمہ داری دادی پر ہے تاہم اگر دادی نہ ہوں یا وہ انکار کردیں تو وہ بچہ اپنی ماں شریک بہنوں، اس کے بعد خالہ یا پھوپھی کی ذمہ داری ہے۔

ماں نے بچے کے باپ سے جدائی کے بعد اگر دوسرے کسی ایسے مرد سے نکاح کرلیا جو بچے کا محرم رشتہ دار ہے جیسے کے چچا تو اس صورت میں ماں کے پاس بچے کا حق پرورش رہے گا ایسی صورت میں اس بچے کو باپ نہیں لے سکتا اور اگر ماں نے کسی ایسے شخص سے نکاح کرلیا جو کے محرم رشتہ دار نہیں تو پھر ماں کے پاس اس بچے کی پرورش کا اختیار نہیں بلکہ اب اس بچے کی پرورش کا حق باپ کو ملے گا لیکن اگر اس مرد کا بھی انتقال یا اس سے بھی طلاق ہوگئی تو اس صورت میں بچے کا حق پرورش پھر ماں کو مل جائے گا۔

اگر بچے کے رشتے داروں میں سے کوئی عورت بچے کی پرورش کے لئے نا ملے تو پھر باپ اور اس کے بعد دادا پھر پردادا پھر سگا بھائی اسی ترتیب کے ساتھ جو ولایت نکاح میں ہیں انھیں اس کا حق پرورش حاصل ہوگا۔لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہوجائے اس کی پرورش کا حق ماں کے پاس رہتا ہے تاہم جب وہ سات سال کا ہوجائے گا تو باپ چاہے تو اس کو زبردستی بھی اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے چنانچہ سات برس کے بعد بیٹے کا حق پرورش باپ کو منتقل ہوجائے گا

ماں کا حق پرورش جہاں ایسے مرد سے نکاح کرنے سے ختم ہوجاتا ہے جو بچے کا محرم رشتہ دار نہ ہو وہاں ان اسباب سے بھی اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے یعنی اگر وہ۔

ا۔ مرتد ہوجائے۔

۲۔ بدکردار ہو۔

۳۔ بچہ کو اکیلا گھر میں چھوڑ کر اکثر اوقات گھر سے باہر گھومنے پھرنے جاتی ہو۔۱۶۷؎

نسب:

جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلائے گی اور کسی شبہ میں آکر اسے ناجائز کہنا یا یہ کہنا کے اس بچے کا باپ اس عورت کا شوہر نہیں ہے قطعاً ناجائز ہے اگرچہ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی اور اس عورت کو ایام ماہواری بھی آتے ہیں اور اس نے یہ اقرار بھی نہ کیا ہو کے مجھے تین حیض آچکے ہیں اور میری عدت ختم ہوچکی اور اگر طلاق ہونے کے بعد دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہوجائے تو شوہر اس بچے سے انکار نہیں کرسکتا اور شریعت کی رو سے اس بچے کا نسب باپ کی ہی طرف سمجھا جائے گا جبکہ یہ بچہ اسی شوہر کا ہوگا اور عورت اس کے نکاح میں باقی رہے گی اور یہ سمجھا جائے گا کے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت میں شوہر نے صحبت کی تھی اور طلاق سے رجوع کرلیا تاہم اگر شوہر انکار کردے تو پھر لعان کا حکم لگایا جائے گا ،اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دے دی اور بیوی نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہیں کیا پھر دو برس کے اندر اندر بچے کی پیدائش ہوگئی تو بچہ اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد بھی ہو مرد یہ دعویٰ کرے کے یہ بچہ میرا ہے تو یہی سمجھا جائے گا کے اس نے عدت میں دھوکے سے صحبت کرلی ہوگی کسی ایسی لڑکی کو طلاق ہوئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی مگر جوانی کے قریب ہے تو اس کو طلاق کے بعد پورے نو مہینے کے بعد بچے کی پیدائش عمل میں آئے تو وہ بچہ ناجائز تصور ہوگا اور اگر نو ماہ سے پہلے پیدا ہوجائے تو وہ اسی کے شوہر کا مانا جائے گا البتہ اگر وہ

لڑکی تین مہینے کی عدت کے اندر یہ اقرار کرلے کے مجھے حمل ہے تو وہ بچہ جائز سمجھا جائے گا پھر اگر دوسال کے اندر اندر بچہ پیدا ہوجائے تو وہ بچہ اسی کے شوہر کا کہلائے گا۔

کسی بالغہ کا شوہر مر جائے اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا اور اگر شوہر کے مرنے کے دوسال کے اندر اندر بچے کی پیدائش ہوگئی تو وہ بچہ اسی کے شوہر کا مانا جائے گا نکاح ہوگیا لیکن ابھی رواج کے مطابق رخصتی نہیں ہوئی اور بچے کی پیدائش ہوگئی لیکن اگر شوہر انکار نہیں کرتا ہے تو یہ بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا کیونکہ اس کا انکار نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کے خفیہ طور پر دونوں کے درمیان تعلقات استوار ہوگئے تاہم اگر شوہر انکار کردے تو پھر لعان کا حکم جاری ہوگا۔

اگر شوہر پردیس میں ہے اور اس کی عدم موجودگی میں بیوی کے یہاں بچے کی پیدائش ہوگئی اور اگر شوہر اس بچے کو اپنا بتاتا ہے تو ازروئے قانون شرعی بچہ اسی کا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کے وہ چپکے سے بیوی سے مل کر چلا گیا ہو اور دوسروں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو تاہم بعض اوقات کسی قانونی مجبوری سے بھی میاں بیوی کی خفیہ ملاقات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن اگر شوہر انکار کرے تو پھر لعان کا حکم جاری ہوگا۔

نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم عرصے میں اگر بچے کی پیدائش ہوجائے تو وہ بچہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور اگر پورے چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ اسی شوہر کا مانا جائے گا اور اگر شوہر انکار کرے تو پھر لعان کا حکم جاری ہوگا اگر کسی کے زنا کے نتیجے میں بچے کی پیدائش عمل میں آئی ہو اور عورت اس کا اقرار بھی کرلے لیکن پھر بھی اس بچہ کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا اور اس کو کوئی شرعی حق نہیں ملے گا۔۱۶۸؎

۸۔ قانون شہادت اور خواتین

شہادت کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کے کسی سچی بات کی خبر دینا خبر یا گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں لہٰذا شہادت کا لفظ مشاہدہ سے بنا ہے جس کے معنی معائنہ کے ہیں کسی معاملہ کے بیان کے سبب چونکہ اس کا معائنہ ہوتا ہے اس لئے اس اظہار بیان کو شہادت کہتے ہیں نصوص قرآنیہ میں اس کے لئے شہادۃ اور اشہاد کے الفاظ آئے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۔۱۶۹؎

ترجمہ۔ گواہی کو مت چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم کسی امر واقعہ کا اس طرح سے معائنہ کرو کے جس طرح سے سورج کو دیکھ رہے ہو تب تو اس کی شہادت (گواہی) دو ورنہ چھوڑ دو۔۱۷۰؎

قرآن کریم میں متعدد جرائم اور معاملات بیان کئے گئے ہیں مگر ہر جرم اور معاملہ پر گواہی کا بیان لازمی نہیں ہے لیکن آٹھ مقامات ایسے ہیں کے جہاں شہادت کے احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۔ طلاق کی عدت گزرنے پر جدائی کے لئے یا تجدید نکاح کے لئے (۲ گواہ)۔ ۲۔ لعان (۴ گواہ)۔ ۳۔ وصیت (۲ گواہ)۔ ۴۔ اثبات فاحشہ۔

۵۔ اموال یتامیٰ کی حوالگی (گواہ بنالو)۔ ۶۔ قذف (پاک دامن عورتوں پر تہمت کے وقت ۴ گواہ)۔ ۷۔ قرض (مالی معاملات میں ۲ گواہ)۔ ۸۔ سحاقت (عورتوں کا عورتوں کے ساتھ بے حیائی کا فعل اس میں ۴ گواہ)۔

اسی حوالے سے ارشادات خدوندی ہیں !

وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۔۱۷۱؎

ترجمہ۔اللہ کے لئے درست گواہی دو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

۔۱۷۲؎

ترجمہ۔اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو (اور وقت آنے پر) اللہ کی طرف گواہی دو اگرچہ خود پر ہو یا اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں پر، اگر کوئی مالدار یا فقیر ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، سو تم انصاف کرنے میں دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو، اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔۱۷۳؎

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔۱۷۴؎

ترجمہ۔اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اس گواہی کو چھپایا جو اللہ کی طرف سے اس پر واجب تھی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔۱۷۵؎

ترجمہ۔وہ اللہ کے بندے ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۔۱۷۶؎

ترجمہ۔ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں ۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۔۱۷۷؎

ترجمہ۔ جب لین دین کا معاملہ کرو تو گواہ بنالو۔

وہ مسائل کے جن میں عورت کو گواہی کا حق ہے

شریعت اسلامیہ نے مالی معاملات میں خواتین کو گواہی کا حق دیا ہے اس میں شامل معاملہ ،قرض، اجارہ ، رہن اور اقرار وغیرہ ہیں یعنی مال سے متعلق گواہی کا مطلب ہے کے اس سے متعلق معاملات جیسے خرید وفروخت کے معاملات وغیرہ لہٰذا عورت کو خرید وفروخت میں گواہی کا حق ہے جبکہ اس میں شرائط پوری کرنا بھی ضروری ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کے گواہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى ۔۱۷۸؎

ترجمہ۔ بنالو گواہ دو مردوں کو تم میں سے اگر دو مرد نہ ہوں، تو دو عورتیں ،جن کو تم گواہ بنانا پسند کرو۔

جن معاملات میں عورت کی گواہی معتبر ہے ان میں عقد، وقف اجارہ ، ہبہ، صلح ،مساقات ، مضاربت ،شرکت اور وصیت جیسے معاملات شامل ہیں اور مالی معاملات میں عورتوں کی گواہی پر فقہاء کا اجماع ہے اگرچہ قرآن کریم نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کے برابر قرار دیا ہے لیکن اس سے مردوں کی کوئی فطری فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے چنانچہ اس اعتراض کے جواب کے لئے متعدد امور قابل غور ہیں سب سے پہلے تو عورتوں کو ہمارے یہاں یا دنیا بھر میں جس تمدنی حالت میں رکھا گیا ہے اس حالت نے ان کو ایسا جاہل اور نا معاملہ فہم اور نا تجربہ

کار بنا دیا ہے کے اگر ہر قسم کے معاملات اور مقدمات میں مرد و عورت کی شہادت کا وزن بالکل یکساں رکھا جاتا یا رکھا جائے تو اہم معاملات میں سخت ابتری کا اندیشہ ہے اور مذکورہ بالا آیت کی رو سے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کے مساوی قرار دیا گیا ہے تو وہ آیت تمسک قرضہ سے تعلق رکھتی ہے ظاہر ہے تحریر تمسکات، دستاویزات و معاملات اور حساب و کتاب یا مطلوبہ عدالت یا محکمہ قضاۃ ایسے معاملات ہیں کے جو عام طور پر خواتین کیلئے غیر معمولی ہیں پھر سب سے بڑھ کر تعلیم کی کمی نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی لہٰذا ایسے معاملات میں دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کے مساوی رکھا گیا لیکن آیت مذکورہ پر اگر غور کیا جائے تو ابتدا میں اللہ تعالی نے دو مردوں کی گواہی کی ہی بات کی پھر اگر وہ میسر نہ ہوں تو دو عورتوں کو گواہ بنالو کے جن کو تم گواہ بنانا پسند کرو لہٰذا خواتین کو اس معاملہ میں الجھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے انھی کی آسانی کے لئے یہ احکامات صادر فرمائے ہیں۔

ٹائمز آف انڈیا کی ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق!

خواتین کے مقابلے میں مردوں میں یہ صلاحیت زیادہ ہوتی ہے کے وہ ریاضیاتی معلومات کو یاد رکھیں اور اس کو بہتر انداز سے ترتیب دے سکیں کیونکہ مرد ریاضیاتی موضوعات پر چھائے ہوئے ہیں کیونکہ ان کی حافظہ کی قوت بے مثال ہے جبکہ اس کے برعکس خواتین لسانی معاملات میں مردوں سے آگے ہوتی ہیں۔۱۷۹؎

ایک اور تحقیقی حوالہ بھی پیش خدمت ہے، جو ماہرین تغذیہ کی ایک حالیہ ریسرچ اسٹڈی ہے کے مطابق! مرد ریاضی کے معاملات میں عورتوں سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں کیونکہ عام طور پر مردوں کے خون میں آئرن کی مقدار مناسب اور درست ہوتی ہے اس کے برعکس خواتین میں سے اکثریت خون کی کمی کا شکار ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ان کا حساب و کتاب کمزور ہوتا ہے اور وہ ریاضی کے مضامین میں عام طور پر کمزور ہوتی ہیں جس کی ایک بڑی وجہ ان کے جسم میں آئرن کی کمی بھی بتائی گئی ہے۔

قرآنی احکامات کا جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے انسان کی فطری اور بشری کمزوریوں کو خالق کائنات کس قدر خوبی سے جانتے اور سمجھتے ہیں لہٰذا ان پر ذمہ داریوں کا بوجھ بھی ان کی سوجھ بوجھ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی ڈالا گیا ہے، عورت اور مرد میں گواہی کا فرق ضرورتاً ہے جس میں مردوں کی فضیلت کا عنصر موجود نہیں۔

فقہ حنفی میں رمضان کے چاند کے سلسلے میں ایک عادل شخص کی گواہی بھی قابل قبول ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔۱۸۰؎

ولادت سے متعلق معاملات جس میں بچے کے رونے کی گواہی شامل ہے اسی حوالے سے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائی کی تنہا گواہی جائز قرار دی یہی نہیں بلکہ عورتوں کے عوارض یا ان کے پوشیدہ معاملات، رضاعت، کنوارا پن، عورتوں کے جسمانی عیوب سے متعلق گواہی میں ایک عورت کی گواہی کو شریعت نے معتبر مانا ہے، حاصل کلام یہ ہے کے قرآن کریم میں جب بھی اللہ تعالی نے 'یا ایھا الناس امنوا' کا صیغہ استعمال کیا اس سے مراد مرد و عورت دونوں ہیں۔قرآن کریم کا معمول اور حالت عام کے تحت ہے لہٰذا ہر اس جگہ جہاں مردوں کو کوئی حکم دیا گیا وہاں عورتیں بھی اس حکم میں داخل ہوں گی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب
بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِن كَانَ
الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ
بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا
الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ

كَبِيرًا إِلَى أَجَلِهِ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا
أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِن تَفْعَلُوا
فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

۔۱۸۱

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم قرض کا لین دین ایک معینہ مدت کے لئے کروتو اس کولکھ لیا کرواور چاہئے کہ تمھارے درمیان ایک کاتب انصاف کے ساتھ لکھے اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ جس طرح سے اللہ نے اس کوسیکھایا اسے لکھے اور وہ جس پر حق ہے لکھوائے اوراللہ سے ڈرے جواس کا رب ہے اوراس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے اور اگرجس پرحق ہے وہ احمق ہو یا ضعیف ہو یا اس لائق نہ ہو کے لکھوا سکے تو اس کا سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوائے اورا پنے مردوں میں سے دوکو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم گواہ بنانا پسند کروتا کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاددلا دے اور جب گواہ بلائے جائیں تو وہ انکار نہ کریں اور تم اس معاملے کے متعلق کوئی چھوٹی یا بڑی بات لکھنے میں سستی نہ کرو یہ طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف پر مبنی ہے اور شہادت کے لئے زیادہ معتبر ہے اوراس بات کے زیادہ قریب ہے کے تم شک میں مبتلا نہ ہو ہاں اگرسودا دست بدست ہو اور تمھارے مابین طے کرلیا گیا ہو اگر تم اسے نہ لکھوتو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

پیش نظر آیت جس کی رو سے دوعورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے وہ آیت تمسک قرض سے تعلق رکھتی ہے ظاہر تحریر تمسکات ودستاویزات ،حساب وکتاب مطلوبہ عدالت یا محکمہ قضاۃ ایسے معاملات ہیں جو عام طور پر کسی بھی عورت کے لئے غیر معمولی قسم کے کام ہیں اور کم علمی وکم تجربہ اور عدم واقفیت کے پیش نظر یہ وہ معاملات ہیں جو خواتین کے لئے

نامناسب ہیں کیونکہ خواتین ان معاملات کو عرصہ دراز تک یاد نہیں رکھ سکتی جبکہ خواتین کے برعکس مردوں کو اس قسم کی معاملہ فہمی کی عادت ہوتی ہے لہٰذا ایک عورت کے بجائے دو عورتوں کی شہادت ضروری ٹھہری اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروادے۔

قابل غور اور اہم بات یہ ہے کے اللہ تعالی کا انصاف کتنا سچا اور خالص ہے کے اکیلا مرد بھی گواہی کے لئے قابل قبول نہیں جب تک کے اس کے ساتھ دوسرا مرد یا دو عورتیں نہ ہوں یہاں اللہ تعالی نے خواتین کو کسی بھی احساس کمتری میں مبتلا نہیں کیا بلکہ انھیں یہ احساس دلایا ہے کے ان کے اوپر کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں اور تم ایک عورت ہونے کے ناطے گواہی کے لئے ہرگز بھی کمتر نہیں بلکہ یہاں ایک مرد کی گواہی بھی قابل قبول نہیں۔

کاروباری شہادت کے علاوہ اور کسی بھی قسم کی گواہی میں ایک عورت اتنی ہی اہم ہے جتنی اہمیت کا حامل ایک مرد۔قرآن کریم میں تفکر سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کے سوائے کاروباری شہادت کے زندگی کے ہر شعبے میں گواہی کا قانون مرد وعورت کے لئے یکساں اور برابر ہے جس میں تہمت ،لعان ،زنا، فحاشی ،قتل ، چوری وغیرہ تمام اقسام کی شہادتیں شامل ہیں لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے باقی معاملات میں جہاں ایک مرد کی گواہی کی اہمیت ہے وہاں ایک عورت کی گواہی بھی محترم اور معتبر ہے۔

۹۔حدود تعزیرات اور خواتین

اعمال کے اعتبار سے اللہ کی نظر میں مرد وعورت ایک جیسے ہیں کسی کو کسی پر کوئی فوقیت یا فضیلت حاصل نہیں ماسوا اس کے، کہ جو بھی متقی ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ، وہ اللہ کی نظر میں قابل قدر اور قابل عزت ہیں اللہ تعالی اپنے بندوں کے نیک اعمال کو ضائع نہیں کرتے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۔۱۸۲ے

ترجمہ۔اور اللہ ایسا نہیں ہے کے وہ تمھارے ایمان کے کام کو ضائع کردے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۱۸۳؎

ترجمہ۔اور یہ کے اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔ ۱۸۴؎

ترجمہ۔اللہ تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتَابِ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ ۗ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۔ ۱۸۵؎

ترجمہ۔جولوگ کتاب اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے رہتے ہیں تو بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۔ ۱۸۶؎

ترجمہ۔جوکفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے نیک کام کئے وہ اپنے لئے جگہ بناتے ہیں۔

مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ ۱۸۷؎

ترجمہ۔اگر تم نیکی کروگے تو اپنی ہی جان کے بھلے کے لئے کروگے اور جس نے برا کیا تو اس نے اپنے ہی لیا برا کیا آپ کا پروردگار اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

جوکوئی بھی گناہ گار ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کو اپنے کئے کی پوری سزا دی جائے گی اس میں بھی مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہیں لیکن اگر معاشرے کی سوچ کا تجزیہ کیا جائے تو عورت کو معاشرے میں کمزور اور بے بس تصور کیا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کو سزا بھی کم ملنی

چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے اب چاہے مرد یا عورت جو بھی گناہ کرے گا جس میں شامل قتل، چوری، شراب نوشی، جوا، سود، دھوکہ، بہتان، زنا، غیبت، چغلی، جھوٹ، تکبر، خود پسندی، مال جمع کرنے کی ہوس، تمسخر اڑانا، عیب لگانا، برے ناموں سے پکارنا، اولاد کی غلط تربیت کرنا، ظن وگمان، اپنے شوہر پر الزام لگانے کی سزا، جادوٹونہ کرنے والیاں، فضول خرچی، جھوٹی عبادات، آباء پرستی شخصیت پرستی، سٹہ، الغرض دنیا میں موجود جو بھی برائی ہے اس کو کرنے والے کو پورے عدل وانصاف کے ساتھ سزا دی جائے گی اگرچہ معاشرے میں کمزور کردار کی عورتیں بھی پائی جاتی ہیں جن کی نشاندہی بھی قرآن وسنت میں موجود ہے۔جس کا ذیل میں اختصار سے جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

ا۔قتل:

قتل کے حوالے سے بھی مرد وعورت دونوں کو ہی شریعت برابر کی سزا تجویز کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَق ۔۱۸۸؎

ترجمہ۔جان کو جیسے اللہ نے محترم کیا ہے ناحق قتل نہ کرو۔

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ خَشۡیَۃَ اِمۡلَاقٍ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُہُمۡ وَاِیَّاکُمۡ ؕ اِنَّ قَتۡلَہُمۡ کَانَ خِطۡاً کَبِیۡرًا ۔۱۸۹؎

ترجمہ۔اپنی اولاد کو محتاجی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی روزی دیتے ہیں بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ یَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـًٔا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰۤی اَہۡلِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّصَّدَّقُوۡا ؕ فَاِنۡ کَانَ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ لَّکُمۡ وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ ؕ وَاِنۡ کَانَ مِنۡ قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہُمۡ مِّیۡثَاقٌ فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ وَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مُّؤۡمِنَۃٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔۱۹۰؎

ترجمہ۔ مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے، اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے مگر یہ کہ وہ خون بہا معاف کر دیں، پھر اگر وہ مسلمان مقتول کسی ایسی قوم میں تھا جس سے تمہاری دشمنی ہے تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر وہ مقتول مسلمان کسی ایسی قوم میں سے تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے گا اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہوگا، پھر جو غلام نہ پائے وہ لگا تار دو مہینے کے روزے رکھے اللہ سے گناہ بخشوانے کے لیے، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۲۔ زنا:

غیر قانونی جنسی تعلق کا قائم ہونا یوں تو ہر سماج اور مذہب میں اس قسم کے ناجائز تعلقات کو نہایت حقارت سے دیکھا جاتا ہے لیکن اب دنیا کے کئی ممالک میں اس قسم کے تعلقات کو قانونی حیثیت بھی حاصل ہو چکی ہے لیکن شریعت اسلامیہ ہر قسم کی فحاشی اور بدکاری کی شدت سے مذمت کرتی ہے جبکہ از روئے شریعت زنا کا تعلق گناہ کبیرہ میں کیا جاتا ہے کیونکہ شریعت نے جب جائز اور حلال راستہ کھول رکھا ہے تو پھر ناجائز اور غیر قانونی راستے کی طرف جانے کی ضرورت کیا ہے؟ شریعت کی رو سے مرد ایک وقت میں چار نکاح کر سکتا ہے جبکہ خواتین کے پاس بھی خلع کا Option موجود ہے جسے وہ وقت ضرورت استعمال کر سکتی ہیں جبکہ خلع لینے کے لئے عورت کی اس مرد سے ناپسندیدگی ہی کافی ہے چنانچہ خلع لینے کے بعد عورت عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کرنے میں آزاد ہے اگر چہ وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے متعدد نکاح ہی کیوں نہ کرے شرط صرف اتنی ہے کہ اس نے اسلامی قوانین کی خلاف ورزی نہ کی ہو جب مرد و عورت دونوں ہی اس معاملے میں آزاد ہیں تو پھر انھیں ناجائز راستے کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَآ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۔ ۱۹۱؎

ترجمہ۔زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ۱۹۲؎

ترجمہ۔زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان میں سے ہر ایک کے ۱۰۰ کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود رہنی چاہئے۔

(یہ سزا زانی کنوارے مرد اور عورت کے لئے ہے)۔

شادی شدہ زانی مرد و عورت کے لئے سزا کے احکامات نہایت سخت ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۔ ۱۹۳؎

ترجمہ۔تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں تم ان کے خلاف چار گواہ لے آؤ اور اگر وہ شہادت دے دیں تو پھر انھیں گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ انھیں موت آجائے یا پھر اللہ ان کے واسطہ کوئی راستہ قرار دے۔

(لیکن یہ اس قید کا فیصلہ شوہر نہیں بلکہ عدالت کرے گی)۔

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ ۔ ۱۹۴؎

ترجمہ۔خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال:

جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی زنا کیا جاتا ہے کیونکہ زنا ایک قرض ہے اور زنا فقر ہے۔
چار چیزیں جس گھر میں داخل ہو جائیں وہ اس گھر کو تباہ و برباد کر کے چھوڑتی ہیں۔
۱۔خیانت۔ ۲۔ چوری۔ ۳۔شراب نوشی۔ ۴۔زنا۔
اللہ نے ترک زنا کو نسب کی حفاظت کے لئے واجب قرار دیا ہے جبکہ غیرت مند کبھی بھی زنا نہیں کرتا ہے۔
اللہ کو سب سے زیادہ نفرت بوڑھے زانی سے ہے۔۱۹۵؎
حضرت علیؓ نے ایک جگہ فرمایا! تمھیں اچھی طرح سے معلوم ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے گھر والوں کو اس کا وارث بھی بنایا
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو ۱۰۰ کوڑے مارے تاہم مال غنیمت میں سے انھیں حصہ بھی دیا بعد ازاں مسلمان لڑکیوں سے ان کے نکاح بھی کروائے۔

۳۔ چوری:

شریعت اسلامی میں چوری بھی گناہ کبیرہ ہے اب چاہے اس کا ارتکاب مرد کرے یا عورت دونوں کی سزا شریعت نے متعین کردی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔۱۹۶؎

ترجمہ۔ چور مرد اور چور عورت تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ بدلہ اس کا ہے جو انھوں نے کیا ہے اور یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔
مشہور واقعہ ہے کے عرب کی فاطمہ نامی ایک صاحب ثروت خاتون نے چوری کی اور ان پر جرم ثابت ہو گیا انھوں نے حضرت زید بن حارثؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے اور

غلام تھے ان کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام بھجوایا کے اگر میرے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو جرمانے سے بدل دیا جائے تو میں بھاری جرمانہ بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں جب ان کی یہ عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی گئ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی یہ گناہ سرزد ہوتا تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا اور تم سے پچھلی امتیں اسی وجہ سے تباہ برباد ہوئیں کہ جب ان کے صاحب ثروت افراد سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو وہ چھوٹ جاتے جبکہ غریب ناکردہ جرائم کی بھی سزا بھگتتا۔۱۹۷؎

۴۔ بہتان:

بہتان بھی ایک سخت گناہ کبیرہ ہے یعنی مسلمان پاکباز مرد و عورت کی عزت پر کوئی تہمت یا بہتان دھرنا شریعت میں نہایت ناگوار اور قابل مذمت ہے یہ معاملہ نہایت سنگین نوعیت کا ہے کیونکہ اکثر سماجی سطح پر گھر اور گھر سے باہر، مرد اور عورتیں دونوں ہی کسی تیسرے کی عزت کو نشانہ بناتے ہیں یعنی جس طرح کے موسم کا حال بیان کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے دوسروں کی عزت کو ہدف بنایا جاتا ہے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔۱۹۸؎

ترجمہ۔جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لاسکیں تو تم ان کے ۸۰ کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی کو قبول نہ کرو اور یہی بدکار رہیں۔

(شریعت اسلامیہ میں اسی کوڑے کی سزا کو حد قذف بھی کہا جاتا ہے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔۱۹۹؎

ترجمہ۔بے شک جو لوگ ایمان دار اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور

آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور اس گناہ عظیم کی بابت پوچھ گچھ ہوگی کیونکہ عزت کا معاملہ اللہ کی نظر میں بھی نہایت اہم ترین اور سنگین ہے جب ہی اس پر چار گواہ طلب کئے گئے ہیں کیونکہ کوئی بھی گناہ کبیرہ عام طور پر چھپ کر کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے پس پردہ حکمت الٰہیہ کو بھی سمجھنا چاہئے اگر کوئی شخص کسی گناہ میں ملوث ہے تو ذاتی حیثیت میں اس کی اصلاح کی جائے بجائے اس کے اس کو لوگوں میں ذلیل ورسوا کیا جائے اور اس کی عزت کو سر عام بدنام کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ستار العیوب بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے چنانچہ وہ اپنے بندوں سے بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی ایک دوسرے کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں اور دنیا میں عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے! جس نے کسی مسلمان مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت دوزخ کے سب سے نچلے طبقے یعنی 'خبال' میں ڈالیں گے۔۲۰۰

۵۔ناپ تول:

ناپ تول میں کمی ایک نہایت غیر اخلاقی ، غیر ذمہ دارانہ اور شاطرانہ عمل ہے جس میں گاہک سے پیسے تو پورے وصول کئے جاتے ہیں لیکن اس کو سودا کم دیا جاتا ہے۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جب اس غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث ہوئی تو ان کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے گئے تاکہ انھیں اس قبیح فعل سے روکا جاسکے لیکن ایک طویل ہدایت اور رہنمائی کے باوجود قوم شعیب نہایت ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی سے اپنے مذموم عزائم میں ملوث رہی اور انھوں نے حضرت شعیب کی ایک نہ سنی دین اسلام مادیت پرستی ، زر پرستی اور دنیا کی ہوس کی سخت مذمت کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کے مال وزر کسی ایک جگہ منجمد ہوکر نہ رہ جائے بلکہ سماج میں اس کی ترسیل جاری رہے تاکہ امیر امیر تر اور غریب غریب تر نہ ہوجائے جب ہی دین اسلام

تمام مسلمانوں کو زکوۃ ،صدقات، خیرات ،فدیہ اور فطرے کی جانب ترغیب دیتا ہے تا کہ انسان مال کو اپنے ہاتھ سے خرچ کرے اور مال کی محبت میں گرفتار نہ ہو تاہم دنیا بھر کے مردوں کی طرح قرآن کریم اپنے خطاب میں مسلمان خواتین کو بالخصوص اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والی خواتین کو بالعموم یہ ہدایت دے رہا ہے کے اپنے مالی معاملات کی درستگی کا بہت لحاظ رکھا جائے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔۲۰۱؎

ترجمہ۔جب تم ناپو تو پورا ناپو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر اور نجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ۔۲۰۲؎

ترجمہ۔پیمانہ کو پورا رکھو اور کم دینے والوں میں نہ ہو۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔۲۰۳؎

ترجمہ۔لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور نہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرو۔

۶۔شراب نوشی:

شراب نوشی یا نشہ چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اس کے نہایت مضر اثرات صحت انسانی پر مرتب ہوتے ہیں لیکن دنیا بھر میں مردو زن کی ایک کثیر تعداد مختلف اقسام کے نشے کے عادی ہے اب یہ ایک الگ بحث ہے کے وہ یہ نشہ فیشن ، عادت یا ضرورت کے تحت کرتے ہیں لیکن ہر صورت میں اس کے مضر رساں اثرات سے فرد کے ساتھ ساتھ اس کا پورا خاندان بھی شدت سے متاثر ہوتا ہے۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے دنیا کے ہر ملک ، خطے، قبیلے اور قوم میں نشہ کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا جو بدستور آج بھی مستعمل ہے جس کی روک تھام کے لئے ہر سطح پر دامے درمے قدمے سخنے کوششیں جاری ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ،ساتھ اس میں کمی

کے بجائے اضافہ ہوا ہے۔اسلام اپنے پیرو کاروں کو یہ ہدایت دیتا ہے کے وہ نشہ اور اس کی ہر قسم سے دور رہے کیونکہ مسلمان کے لئے دنیا ایک آزمائش کی جگہ ہے جہاں مختلف انواع کی مشکلات سے اس کا واسطہ اور سابقہ پڑتا ہے لیکن کمزور اور بزدل ذہنیت کے افراد ان مشکلات سے بچنے کے لئے نشے کا سہارا لیتے ہیں جس سے مشکلات تو خیر کیا کم یا ختم ہوں گی بلکہ ایک نئی بن بلائی مصیبت ان کا گھر دیکھ لیتی ہے لہذا بار بار مصائب ومشکلات میں صبر وصلوۃ سے مدد لینے کی تلقین کی گئی دوسری جانب انسان کے حالات بھی سدا ایک جیسے نہیں رہتے بلکہ کچھ ہی عرصہ میں اللہ تعالی حالات کو بدل دیتے ہیں لہذا وقت کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کے چاہے وہ اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے۔

نشے اور شراب نوشی کی بری عادت سے دور رہنے کے لئے قرآنی احکامات ذیل میں بیان کئے جارہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ۔ ۲۰۴

ترجمہ۔مسلمانو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور استخارے کے پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں تو تم ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کے شراب اور جوئے میں تمھیں پھنسا کر رکھے اور تمھارے درمیان عداوت اور نفرت ڈالے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روکدے۔

۷۔فواحشات:

فواحشات سے مراد بدکاری، فحاشی اور بے حیائی ہے اس ضمن میں اسلامی تعلیمات نہایت واضح اور دوٹوک ہیں کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو سختی سے فواحشات کے قریب جانے سے بھی منع کرتا ہے چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین لیکن تاریخ انسانی میں فحاشی، بدکاری، بے حیائی اور بے راہ روی کی مثالیں ہر سماج میں موجود رہیں لیکن یہ بھی مقام حیرت ہے کے بسا اوقات ان

فواحشات کی کھلم کھلا اجازت اور آزادی میں ملکی اور مذہبی قوانین بھی پیش پیش رہے جیسے کے پروہت، پنڈت، کلیساء کے پوپ اور دیگر اعلیٰ عہدے داران نے اپنے مذموم عزائم کی تسکین کے لئے اس کو مذہبی رنگ میں لوگوں پر حلال کردیا۔لیکن اسلام نے ہر قسم کے کھلے اور چھپے فواحشات پر سختی سے قدغن لگائی تاکہ ایک صالح سماج کی داغ بیل پڑ سکے جب ہی نکاح کو انبیاء کی سنت کہتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کے جس نے نکاح کیا گویا اس نے اپنے آپ کو ایک محفوظ قلعے میں بند کرلیا۔اسی نظریے کے پیش نظر زنا اور بدکاری کی شدید سزائیں مقرر کی گئیں ہیں جبکہ نکاح کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دی گئی ہے یہاں تک کے کنیزوں اور غلاموں کے نکاح کی بھی بار بار ہدایت کی گئی ہے تاکہ سماج میں بدکاری پنپنے نہ پائے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔۲۰۵؎

ترجمہ۔بے حیائی کے کام جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں ان کے قریب بھی نہ جاؤ.

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۔۲۰۶؎

ترجمہ۔شیطان تم سے تنگ دستی کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔۲۰۷؎

ترجمہ۔جو لوگ یہ چاہتے ہیں کے مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو، تو انھیں دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب دیا جائے گا، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۸۔گناہ:

گناہ سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے، ہر وہ کام گناہ کے زمرے میں داخل ہے جس سے خالق کائنات کی نافرمانی ظاہر ہوتی ہو اب چاہے یہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہر صورت میں ان سے اجتناب ضروری ہے لیکن انسان بشری اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اس سے جانے اور

ان جانے میں گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے اپنی رحمت خاص سے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے چنانچہ جب کوئی انسان اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اللہ کے حضور سچے دل سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے اس کے تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اب چاہے ان گناہوں کی کثرت آسمان پر موجود ستاروں جتنی ہو، صحرا میں موجود ریت کے ذرات جتنی ہو یا سمندر میں موجود لہروں جتنی ہو۔ اللہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان، شفیق اور رحم فرمانے والا ہیں لیکن گناہوں سے نفرت اور کراہیت ہر مسلمان کے دل میں ضرور ہونی چاہئے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ۔۲۰۸

ترجمہ۔ کھلے اور چھپے ہر گناہ کو چھوڑ دو بے شک جو لوگ گناہ کماتے ہیں ان کو اس کی سزا دی جائے گی جو وہ کماتے ہیں۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ۔۲۰۹

ترجمہ۔ پھر ان کا انجام جو برے کام کرتے ہیں برا ہی ہے کیونکہ انھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اس کی ہنسی اڑائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات مہلک گناہوں سے بچو!

ا۔شرک۔ ۲۔ جادو۔ ۳۔ ناحق قتل۔ ۴۔سود۔ ۵۔یتیم کا مال کھانا۔ ۶۔ جنگ کے دن پیٹھ پھیر لینا۔ ۷۔ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔۲۱۰

۹۔زوجین کا ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا:

مسلمان پاکباز مرد یا عورت پر الزام یا بہتان لگان گناہ کبیرہ میں شمار کیا جاتا ہے تاہم ہمارے

سماج میں ایسے بے شمار کمزور کردار کے مرد و خواتین پائی جاتی ہیں جو کے اپنے نیک اور پاکباز بیویوں یا شوہروں پر الزام تراشی کرتی ہیں یا ان کے کردار کو مشکوک انداز سے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے کردار کے حوالے سے ابہام پیدا ہوجاتا ہے اگرچہ ایسا ادوار گزشتہ میں بھی ہوتا تھا لیکن فی زمانہ یہ برائی سماج میں بہت زیادہ دیکھنے میں آرہی ہے جس کی کئی وجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ قوت برداشت کا کم ہونا، بہت زیادہ توقعات کا قائم کرلینا اور مرد و خواتین کی شادی کے وقت ان کی رضا مندی اور مرضی کا نہ ہونا سرفہرست ہے۔

ظہار:

ظہار کا مادہ ظہر سے نکلا ہے جس کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں۔محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے گو کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کرسکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ اِلَّا الّٰٓیِٴۡ وَلَدۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّہُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَ زُوۡرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ۔۲۱۱؎

ترجمہ۔تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں سے زبردستی کہہ رہے ہیں، وہ ان کی مائیں نہیں ہوجاتیں ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے انھیں جنم دیا اور وہ بے شک ایک بے ہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰہَرَا عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ

وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَآئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔ ۲۱۲؎

ترجمہ۔ بس اگر تم دونوں (ازدواج) اللہ کے حضور توبہ کرو کے بے شک تم دونوں کے قلوب مائل ہوجائیں گے (نیکی کی توفیق حاصل ہوگی) بس اگر تم دونوں اس کے اوپر زبردست بننے کی کوشش کرتی رہی تو بے شک اللہ جبرائیل اور صالح مومنین نبی کے دوست ہیں اور اس کے بعد مائکہ بھی مددگار ہیں۔

لعان:

اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کہ وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کے ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے اس نے اپنی بیوی پر جو زنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ شوہر نے جو زنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۔ ۲۱۳؎

ترجمہ۔ جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں سوائے ان کی

اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کہ بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔

وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔ ۲۱۴؎

ترجمہ۔ اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے، اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔

۱۰۔ جھوٹ:

جھوٹ ایک نہایت قبیح اخلاقی برائی ہے جس کی وجہ سے انسان کا سماجی وقار اور عزت بری طرح سے مجروح ہوتی ہے یہی نہیں بلکہ اس کی ہر بات کا اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے اسی لئے بار بار سچ گوئی کی تلقین کی گئی تا کہ شخصی وقار کے ساتھ ساتھ سماجی سطح پر بھی دروغ گوئی کے مضر اثرات سے بچا جاسکے اس ضمن میں مرد و زن دونوں کے درمیان ہی سخت مقابلہ جاری ہے اور دونوں ہی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں بالخصوص آج کے اس مادی دور میں مردوں کی طرح خواتین بھی بڑھ چڑھ کر اپنی بڑائی جتانے، لوگوں میں فخر اور غرور کے اظہار اور نام و نمود کی خاطر جھوٹ کا سہارا لیتی ہیں جبکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد فیشن میں بھی جھوٹ بولتی ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کے اللہ نے انسان کی زبان اور دل ایک بنایا ہے تو انسان پر لازم ہے کہ وہ بات بھی مکمل یقین اور سچائی کے ساتھ ایک اور سیدھی سچی کرے اگر چہ یہ بھی ایک حقیقت

ہے کے سچ بولنا ہر فرد کے بس کی بات نہیں کیونکہ سچ صرف وہی شخص بولتا ہے جو نڈر اور بہادر ہو لہٰذا یہ سوال سب کے لئے اہم ہے کے آیا ہم کتنے بہادر ہیں ؟ اور کس قدر سچ بولنے کی ہمت رکھتے ہیں ؟

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّار ۔۲۱۵ ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی ایسے کو ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکرا ہے۔

لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ۔۲۱۶ ۔

ترجمہ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۔۲۱۷ ۔

ترجمہ۔ بتوں کی ناپاکی اور جھوٹی باتوں سے بچو۔

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا! جھوٹے شخص کے پاس مروت نہیں ہوتی اور اللہ اس کو نسیان میں مبتلا کر کے اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کے اندر سے شرم رخصت ہوجاتی ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں اس قدر معروف ہوجاتا ہے کے اس کا سچ بھی قابل قبول نہیں رہتا ہے

علم کی سب سے بڑی روکاوٹ جھوٹ ہے، تاہم دو چیزیں جھوٹ سے جدا نہیں ہوسکتی ہیں ۔

ا۔ بہت زیادہ وعدے ۔ ۲۔ حد درجہ عذر خواہی ۔ ۲۱۸ ۔

۱۱۔ آباء پرستی:

آباء پرستی سے مراد اپنے آباؤ اجداد پر بے جا فخر کرتے ہوئے ان کے قائم کردہ غیر انسانی ، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی رسم و رواج کی پابندی کرتے ہوئے غرور و فخر محسوس کرنا اس قسم کی آباء پرستی ہر دور میں ہی ہوتی رہی جس کی شدید مذمت اس وقت کے انبیاء اور رسل نے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کفار اور مشرکین اپنے آباؤ اجداد کی بے جا تعریفیں بیان کرتے اور

ایک اللہ کی عبادت سے صرف اس وجہ سے انکار کرتے کیونکہ ان کے آباؤ اجداد کئی خداؤں کی عبادت کیا کرتے تھے۔اسی حوالے سے ارشاد خدوانددی ہوا!

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُونَ۔۲۱۹ ؎

ترجمہ۔جب ان سے کہا جاتا ہے کےاس کی پیروی کرو جواللہ نے اتارا ہےتو وہ کہتے کے (نہیں) بلکہ ہم اس طریقہ کی پیروی کریں گےجس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

موجودہ دور میں بھی کئی خاندانی رسم ورواج جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بڑے اہتمام سے ادا کی جاتی ہیں اوراپنے آباؤاجداد پر بے جافخر بھی کیاجاتا ہے مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر رسم مایوں اوررسم حنا، گانا بجانا، ناچنا، زبردستی جہیز وصول کرنا،نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی اپنی پسند کی شادی میں روکاوٹیں کھڑی کرتے ہوئے یہ کہنا کے شادیاں ہمارے خاندان اورنسل ونسب میں ہی ہوتی ہیں اندرون سندھ سادات کرام کا اپنی بیٹیوں کی خاندان میں بے جوڑ شادیاں کرنا اور یہ کہنا کے ہماری نسل یا نسب میں کسی دوسری نسل کا پیوند نہ لگے اور بسا اوقات لڑکیوں کی شادیاں قرآن سے کرنا وغیرہ شامل ہے۔

شریعت اسلامی ایسی تمام واہیات رسم ورواج کی شدت سے ممانیت کرتی ہے۔

۱۲۔تکبر:

اسلام میں غرور وتکبر کوسخت ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ صفت ابلیسیت ہےاوراسی نے تکبر میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے آدم کوسجدے سے انکار کیا تھا روایت میں آتا ہے کہ جس نے تکبر کیا گویا اس نے اللہ کی چادر کو کھینچنے کی جسارت کی اور کائنات میں تکبر صرف اللہ کو زیب دیتا ہےلیکن اس اخلاقی بیماری میں بھی مردوزن دونوں ہی مبتلا ہیں جس کی وجہ سے سماج میں کئی پیچیدہ نفسیاتی اورذہنی امراض اضافہ ہورہا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۔۲۲۰۔

ترجمہ۔ جو تکبر کرتے ہیں (اللہ) انھیں دکھ دینے والا عذاب دے گا۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۔۲۲۱۔

ترجمہ۔اعراف والے پکاریں گے جنہیں وہ ان کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے، کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کسی کام نہ آئی اور نہ وہ جو تم تکبر کیا کرتے تھے۔

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال ہیں!

تکبر صرف پست اور گمنام لوگ ہی کرتے ہیں۔

جو تکبر کرتا ہے وہ علم حاصل نہیں کرسکتا ہے خود پسندی دولت کے اضافے کو روک دیتی ہے جبکہ بدترین تکبر انسان کا اپنے رشتے داروں اور اپنے ہی جیسے لوگوں سے تکبر کرنا ہے۔۲۲۲۔

۱۳۔بخل:

بخل سے مراد اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اور ان نعمتوں اور مال واسباب کو جہاں خرچ کرنے کے شرعی احکامات ہیں ان سے روگردانی کرنا ہے بخل شیطان کی عادت اور اس کا وسوسہ ہے کیونکہ وہ بنی نوع انسان کو غربت اور افلاس سے ڈراتا ہے اور مال کو بچا کر رکھنے کی ترغیب دیتا ہے دوسری جانب اللہ اپنے دئے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور وسعت کی خوشخبری سناتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۨالَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ۔۲۲۳۔

ترجمہ۔ ہر عیب کرنے والے، غیبت کرنے والے کی خرابی ہے جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ

فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ ۚ وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ ۔ ۲۲۴ ؎

ترجمہ۔خبردارتم وہ لوگ ہو کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو،تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے، اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے، اور اللہ بے پروا ہے اورتم ہی محتاج ہو، اور اگرتم نہ مانو گے تو وہ اورقوم سوائے تمہارے بدل دے گا، پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔

وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ۔ ۲۲۵ ؎

ترجمہ۔(بخیل) کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ (دوزخ) میں اوندھا پڑے گا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم کے اقوال :

کنجوسی تمام بدترین عیوب کی جامع ہوتی ہے اور کنجوس کی طرف فقیری بڑی تیزی سے بڑھتی ہے کیونکہ یہ اسی سے بھاگتا ہے۔

آپ نے اپنے بیٹے سے کہا ! ائے بیٹے ! کنجوس کی دوستی سے بچو کیونکہ یہ تمھاری شدید حاجت کے وقت الگ ہوکر بیٹھ جائے گا جبکہ بہت سی بیماریاں بخل کی علامت ہوتی ہیں ۔ اور کبھی کسی بخیل سے مشورہ نہ کرو کیونکہ وہ تم سے فضیلت کو الگ کردے گا اور فقر کوتمھارے قریب کردے گا۔ ۲۲۶ ؎

۱۴۔فضول خرچی :

اللہ کی نعمت کو بلاوجہ ضائع کرنا اور حد درجہ اسراف اللہ کو سخت ناپسند ہے اسی وجہ سے فضول خرچ کو شیطان کا بھائی کہا گیا کیونکہ وہ اپنی ہوائے نفس میں اس قدر ڈوب چکا ہے کے اسے اپنے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا شریعت اسلامی ہر مسلمان مرد وزن کو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی ، ان کا شکر ادا کرنا ، اور ضرورت مندوں پر اس کو خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۔۲۲۷؎

ترجمہ۔ بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں جبکہ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۔۲۲۸؎

ترجمہ۔(اور تم)فضول خرچ نہ کرو کیونکہ (اللہ) فضول خرچ کو پسندنہیں کرتا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کا قول:

اسراف ہر چیز میں برا ہے سوائے نیکیوں میں جبکہ میانہ روی تھوڑے کو بڑھا دیتی ہے تاہم اسراف زیادہ کو بھی ختم کر دیتی ہے۔۲۲۹؎

۱۵۔ جادو:

کمزور کردار کے مردوزن لوگوں کو تکلیف وایذا پہنچانے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جن میں جادوٹونا بھی شامل ہے تاہم ہمارے سماج میں جادوٹونے کو بڑھاوا دینے میں دینی تعلیمات کی کمی، جہالت اور توہم پرستی نے بھی اپنا کردار ادا کیا ہے دوسری جانب اس کے بڑھنے کی ایک نفسیاتی وجہ بھی ہے جس کی جانب توجہ دینا بھی از حد ضروری ہے اور وہ یہ کہ جادوٹونے میں وہی خواتین وحضرات زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں جو اپنے مسائل کے ممکنہ حل سے تقریباً مایوس ہو چکے ہوں یعنی ان کو درپیش گھریلو، مالی، معاشی یا دیگر افراد خانہ کی جانب سے دی جانے والی اذیت، پریشانی اور تکالیف جب حد سے بڑھ جاتی ہیں اور وہ جب ان کا تذکرہ اپنے اہل خانہ،شوہر، بھائی یا باپ سے کریں تو اس جانب سے بھی بے رخی اور لا پرواہی کا مظاہرہ کیا جائے چنانچہ ایسے افراد اپنی محدود Capacity میں از خود ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی پیر یا جعلی عامل کے چکر میں پھنستے ہیں لہٰذا افراد خانہ بالخصوص گھر کے بااثر مرد حضرات کو لازمی ایک دوسرے کی بات کو توجہ سے سننا اور اس کے مناسب حل کی تجویز دینا چاہئے کیونکہ ابتداء میں تو یہ مسئلہ انہی کی جانب پیش کیا جاتا ہے لیکن لوگوں کی بے رخی کے سبب متاثرہ افراد اس انتہائی قدم کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

اس حوالے سے ارشادات خدواندی ہیں !

وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ ۲۳۰۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ۔ ۲۳۱۔

ترجمہ۔ (اللہ اپنی پناہ میں رکھنا) گرہوں میں پھونک مارنے والی عورتوں سے۔

وَیَتَعَلَّمُوۡنَ مَا یَضُرُّہُمۡ وَلَا یَنۡفَعُہُمۡ ؕ وَلَقَدۡ عَلِمُوۡا لَمَنِ اشۡتَرٰىہُ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئۡسَ مَا شَرَوۡا بِہٖۤ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ۔ ۲۳۲۔

ترجمہ۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کے جس نے جادو کو خریدا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچا، کاش وہ جانتے۔

وَمَا ہُمۡ بِضَآرِّیۡنَ بِہٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔ ۲۳۳۔

ترجمہ۔ (وہ) اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو ضرر (یا نقصان) نہیں پہنچا سکتے۔

حضرت امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے ! حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت موسی اشعریؓ سے مروی ہے ساحر کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ساحر کی حد یہ ہے کے اس کو تلوار سے مار دیا جائے۔ ۲۳۴۔

۱۶۔ مال کی محبت:

بے شک انسان مال کی محبت میں شدید تر ہے روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو مال کے فتنہ میں مبتلا کیا گیا اور قیامت سے قبل ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب لوگوں کو اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ ہوگی کے آیا مال حلال یا حرام ذرائع سے کمایا گیا ہے اگر سماجی برائیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہر جرم کے پیچھے مال کی حرص و ہوس نظر آتی ہے چاہے وہ قتل،

چوری، ڈکیتی، اغوا برائے تاوان، رشوت، سود، ناپ تول میں کمی، بے ایمانی، دھوکہ، جھوٹی قسم، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنا اور انھیں بیچنا ہی کیوں نہ ہو یہاں تک خود انسان اپنے آپ کو بھی پیسوں کی خاطر بیچ دیتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل تین چیزوں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی۔

ا۔اس کا دنیا میں آنے کا وقت۔ ۲۔اس کا دنیا سے جانے کا وقت۔ ۳۔اور اس کا رزق۔

جب اللہ کی طرف سے اس کی عمر اور رزق کا تعین کر دیا گیا جس میں کسی قسم کی کوئی کمی کی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس کا رزق کوئی چھین سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے انسان اپنے رب سے متعلق بے یقینی کا شکار ہے جس کی وجہ سے وہ تاعمر مال کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے تاہم قدرت کا یہ اصول ہے کہ جس طرح سے انسان کی موت اس کے پیچھے دوڑ رہی ہے بالکل اسی طرح سے اس کا مال بھی اس کے پیچھے دوڑتا ہے اور اس تک پہنچ کر ہی رہتا ہے بس وہ اس دنیا میں آ کر صرف ایک کام کرتا ہے یعنی اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو یا تو وہ حلال کرتا ہے یا پھر حرام

یہاں خواتین مخاطب ہیں اسی لئے انھیں بھی اپنے گھر کے مردوں اور شوہر کو اپنی بے جا فرمائشوں اور فضول خرچیوں سے پریشان نہیں کرنا چاہئے بلکہ رزق حلال کی جانب ان کی توجہ قائم رکھنا چاہئے کیونکہ خواتین کی بے جا فرمائشوں کی وجہ سے بھی مرد بے راہ روی اور رزق حرام کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۔۲۳۵؎

ترجمہ۔ بہتاتیت کی حرص نے تمھیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبرستان تک جا پہنچے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۔۲۳۶؎

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب

نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۔ ۲۳۷ ؎

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا، اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔۲۳۸ ؎

حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔۲۳۹ ؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔۲۴۰ ؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہوگیا جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کردیا۔۲۴۱ ؎

ارشاد خداوندی:

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۔ ۲۴۲ ؎ ۔ترجمہ۔ وہ جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کردیا۔ ۲۴۳ ؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر، رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی! بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وانصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اۓ ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو نبی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کر دیا۔ ۲۴۴؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ تعالی ہر جبر کرنے والے کو ذلیل اور ہر متکبر کو بے عزت کرتا ہے۔

قرض زمین پر اللہ کی زنجیر ہے جب وہ کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔ ۲۴۵؎

جو اپنی ہر پریشانی کو کھل کر ہر کسی سے بیان کرتا ہے وہ اپنی ذلت سے راضی ہوجاتا ہے۔

جو اللہ کی نافرمانی میں لذت محسوس کرتا ہے اللہ اس کو ذلت سونپ دیتا ہے۔ ۲۴۶؎

۱۰۔ قانونی چارہ جوئی کا حق:

خواتین کو اسلام میں مکمل حق انصاف حاصل ہے اگر کوئی شخص ان پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور ان کی جان، مال یا عزت و آبرو کو کسی قسم کا کوئی خطرہ یا نقصان لاحق ہے تو اسلامی ریاست انھیں مکمل تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے یہی نہیں بلکہ انھیں مکمل عدل وانصاف فراہم کرنا بھی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے تاہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خواتین کو مکمل حق انصاف حاصل ہے اور وہ قانونی چارہ جوئی کا بھی حق واختیار رکھتی ہیں۔

۱۱۔نوکری یا کاروبار کا حق:

تاریخ میں یوں تو کئی اہل علم اور صاحب ثروت کامیاب خواتین گزری ہیں لیکن حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب تجارت پیشہ خاتون بھی تھیں، آپؓ ایک نہایت اعلیٰ حسب نسب کی صاحب ثروت خاتون تھیں جو تنہا ایک بڑے کاروبار کو نہایت خوش اسلوبی سے سنبھالتی تھیں جبکہ ان کے مدمقابل قبیلہ قریش کے کئی نامی گرامی اور بڑے بڑے تاجر اور سرداران تھے لیکن حضرت خدیجہؓ تن تنہا ان سب سے زیادہ سامان تجارت ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھیجا کرتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجارت میں ان کی معاونت فرماتے تاہم انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمانداری اور سچائی سے متاثر ہوکر انھیں پیغام نکاح بھیجا جسے سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا تاریخ کی کتب میں یہ واقعہ مذکور ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام نکاح کو قبول کرنے سے پیشتر کسی قسم کی کوئی شرط عائد نہ کی جیسے کے میرے نکاح میں آنے سے پیشتر آپ کو اپنی تجارتی سرگرمیوں سے دستبردار ہونا پڑے گا اور میرا گھر، بچے اور کچن کی ذمہ داری نبھانی ہوں گی وغیرہ، نکاح سے قبل اور نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی تجارتی معاونت فرماتے رہے اور وہ نہایت آزادی کے ساتھ اپنا کام کرتی رہیں

ہمارے یہاں کے نام نہاد ملا تو یہ کہتے نظر آتے ہیں کے خواتین کو شرعاً بہ امر مجبوری ہی باہر نکلنے کی یا کاروبار یا ملازمت کی اجازت ہے اگرچہ گھر میں کوئی کفیل نہ ہو تو اس صورت میں خواتین حصول معاش کی خاطر گھر سے نکل سکتی ہیں وغیرہ جبکہ یہ سوالات بھی اٹھائے جاتے ہیں کے اس دور میں اتنی زیادہ بے حیائی اور برائی نہیں تھی جب ہی خواتین کام کرلیا کرتیں تھیں وغیرہ لیکن ہم حقائق سے سرف نظر نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بھی ایک کامیاب تاجر خاتون تھیں اور آپ کو ہرگز کوئی مالی پریشانی لاحق نہ تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ کے کام پر بھی کوئی اعتراض نہ

تھا اور آپ ﷺ پہلے بھی ان کی خلوص دل سے معاونت فرماتے تھے اور بعد میں بھی قابل غور نکتہ یہ ہے کے اتنے بڑے کاروبار کا مطلب صارفین کی ڈیمانڈ کے مطابق سپلائی فراہم کرنا جس کے لئے بے شمار غلام، سواریاں اور حساب و کتاب لکھنے کے لئے بھی کئی ذمہ دار افراد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ایک معمولی سے کاروبار کو جاری رکھنے کے لئے تو انسان اتنی تگ ودو کرتا ہے نا کے اتنے بڑے کاروبار کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے کتنے بڑے اسٹاف کی ضرورت ہوگی؟ کتب تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کے جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ دور جہالت تھا جس میں طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کھلم کھلا ہوتا جبکہ جرائم کے مرتکب اس پر ندامت کے بجائے فخر کرتے۔

اسلام میں ادارہ خاندان (عائلہ) کی اہمیت

ماہرین بشریات اور سماجیات فرد کے بعد سب سے زیادہ اہمیت خاندان یعنی عائلہ کو دیتے ہیں عائلہ عربی زبان کا لفظ ہے، انسانی معاشرے کی ترقی اور کامیابی کیلئے جہاں فرد کا معیاری اور مثالی ہونا ضروری ہے وہیں خاندان کی اہمیت سے بھی سرف نظر ناممکن ہے، خاندان ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہے اس لئے یہ ادارہ ہر دور میں موجود رہا تاریخ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے انسانی معاشرے میں خاندان سب سے قدیم، پہلا اور بنیادی یونٹ اور ادارہ ہے جس کی ابتداء زمین پر حضرت آدم وحوا سے ہوئی پھر ان کی اولاد اور پھر ان کی اولادوں سے دنیا میں کئی خاندان آباد ہوئے ماہرین عمرانیات کے مطابق انسان کی فطرت میں جماعت پسندی شامل ہے لہٰذا وہ جماعت کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتا ہے اگرچہ کئی جانور بھی جماعت کے ساتھ رہتے ہیں لیکن شاہ ولی اللہ کے نزدیک انسان اس لئے جماعت یا گروہ میں رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ اس کو تحفظ جان اور بقائے نسل کی حاجت ہوتی ہے یہی نہیں کہ وہ ان دونوں ضروریات پر قانع ہوجائے بلکہ وہ ان کے اندر تنوع بھی چاہتا ہے مثلاً خوراک، لباس، طرز رہائش، اور طرز زندگی میں نت نئے طریقوں کی ایجاد پھر بقائے نسل میں نکاح وطلاق کے اصول،

ازدواج کے طریقے، پرورش اولاد اور تنظیم خاندان وہ طرزعمل ہیں جو اس کے ذوق کی تسکین کرتے ہیں جبکہ وہ تعلیم و تجربے کے ذریعے نت نئے طریقے دریافت کرتا ہے خاندان کا آغاز اور ارتقاء ایک ایسا مسلسل عمل ہے کے جس میں ہر فرد دوسرے کا سہارا بنتا ہے۔ ۲۴۷

بالکل آغاز سے ہی انسان نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اس کی زندگی کا انحصار خاندان پر ہے تمدن کے ابتدائی درجے سے لے کر دور حاضر تک خاندان کی بنیادی حیثیت نہیں بدلی ماہرین معاشرت کا یہ خیال ہے کے اچھے معاشرے کا دارومدار مستحکم خاندان پر ہے تاہم تہذیب اور تمدن کے زوال کا اصل سبب بھی خاندانی انتشار ہے جو قدیم اور جدید ادوار میں نظر آتا ہے جس کی ایک اہم وجہ افراد کے رویے ہیں کیونکہ خاندان ہی وہ ادارہ ہے جو کے افراد کے رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے خاندان کے ذریعے ہی افراد کی تربیت اور ان کے فرائض و ذمہ داریوں کے احساس کو منظم اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا جا سکتا ہے اگر خاندان کسی وجہ سے انتشار کا شکار ہو جائے تو پھر معاشرتی بحران کا انجام قومی ہلاکت پر ہو گا جدید امریکی محققین کی نظر میں عصر حاضر کا معاشرہ سخت زوال کا شکار ہے جس کی اصل وجہ خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ ہے جس کی بے شمار وجوہات ہیں۔ ماہر عمرانیات۔ ایچ۔ ای۔ بارنیس کے مطابق جدید معاشرے میں بچے اب معاشی اثاثہ نہیں بلکہ اہم مالی ذمہ داری ہیں کیونکہ زرعی معاشرے میں خاندان پر معاشی دباؤ زیادہ نہ تھا کیونکہ چند افراد کے کام سے خاندان کی کفالت ہو جایا کرتی تھی اور گھریلو اور بیرونی ذمہ داریوں کو بانٹا جاتا لیکن صنعتی انقلاب کے بعد خاندان کی تنظیم میں بہت اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں اور معاشی تگ و دو نے بنیادی اہمیت حاصل کر لی اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کے خاندان کے فرائض میں کسب معاش کو نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی خاندان کے کئی اہم فرائض میں سے ایک فریضہ یہ بھی ہے کے خاندان کے افراد کے مابین قرب، محبت اور شفقت کو پروان چڑھایا جائے۔

Benson نے ایک خاندان کے درج ذیل فرائض بیان کئے ہیں۔

ا۔کام ۔ ۲۔معاش۔ ۳۔تعلیم ۔ ۴۔تفریح ۔ ۵۔خاندانی وقار۔ ۶۔ مذہب ۔
ہر خاندان کی ایک ہیئت ترکیبی بھی ہوتی ہے جو کے درج ذیل ہیں ۔
ا۔خاندان کی افرادی قوت ۔ ۲۔استحکام ۔ ۳۔افراد خاندان کی نقل وحرکت ۔ ۴۔خاندانی فیصلوں کا طریق کار۔ ۵۔وہ نظم کے جس سے افراد خانہ کا عمل منضبط ہوتا ہے ۔
۶۔خاندانی ہم آہنگی .

ماہرین عمرانیات نے ایک اور دلچسپ بحث بھی چھیڑ دی اور وہ یہ کے خاندان کی ابتدائی ہیئت ترکیبی کیا تھی؟ یہاں کچھ ماہرین کی رائے پدرسری جبکہ کچھ کی نظر میں مدرسری ابتدائی کیفیت تھی جبکہ ایک گروہ کے مطابق ابتدائی کیفیت آزادانہ تھی ۔

اسلامی شریعت نے فرد کے بعد سب سے زیادہ خاندان کے تحفظ کو اہمیت دی قرآن کریم کی آیات کا ایک تہائی سے زائد حصہ خاندان کی تشکیل ،افراد خاندان کے حقوق وفرائض ،اور خاندان سے متعلق دیگر امور جن میں شامل نکاح ،مہر ،طلاق ،خلع ،عدت ،لعان ،ظہار ،میراث ،حق حضانت اور تعلیم وتربیت پر مشتمل ہے جس پر گزشتہ سطور میں سیر حاصل بحث کی گئی اگرچہ آنے والی نوع انسانی کی اخلاقی تربیت کا آغاز خاندان سے ہی ہوتا ہے یوں ادارہ خاندان ہر انسان کی پہلی درسگاہ اس کی پہچان اس کی اساس اور اس کا دیرپا حوالہ ہے جبکہ خاندان ہی کسی انسان کے جذبات ،شعور واحساس کا مضبوط ترین مرکز ومنبع ہے ۔

ماں کی گود اور باپ کی شفقت انسانی احساسات کا نقطہ آغاز ہے جسے اسلامی شریعت نے بجا طور پر بنیادی اہمیت دی ہے اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کے بعد جو تعلق سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے قرآن کریم دنیا کی وہ واحد کتاب ہے کے جس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو اللہ کے ساتھ تعلق کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل جانا اسلام نے تربیت اولاد اور نگہداشت بزرگان کا جامع عملی منصوبہ دیا اولاد پر لازم ہے کے وہ اپنے والدین کے ساتھ۔

ا۔ نیک سلوک۔ ۲۔ شکر گزاری۔ ۳۔ ادب اور نرمی۔ ۴۔ عاجزی۔ ۵۔ اطاعت۔
۶۔ والدین کی اندھی تقلید سے گریز۔ ۷۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔
۸۔ والدین پر خرچ کرنا۔

ا۔ نیک سلوک:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔۲۴۸ ؎

ترجمہ۔تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۲۔شکر گزاری:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔۲۴۹ ؎

ترجمہ۔ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کے وہ میرا، اور اپنے والدین کا شکر ادا کرے۔

۳۔ادب اور نرمی:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔۲۵۰ ؎

ترجمہ۔تم ان کو اف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب کے ساتھ گفتگو کرو۔

۴۔عاجزی:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔۲۵۱ ؎

ترجمہ۔ان دونوں کے آگے رحم کے ساتھ عاجزی سے اپنے بازو جھکائے رکھو۔

۵۔ اطاعت:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا۔ ۲۵۲؎

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے نیکی کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔

۶۔ والدین کی اندھی تقلید سے گریز:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ ۲۵۳؎

ترجمہ۔ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے، تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے اگرچہ ان کے بڑے نہ تو کچھ عقل رکھتے تھے اور نہ ہی ہدایت پر تھے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ ۲۵۴؎

ترجمہ۔ اگر وہ (والدین) تجھ پر زور دیں کہ میرے ساتھ دوسروں کو شریک کر جس کا تمھیں علم نہیں تو تم ان کی بات کو نہ مانو۔

۷۔ والدین کے حق میں دعا:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا۔ ۲۵۵؎

ترجمہ۔ اور کہو کہ میرے رب تو ان پر رحم کر، جس طرح سے انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

۸۔ والدین پر خرچ کرنا:

يَسْاَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ۔ ۲۵۶؎

ترجمہ۔ وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دو کہ جو کچھ بھی اچھے مال سے خرچ کرو پس وہ والدین کے لئے ہے۔

دیگر مذاہب کے جائزے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رہبانیت یا دنیا سے کنارا کشی اختیار

کرنے کو ان مذاہب میں مقدس مذہبی فریضہ اور روحانی ترقی کا ایک سبب مانا جاتا ہے جو ایک غیر فطری عمل ہے جس کی آڑ میں معاشرتی سطح پر کئی پوشیدہ جرائم پروان چڑھتے ہیں فادر اور نن پوپ اور گرجا گھروں کی مقدس غیر شادی شدہ لڑکیاں کے جنھوں نے مذہب کے نام پر اپنے آپ، اپنی زندگی اور اپنی جوانی کو وقف کر دیا وہ غیر فطری اور غیر اخلاقی طور پر کئی ناجائز اولادوں کی مائیں بن گئیں پھر ایک جرم کو چھپانے کے لئے دوسرا اس سے بڑا اور قبیح جرم کے اب اس ناجائز اولاد سے جان کیسے چھڑائی جائے لہٰذا گرجا گھروں کے تہہ خانے ناجائز اولادوں کے قبرستان بن گئے۔

دوسری جانب دنیا میں جتنے بھی انبیاء اور رسل آئے ان سب نے بھرپور خاندانی زندگی بسر کی وہ اپنے والدین عزیز و اقارب اور بیوی بچوں کے ساتھ رہتے اور گھر اور معاش کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دیتے یہی نہیں بلکہ انھوں نے دنیا داری کے ساتھ ساتھ دین داری بھی انجام دی اور بنی نوع انسانیت کو محبت، ہمدردی اور خلوص کا پیغام دیا رہبانیت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو اس کی ذمہ داریوں سے فرار سیکھا تا ہے خاندان اور افراد کے درمیان رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے نبھانا ہی اسلام کی نظر میں عین عبادت ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۔۲۵۷؎

ترجمہ۔ائے نبی! بے شک ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے انھیں بیویاں اور اولادیں بھی دیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دعا کا طریقہ بھی سیکھایا ہے!

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔۲۵۸؎

ترجمہ۔اے ہمارے رب ! ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔
یہی وجہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازدواجی زندگی گزارنے کو اپنی سنت اور اپنا طریقہ قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کے جو میری سنت پر عمل پیرا نہیں ہوگا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ۔
عقد نکاح اور رشتہ ازدواج کو اسلام نے انتہائی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ' عقد ' کی جمع عقود ہے جس کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو پختگی اور مضبوطی کے ساتھ دوسری چیز کے ساتھ واصل کرنا یا ایک چیز کی دوسری کے ساتھ گرہ باندھنا اس کے معنی عہد کے بھی ہیں عہد سے مراد کسی چیز کو لازم کر لینا عقد کے معنی پختگی کے ساتھ کسی چیز کا التزام کرنا اس سے مراد عہد بھی ہے نکاح محض ایک دیوانی معاہدہ نہیں بلکہ یہ تعلق وسیع الجہات ہے ۔
قرآن کریم نے ایک جگہ اس تعلق کے لئے ' میثاق غلیظ ' کی اصطلاح استعمال کی ہے ۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !
مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۔۲۵۹ ۔
ترجمہ۔ وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں ۔
میثاق کے معنی انتہائی پختہ عہد جو کے نا قابل شکست ہو پھر یہاں میثاق کہہ کر بات ادھوری نہیں چھوڑی گئی بلکہ اس کے ساتھ لفظ غلیظ کا اضافہ بھی کیا گیا عربی زبان میں غلیط سے مراد مضبوط، مستحکم ، پائیدار ، نا قابل شکست اور پختہ کے ہیں یعنی نکاح کے نتیجے میں جو ادارہ وجود میں آتا ہے اور بیوی اور شوہر کا جو آپس میں تعلق قائم ہوتا ہے وہ ہمہ گیر ،مضبوط ، پختہ اور نا قابل شکست ہے عقد نکاح اور ازدواجی تعلق کے معاملات سے خواتین کے حقوق کا بڑا گہرا تعلق ہے کیونکہ شریعت کو خواتین کے حقوق اور مقام و مرتبہ کے تحفظ سے بھی گہری دلچسپی ہے کیونکہ خواتین کے حقوق ،مقام و مرتبہ کا معاملہ شریعت کی نظر میں انتہائی اہم معاملات میں سے ایک معاملہ ہے۔
اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔۲۶۰؎

ترجمہ۔عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے حق میں تم میں سے سب سے زیادہ بہتر ہوں۔۲۶۱؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے، جو خلق (اخلاق) میں سب سے اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال سے نرم سلوک کرے۔۲۶۲؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! نیک اور بلند مرتبہ لوگ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں اور پست ذہنیت اور نیچ لوگ ان کی توہین کرتے ہیں۔

بیوی کی دلجوئی:

سیرت اور کتب احادیث میں یہ واقعہ بھی درج ہے کے ایک نوجوان کا نام غزوہ کے لئے درج کر لیا گیا وہ نوجوان آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نئی نئی شادی ہوئی ہے اور میری بیوی یہ کہتی ہے کے مجھے پہلے حج کراؤ جبکہ میرا نام تو فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائے کے مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پہلے اپنی بیوی کو حج کروادو، اس شخص کی تسلی نہیں ہوئی لہذا دوسری اور پھر تیسری دفعہ بھی بھیس بدل کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اس سوال کو دہرایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کندھے پر تھپکی دے کر فرمایا پہلے اپنی بیوی کو حج کروادو اس کے بعد غزوہ پر چلے جانا۔

درج بالا واقعے میں بھی بیوی کی دلجوئی اور اس کی خواہش کے احترام کی جانب اشارہ موجود ہے کیونکہ خاندان کا نمایاں جز دراصل مرد عورت کا تعلق ہے اور اسی تعلق سے خاندان کی عددی قوت بڑھتی ہے پھر اگر بیوی کو یہ احساس ہے کہ اس کا شوہر اس کی عزت اور خواہشات کا احترام کرتا ہے تو وہ یقیناً با اعتماد اور مطمئن ہو گی جس کے سبب ان کے خاندان کو استحکام حاصل ہو گا کیونکہ فریقین کی باہمی رضامندی سے ہی ایک اچھے خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔

ماہرین عمرانیات کے مطابق دنیا کے مختلف مما لک ،قبائل، خطے اور اقوام میں مردوزن کے تعلق کی درج ذیل تین اقسام پائی جاتی ہیں ۔

ا۔تعدداز واج ۔ (Polygamy)۔

۲۔ یک زوجگی ۔ (Monogamy)۔

۳۔کثیر شوہری (Polyandry)

تیسری قسم میں ایک اورنوع ہے جیسے گروہی شادی (Group Marriage) کہا جاتا ہے جس میں چندمرد چندعورتوں کے خاوند ہوتے ہیں اور یہ تعلق ان میں سے ہر ایک کے ساتھ پایا جاتا ہے اگر چہ اس قسم کی شادیوں کی مثالیں کم ہیں جبکہ تعدد از دواج اور یک زوجگی کی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔آج بھی دنیا کے دیگر معاشروں میں یہی رواج پایا جاتا ہے اگر مسیحی معاشروں کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کے وہاں ایک سے زائد شادیاں ممنوع ہیں جبکہ مسلم معاشرے میں اس کے برعکس ازدواج کی تعداد محدود کردی گئی لیکن ان کے یہاں اس کی اجازت ہے جہاں تک طلاق کا معاملہ ہے تو اس کا رجحان تو تقریباً ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے لیکن بہت کم ایسے معاشرے بھی ہیں کہ جہاں طلاق کی قطعاً اجازت نہیں اور وہاں شادی کا رشتہ نا قابل انقطاع تصور کیا جاتا ہے لیکن مغربی معاشرے میں طلاق کی بھر مار ہے، طلاق انقطاع تعلق ہے جس کی بے شمار وجوہات ہوسکتی ہیں جس میں ناپسندی طبع ، ارتکاب جرم ،کوئی مہلک مرض وغیرہ شامل ہیں تمام مذاہب نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے کہ اس کی وجہ سے معاشرہ انتشار سے بچتا ہے طلاق ایک ناگزیر اور ناپسندیدہ امر ہے جیسے صرف بہ حالت مجبوری ہی اختیار کیا جانا چاہئے لیکن عصر حاضر میں یہ کھیل تماشہ بن کر رہ گیا اور مغربی بے راہ رو معاشرے نے اسے کثرت اپنایا لیکن وہاں کے اہل دانش کے لئے بھی اب یہ رجحان لمحہ فکریہ بن چکا ہے اگر چہ اس رجحان سے خواتین غیر محفوظ ہوگئی ہیں دوسری جانب خاندانی نظم کی بنیادیں بری طرح سے ہل کر رہ گئی ہیں ۔

خاندانی ہم آہنگی:

ایک اچھے خاندان کی یہ خصوصیت ہے کے وہ اپنے تمام فرائض ادا کرے اور اس کے عناصر ترکیبی مکمل ہوں خاندانی ہم آہنگی سے مراد مرد وعورت کے آپس کے تعلقات میں استحکام پایا جاتا ہو، تربیت اولاد اور نگہداشت بزرگان کا پورا اہتمام ہو، خاندان اس طرح کا ہو کے اس کا ہر فرد خواہ وہ زرعی معاشرے کا ہو یا صنعتی کا اس کے فیصلوں کا پابند ہو، معاشرتی استحکام کی بنیاد خاندانی ہم آہنگی ہے، جس معاشرے کے خاندانی نظام میں عورت و مرد کے تعلقات پر کوئی پابندی نہ ہو وہ معاشرہ جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے ماہرین

بشریات (Anthropology) اور عمرانیات (Sociology) کا یہ خیال ہے خاندانی ہم آہنگی فرد کے جذباتی تحفظ کا باعث ہے، دور حاضر کے معاشرتی انتشار کا سبب بھی یہی خاندانی بدنظمی ہے جنسی تعلقات میں غیر ذمہ داری، طلاق کی کثرت، ضبط ولادت اور بوڑھوں سے عدم التفات وہ برائیاں ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ عدم استحکام کا شکار ہوتا ہے، شاید یہی وجہ ہے کے اس دور کا انسان اخلاقی برائیوں کا مجموعہ نظر آتا ہے بالخصوص مغرب اور بالعموم مشرقی معاشرے میں روایتی نظام کے بگڑ جانے کی صورت میں سنگین نتائج برآمد ہو رہے ہیں ۔

۱۔ شادی کے بغیر مل کر رہنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور اس قسم کے تعلقات کے لئے ایک نئی اصطلاح شریک کار (Partner) کی ایجاد کی گئی ۔

۲۔ شادیاں بکثرت ناکامیوں سے دوچار ہو رہی ہیں اور طلاق کی شرح میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے ۔

۳۔ جس سے بچوں پر برے نفسیاتی اثرات مرتب ہو رہے ہیں، وہ اپنے آپ کو تنہا اور بے بس محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی مشکلات، نفسیاتی الجھنوں اور بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں، جذباتی طور پر مضطرب بچوں (Emotionally Disturbed) اور Problem Children کا اضافہ ہوا ہے ۔

۴۔تنہاء ماؤں (Single mothers) کا ایک نیا گروپ وجود میں آیا ہے جو غیر قانونی جنسی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو بغیر باپ کے پالتی ہیں۔

۵۔جدید معاشرے کو نوخیزی کے حمل (Teenage Pregnancy) کے مسائل بھی درپیش ہیں، مادر پدر آزادی اور بے راہ روی کی وجہ سے نوخیز لڑکیاں جنسی تجربات کی وجہ سے حاملہ ہوجاتی ہیں برطانیہ میں ۱۰ برس کی بچیوں نے بھی بچوں کو جنم دیا ہے مغربی معاشرے میں قانونی طور پر ان غیر اخلاقی تعلقات پر کسی قسم کی روکاوٹ حائل نہیں لہٰذا نوجوان اس قسم کے تجربات بخوشی کرتے ہیں جس پر انھیں کوئی شرمندگی بھی نہیں۔خود مغربی ماؤں کا یہ کہنا ہے کے اس قسم کے تعلقات کی روک تھام کے لئے تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ اپنی لڑکیوں کو ہم پابندی سے مانع حمل ادوایات کا استعمال کروائیں۔

٦۔اخلاقی اقدار کی پامالی کے نتیجے میں جنسی طور پر منحرف افراد کا اضافہ ہوا ہے اور اب تو مغرب میں ہم جنس پرستی قابل قبول رویہ ہے نیز اس کو جب سے قانونی طور پر جائز قرار دیا گیا اس کے بعد سے تو اس کی شرح میں تشویشناک حد تک اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے پھر جب سے پروٹسٹنٹ کلیسا نے ہم جنس پرست پادریوں کو قبول کیا ہے تو صورت حال اور بھی زیادہ سنجیدہ اور گھمبیر ہوگئی ہے۔

اہل مغرب کو اپنے معاشرے کی اس تباہی اور بربادی کا بخوبی ادراک ہے جس کی وجہ سے اب ان کی یہ خواہش ہے کے معاشرے میں خواتین کو ان کی اہم ترین ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جاسکے نیز ان میں گھر اور بچوں کی پرورش کے شوق کو بھی بیدار کیا جاسکے لیکن حقیقت یہ ہے کے مغربی معاشرے نے فرد کی اصلاح کی ذمہ داری نہ تو خاندان کو پوری کرنے دی اور نہ ہی تعلیمی اداروں کو لہٰذا جب بھی ایسی کوئی کوشش کی گئی تو بچوں یا جوانوں نے فوراً پولیس سے رابطہ کیا جبکہ والدین اور اساتذہ ایسے مواقع پر بے بس نظر آئے اگرچہ ہر معاشرے اور مذہب میں انسان کی اصلاح اور سدھار کے لئے جزا اور سزا کا ایک منظم نظام موجود ہے تاکہ مہذب

اور متمدن قوم پیدا کی جاسکے لیکن اہل مغرب کا حال حیران کن ہے جس کے اثرات اب پاکستانی معاشرے پر بھی براہ راست مرتب ہورہے ہیں یعنی تمام تعلیمی اداروں میں بچوں پر اساتذہ کی جانب سے کی جانے والی سختی، ڈانٹ ڈپٹ، حتیٰ کے طلباء کے انتہائی برے رویے کے سبب انھیں کلاس میں کھڑا کرنے یا کلاس سے باہر نکالنے تک پر پابندی عائد کردی گئی تو معذرت کے ساتھ اس صورت حال کے فوری اور نہایت خوفناک نتائج تو یہ ہیں کے ڈگری یافتہ غنڈوں اور بدمعاشوں کی کھیپ کی کھیپ تیار ہورہی ہے جن کی تعداد میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے جو اعلیٰ تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل اور Certified ہیں اس کا ایک بڑا سبب مغرب کی تعلیم اور ان کے اساتذہ سے حصول تعلیم بھی ہے لیکن یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کے جب سے تعلیمی اداروں میں طلباء کو سزا سے استثنٰی اور بچوں کی دوستی اپنے والدین سے ہوئی جب سے معاشرے میں شدید انتشار پیدا ہوا، ضروری ہے کے جو شخص جہاں غلطی کررہا ہے اس کو اس کا حساس دلایا جائے نیز اس کی اصلاح کے لئے مناسب سزائیں بھی دی جائیں۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کے مغربی معاشرے میں رہنے والے افراد باقاعدہ شادی سے گھبراتے ہیں فریقین بغیر شادی کے ہی ازدواجی تعلقات استوار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ صاحب اولاد بھی ہوتے ہیں تاہم اس ازدواجی تعلق کے دورانیے کا انحصار فریقین کے ایک دوسرے کے رویے کو برداشت کرنے کی سکت پر منحصر ہے کیونکہ وہ ہر قسم کی قانونی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں لہٰذا جب ان کا دل چاہتا ہے اپنے آپ کو اس بندھن سے آزاد کرلیتے ہیں۔

قرآن کریم نے تخلیق انسان کے جو بڑے بڑے مقاصد بیان کئے ہیں ان کی تکمیل ادارہ خاندان کے بغیر ناممکن ہے۔

قرآنی تعلیمات کی رو سے تخلیق انسانی کے بڑے مقاصد درج ذیل ہیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت۔

۲۔اللہ تعالی کی جانشینی۔

۳۔روئے زمین کی آبادکاری۔

۴۔آزمائش وامتحان۔

ان چاروں اہم ترین ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے ادارہ خاندان کا وجود ناگزیر ہے جبکہ ان امور کی انجام دہی تنہا فرد واحد کے بس کی بات نہیں کیونکہ ان کی انجام دہی کے لئے اس کو لامحالہ دل جمعی،تعاون،اور مدد کی ضرورت ہوگی جس کے لئے خاندان کا ہونا ازبس ضروری ہے بصورت دیگراور انتشار اور افراتفری کے عالم میں کوئی کام بھی درست انداز سے انجام نہیں دیا جاسکتا۔

تربیت اولاد:

خاندان میں مرد وعورت کے تعلق کے بعد سب سے زیادہ اہم ذمہ داری اولاد کی تربیت اور بزرگوں کی نگہداشت ہے،ابتدائی اور زرعی معاشروں میں بچے معاشی معاون ہوتے تھے،اس لئے ان کا خاص خیال رکھا جاتا تھا ہر خاندان اولاد کی افزائش کے سبب معزز سمجھا جاتا بعض معاشروں میں بیٹیوں کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا جبکہ عرب کے جاہل قبائل میں لڑکیوں کو زندہ دفنانے کی روایت بڑی مضبوط تھی لیکن اسلام نے بیٹے اور بیٹیوں کی بہترین پرورش کو عبادت اور احسان سے تعبیر کیا ہے،تربیت اولاد بھی معاشرتی ارتقاء کے ساتھ بدلتی رہی،اولاد کی تربیت میں زرعی تعلیم،پیشہ ورانہ ہنرمندی،فوجی تربیت اور مذہبی تعلیم شامل رہی معاشرتی اطوار کی وسعت کے ساتھ تربیت اولاد کے گوشے بھی بدلتے رہے تاہم ہر معاشرہ اپنے مخصوص اخلاقی اصولوں کو تربیت کے لئے ضروری قرار دیتا ہے،دور حاضر کی صنعتی معاشرت کی بدولت زندگی زیادہ پیچیدہ اور وسیع ہوگئی اسی لئے تربیت اولاد بھی ایک مسئلہ بن گئی بلکہ اب تو اولاد کو بوجھ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اب بچے معاشی معاون نہیں رہے پھر یہ کے اس دور میں اولاد کی افزائش کو بھی ناپسند کیا جاتا ہے اور مختلف علاج معالجے کے ذریعے سے کثرت اولاد کو قلت

اولاد میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو اولاد سے محبت اور شفقت کی تعلیم دیتا ہے اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جو اپنی اولاد سے بے پناہ محبت اور شفقت فرماتے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کے یہاں اولاد پیدا ہوتو (والدین) کو اس کا اچھا نام رکھنا چاہیے، جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دینی چاہیے اور اگر وہ بالغ ہو اور اس کی شادی نہ ہوئی اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ کے سر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشاد ہے! جو بچہ پیدائش کے بعد روئے اور پھر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی قرار دیا جائے گا اسلام نے والدین پر اولاد کے بھی حقوق متعین کئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔

۲۔ تربیت۔

۳۔ شفقت۔

۴۔ عفو درگزر۔

۵۔ اصلاح۔

۶۔ میراث۔

۷۔ نکاح۔

۱۔ افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ ۲۶۳

ترجمہ۔اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو انھیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی ہم رزق دیتے ہیں ان کا قتل بہت بڑی خطاء ہے۔

قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ سَفَهًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّحَرَّمُوۡا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افۡتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ‌ؕ قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ۔ ۲۶۴ ؎

ترجمہ۔بے شک وہ خسارے میں پڑے ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت اور نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر اس رزق کو حرام کر لیا جو اللہ نے انہیں دیا تھا، بے شک وہ گمراہ ہوئے اور سیدھی راہ پر نہ آئے۔

۲۔تربیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا۔ ۲۶۵ ؎

ترجمہ۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔

۳۔شفقت:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچوں کے چہرے کو چوما کرتے اور ان میں سے سب سے کم عمر بچے کو سال کا پہلا پھل کھلایا کرتے جبکہ ان سے بے انتہا شفقت اور رحمت کا سلوک کیا کرتے تھے۔

۴۔عفو درگزر:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ‌ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔ ۲۶۶ ؎

ترجمہ۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمھاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض تمھارے دشمن بھی ہیں، سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۵۔اصلاح:

وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ ذُرِّيَّتِىۡ۔ ۲۶۷ ؎

ترجمہ۔ میرے لئے میری اولاد کی اصلاح کرو۔

۶۔میراث:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوۡلَادِكُمۡ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ۔۲۶۸۔

ترجمہ۔ اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں یہ تاکیدی حکم دیتا ہے کے مرد کے لئے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو پھر اگر اولاد میں دو یا اس سے اوپر عورتیں ہوں تو ان کے لئے اس کی دو تہائی ہے اور اگر عورت اکیلی ہو تو اس کے لئے نصف ہے۔

۷۔نکاح:

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ ۔۲۶۹۔

ترجمہ۔ جو تم میں سے مجرد ہیں ان کے نکاح کرو۔

اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۔۲۷۰۔

ترجمہ۔ (نکاح کی برکت سے) اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔مولانا محمد عبدالرشید نعمانی۔ص۔۴۵۔ج۔۶۔دارالاشاعت کراچی۔

۲۔المنجد۔مرتب۔لوئیس معلوف۔ترجمہ۔مولانا عبدالحفیظ بلیاوی۔ص۔۸۹۱۔مکتبہ قدوسیہ۔اردو بازار لاہور۔

۳۔سورہ النمل۔آیت۔۹۷۔

۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔

۵۔سورہ الروم۔آیت۔۲۰۔۲۱۔

۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔

۷۔سورہ آل عمران ۔آیت۔ ۱۹۵۔

۸۔سورہ النساء۔آیت۔ ۴۰۔

۹۔سورہ بنی اسرائیل ۔آیت۔ ۷۹۔

۱۰۔سورہ الروم ۔آیت۔ ۲۰۔۲۱۔

۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ج۔ ۲۔ص۔ ۳۴۳۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

۱۳۔سورہ علق ۔آیت۔ ۱۔ ۲۔

۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۶۹۔

۱۵۔سورہ فاطر۔آیت۔ ۲۸۔

۱۶۔سورہ آل عمران ۔آیت۔ ۱۹۰۔۱۹۱۔

۱۷۔سورہ اعراف ۔آیت۔ ۲۰۱۔

۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب العلم۔ص۔ ۱۲۱۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۹۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) ص۔ ۲۹۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۰۔تجلیات حکمت ۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۲۱۔ حجۃ اللہ البالغہ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ص۔ ۱۳۱۔مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔سن ندارد۔

۲۲۔لغات القرآن ۔غلام پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۳۔سورہ ابراہیم ۔آیت۔ ۳۹۔

۲۴۔سورہ آل عمران ۔آیت۔ ۳۸۔

۲۵۔سورہ رعد۔آیت۔ ۳۸۔

۲۶۔سورہ نور۔آیت۔ ۳۲۔

۲۷۔احکام القرآن ۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) ص۔ ۱۷۳۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔

۲۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب النکاح۔مطبوعہ دارالکتاب

العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔ دار ارقم بیروت ۔
۲۹۔ سنن نسائی ۔ امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ دار المعرفہ .
۳۰۔ سنن ابن ماجہ ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) ۔ کتاب نکاح ۔ مطبوعہ دار الفکر .
۳۱۔ شرح السنہ ۔ امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) ص ۔ ۱۱ ۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۔
۳۲۔ مشکوٰۃ ۔ امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) ۔ کتاب نکاح ۔ ص ۔ ۶۲۸ ۔ مطبوعہ اصح المطابع دہلی
۳۳۔ صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔
۳۴۔ سورہ النساء ۔ آیت ۔ ۳ ۔ ۴ ۔
۳۵۔ سورہ النساء ۔ آیت ۔ ۳ ۔
۳۶۔ سورہ النساء ۔ آیت ۔ ۳ ۔
۳۷۔ صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ ۔
۳۸۔ سورہ النساء ۔ آیت ۔ ۱۹ ۔
۳۹۔ سنن نسائی ۔ امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔ ابن ماجہ ۔ مسند احمد ۔
۴۰۔ صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ ۔
۴۱۔ سورہ المائدہ ۔ آیت ۔ ۵ ۔
۴۲۔ سورہ البقرہ ۔ آیت ۔ ۲۲۱ ۔
۴۳۔ سنن ترمذی ۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔ رقم الحدیث ۔ ۱۰۸۴ ۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۴۱ھ ۔ سنن ابن ماجہ ۔ ۱۹۶۷ ۔
۴۴۔ سورہ البقرہ ۔ آیت ۔ ۲۲۱ ۔
۴۵۔ صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔ کتاب النکاح ۔ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔ دار ارقم بیروت ۔
۴۶۔ تجلیات حکمت ۔ مولف ۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران ۔

۴۷۔سورہ رعد۔آیت۔۲۴۔

۴۸۔معجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۵۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۴۹۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔

۵۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۶۔

۵۱۔سورہ صفٰت۔آیت۔۴۸۔۴۹۔

۵۲۔سورہ ص۔آیت۔۵۲۔

۵۳۔سورہ طور۔آیت۔۲۰۔

۵۴۔سورہ رحمن۔آیت۔۵۶۔

۵۵۔سورہ رحمن۔آیت۔۷۲۔۷۴۔

۵۶۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔

۵۷۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۲۲۔

۵۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۸۔

۵۹۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۷۔

۶۰۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۵۔۳۷۔

۶۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۶۔۴۸۔

۶۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۰۔

۶۳۔ابن جریر۔

۶۴۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۱۔

۶۵۔سورہ لہب۔آیت۔۴۔

۶۶۔سورہ شوریٰ۔آیت۔۱۱۔

۶۷سورہ زمر۔آیت۔۶۔

۶۸۔سورہ بقرہ۔آیت۔۳۵۔

۶۹۔سورہ روم۔آیت۔۲۱۔

۷۰۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔

۷۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۶۔

۷۲۔سورہ معارج۔آیت۔۱۲۔

۷۳۔سورہ عبس۔آیت۔۳۶۔

۷۴۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ)۔ج۔۷۔ص۔۳۷۱۔
مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۰۵ھ۔

۷۵۔سورہ النساء۔آیت۔۳۴۔

۷۶۔صحیحین

۷۷۔سورہ النور۔آیت۔۴۔

۷۸۔سورہ النساء۔آیت۔۴۔

۷۹۔سورہ النساء۔آیت۔۲۴۔

۸۰۔سورہ النساء۔آیت۔۲۰۔

۸۱۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔باب العلم۔ج۔۱۔ص۔۱۳۱۔مطبوعہ
دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۸۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الشروط۔ج۔۱۔ص۔
۱۱۸۷۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ

۸۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۸۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۱۴۔مطبوعہ مکتبہ نزار۔

۸۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۸۶۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ)۔ص۔۶۷۔مطبوعہ نشر
ادب الحوزہ قم ایران۔

۸۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔سورہ البقرہ۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔

۸۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ
دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۸۹۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالتراث العربی بیروت۔

۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۹۔

۹۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۰۔

۹۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۹۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۹۔

۹۴۔سوہ البقرہ۔آیت۔۲۲۹۔

۹۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۱۔

۹۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۲۔

۹۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۶۔

۹۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔

۹۹۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۔

۱۰۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۶۔

۱۰۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۱۔

۱۰۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۷۔

۱۰۳۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۰۴۔سورہ الاحزاب۔آیت۔۴۹۔

۱۰۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۶۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر سنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۰۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دار الفکر بیروت

۱۰۸۔کشف الخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی.

۱۰۹۔معجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ص۔۲۱۷۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۱۱۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب النکاح۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۱۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔

۱۱۲۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔کتاب طلاق۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت.

۱۱۳۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالکتاب
۱۱۴۔سنن نسائی ۔امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالمعرفہ
۱۱۵۔سنن ابوداؤد ۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۶۔سنن ابوداؤد ۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔کتاب الطلاق۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۱۰۸۴۔مطبوعہ دارالفکر.
۱۱۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔
۱۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۶۲۔
۱۲۰۔سورہ المجادلہ۔آیت۔ ۲۔
۱۲۱۔سورہ التحریم۔آیت۔ ۴۔
۱۲۲۔سورہ النور۔آیت۔ ۶۔۱۰۔
۱۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۱۷۔
۱۲۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔ ۹۰۔
۱۲۵۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔
۱۲۶۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔
۱۲۷۔المصنف ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ص۔۱۳۸۔مطبوعہ دارالقرآن ۔
۱۲۸۔اسلامی قانون ۔نکاح، طلاق، وراثت ۔تالیف مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی ۔ص۔ ۸۱۔۱۰۳۔ دارالاشاعت کراچی ۔۱۹۸۹ء۔
۱۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۲۸۔
۱۳۰۔سورہ الطلاق۔آیت۔ ۴۔
۱۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۳۴۔
۱۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۴۰۔
۱۳۳۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۔
۱۳۴۔سورہ الطلاق۔آیت۔۶۔

۱۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔

۱۳۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔

۱۳۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔

۱۳۸۔سورہ الاحزاب۔آیت۔۴۹۔

۱۳۹۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۔

۱۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۵۔

۱۴۱۔سورہ النور۔آیت۔۳۶۔

۱۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔

۱۴۳۔سورہ محمد۔آیت۔۲۳۔

۱۴۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۲۰۷۶۔
مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۵۔سورہ الطلاق۔آیت۔۶۔

۱۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۱۔

۱۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۱۔

۱۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔

۱۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۱۔سورہ النساء۔آیت۔۲۰۔

۱۵۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۶۔۲۳۷۔

۱۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۶۔

۱۵۲۔سورہ النساء۔آیت۔۷۔

۱۵۳۔سورہ النساء۔آیت۔۸۔

۱۵۴۔سورہ النساء۔آیت۔۹۔

۱۵۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۵۶۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۵۷۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۵۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۵۹۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۶۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۶۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۱۶۲۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۲۔

۱۶۳۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۲۔

۱۶۴۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۲۔

۱۶۵۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۲۔

۱۶۶۔سورہ النساء۔آیت۔ ۲۳۔

۱۶۷۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی دارالاشاعت.

۱۶۸۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔دارالاشاعت۔

۱۶۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۸۳۔

۱۷۰۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔ج۔۷۔ص۔ ۲۳۔
مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔

۱۷۱۔سورہ الطلاق۔آیت۔ ۲۔

۱۷۲۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۳۵۔

۱۷۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔ ۸۔

۱۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۱۴۰۔

۱۷۵۔سورہ الفرقان۔آیت۔ ۷۲۔

۱۷۶۔سورہ المعارج۔آیت۔ ۳۳۔

۱۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۸۲۔

۱۷۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۸۲۔

۱۷۹۔ٹائمز آف انڈیا۔اشاعت۔مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء۔ص۔۹۔

۱۸۰۔ہدایہ مع فتح القدیر۔علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی (متوفی ۹۵۳ھ)۔ج۔ ۲۔ص۔ ۲۵۰۔
مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر۔

۱۸۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۸۲۔

۱۸۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۱۴۳۔

۱۸۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۷۱۔

۱۸۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۵۔

۱۸۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۰۔

۱۸۶۔سورہ روم۔آیت۔ ۴۴۔

۱۸۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۶۔

۱۸۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔

۱۸۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔

۱۹۰۔سورہ النسا۔آیت۔ ۹۲۔

۱۹۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۳۲۔

۱۹۲۔سورہ النور۔آیت۔ ۲۔

۱۹۳۔سورہ النسا۔آیت۔ ۱۵۔

۱۹۴۔سورہ النور۔آیت۔ ۲۶۔

۱۹۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر۔

۱۹۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۸۔

۱۹۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۹۸۔سورہ النور۔آیت۔ ۴۔

۱۹۹۔سورہ النور۔آیت۔ ۲۳۔

۲۰۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

۲۰۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۳۵۔

۲۰۲۔سورہ الشعرا۔آیت۔۱۸۱۔

۲۰۳۔سورہ الشعرا۔آیت۔ ۱۸۳۔

۲۰۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۱۔

۲۰۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔

۲۰۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۶۸۔

۲۰۷۔سورہ النور۔آیت۔۱۹۔

۲۰۸۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۰۔

۲۰۹۔سورہ روم۔آیت۔۱۰۔

۲۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۱۱۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۔

۲۱۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۴۔

۲۱۳۔سورہ النور۔آیت۔۶۔۱۰۔

۲۱۴۔سورہ النور۔آیت۔۸۔۹۔

۲۱۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔

۲۱۶۔سورہ آل عمران۔۶۱۔

۲۱۷۔سورہ الحج۔آیت۔۳۰۔

۲۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۲۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۰۔

۲۲۰۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۲۔

۲۲۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔

۲۲۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۲۲۳۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۳۔

۲۲۴۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔

۲۲۵۔سورہ الیل۔آیت۔۱۱

۲۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۲۲۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۷۔

۲۲۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۱۔

۲۲۹۔تجلیات حکمت ۔مرتب ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران ۔

۲۳۰۔سورہ یونس ۔آیت ۔ ۷۷۔

۲۳۱۔سورہ الفلق ۔آیت ۔ ۴۔

۲۳۲۔سورہ البقرہ ۔آیت ۔ ۱۰۲۔

۲۳۳۔سورہ البقرہ ۔آیت ۔ ۱۰۲۔

۲۳۴۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۱۴۶۰۔مطبوعہ دار۔

۲۳۵۔سورہ التکاثر ۔آیت ۔ ۱ ۔ ۲ ۔

۲۳۶۔سورہ طٰحہ ۔آیت ۔ ۸۱ ۔

۲۳۷۔سورہ بنی اسرائیل ۔آیت ۔ ۳۱ ۔

۲۳۸۔کنوز الحقائق ۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۔

۲۳۹۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۲۳۳۶۔مطبوعہ دار الفکر

۲۴۰۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۲۴۳۹۔مطبوعہ ۔

۲۴۱۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث ۔ ۲۳۴۸۔مطبوعہ دار الفکر

۲۴۲۔سورہ آل عمران ۔آیت ۔ ۲۶ ۔

۲۴۳۔مسند بزاز ۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہثیمی ۔

۲۴۴۔جامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج ۔ ۳ ۔رقم الحدیث ۔ ۱۴۴۔مطبوعہ ۔

۲۴۵۔تجلیات حکمت ۔مرتب ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس۔ مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران ۔

۲۴۶۔تجلیات حکمت ۔مولف ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران

247. Blunt,Lady A.and sir W.S,The Seven Golden Odes of Pagan Arabia,

۲۴۸ ۔سورہ النساء ۔آیت ۔ ۳۶ ۔

۲۴۹۔سورہ لقمان ۔آیت ۔ ۱۴ ۔

۲۵۰۔سورہ بنی اسرائیل ۔آیت ۔ ۲۲ ۔

۲۵۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۲۴۔

۲۵۲۔سورہ عنکبوت۔آیت۔ ۸۔

۲۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۱۷۰۔

۲۵۴۔سورہ عنکبوت۔آیت۔ ۸۔

۲۵۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۲۴۔

۲۵۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۱۵۔

۲۵۷۔سورہ رعد۔آیت۔ ۳۸۔

۲۵۸۔سورہ الفرقان۔آیت۔ ۷۴۔

۲۵۹۔سورہ النساء۔آیت۔ ۲۱۔

۲۶۰۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۹۔

۲۶۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۲۶۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۲۶۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔ ۳۱۔

۲۶۴۔سورہ انعام۔آیت۔ ۱۴۰۔

۲۶۵۔سورہ تحریم۔آیت۔ ۶۔

۲۶۶۔سورہ لتغابن۔آیت۔ ۱۴۔

۲۶۷۔سورہ احقاف۔آیت۔ ۱۵۔

۲۶۸۔سورہ النساء۔آیت۔ ۱۱۔

۲۶۹۔سورہ النور۔آیت۔ ۳۲۔

۲۷۰۔سورہ النور۔آیت۔ ۳۲۔

(۸):

ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں سمندری سائنس کے حوالے سے قرآن وسنت کی روشنی میں

ارشاد خداوندی ہے:

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ا؎

ترجمہ۔کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا جدا کر دیا، اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا، کیا پھر بھی یقین نہیں کرتے۔

قرآن کریم مخزن علوم ہے جس میں تمام مادی اور روحانی علوم پوشیدہ اور مستور ہیں کلام الٰہی کی وسعت اور جامعیت سمندر سے زیادہ گہری ہے اللہ نے دنیا کو نہایت خوبصورتی سے تخلیق فرمایا لیکن انسان نے اس خوبصورت دنیا کو اس قدر آلودہ کر دیا کے یہاں سانس لینا بھی محال ہو گیا ماحولیات جس کو ہم (Ecology) بھی کہتے ہیں جس کے مطالعے میں پودوں، جانوروں، انسانوں کے طبعی ماحول، سمندروں، چٹانوں اور جنگلات کا مطالعہ کیا جاتا ہے چنانچہ روشنی، حرارت، شمسی تاب کاری، نمی، ہوا، آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، مٹی کے غذائی مادے، دیگر گیسیز اور مختلف نامیاتی اجزاء کا آپس میں ربط اور اس ربط کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے اگرچہ ماحولیات کا اطلاق وسیع بنیادوں پر ہوتا ہے جس کے بے شمار شعبے ہیں جس میں آب وہوا، آبی وسائل وذخائر، بحر پیمائی، کیمیا، فزکس، ریاضی، علم نباتات، علم حیوانات، علم فزیالوجی، مختلف علاقوں کی مٹی میں شامل اجزاء، حیوانات کا طرز عمل، انسانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی، ان کی ضروریات، وسائل، ترقی کے نام

پر قدرتی ماحول پر ڈھائی جانے والی پے در پے ضرب ،کارخانے اور فیکٹریز کا فضلہ،ان کی آلائشات ، پلاسٹک کی مضر رساں اشیاء بالخصوص پلاسٹک بیگز کا جا بے جا استعمال ،مضر صحت گیسز کا مسلسل اخراج ، روز آنہ نکلنے والا گھریلو کچرا،اس کے علاوہ کارخانے،فیکٹریز اور ہاسپٹل ز کا کچرا اور انھیں ٹھکانے لگانے کے انتظامات ، بے دردی سے جنگلات کی کٹائی ،آتش فشاں پہاڑوں کا دھواں اور راکھ،مہلک ہتھیاروں کی ایجاد،ان کا استعمال،ایسیڈ کی بارش، اوزون کی تہہ کا شگاف، نیوکلیئر تجربات اور ایٹمی فضلے اور تاب کاری کے ماحول،فضاء، ہوا،مٹی، سمندر، پہاڑ ، دریا،انسان ، جانور اور درختوں پر پڑنے والے مضر اثرات کے نتائج شامل ہیں

ایک حالیہ تحقیق میں ماہرین ماحولیات نے کراچی شہر کے بارے میں یہ انکشاف کیا ہے کے کراچی کی فضائی آلودگی ۳۳۱ درجے تک جا پہنچی ہے جو انتہائی خطرناک حد سمجھی جاتی ہے تاہم اگر درجہ بندی کے اعتبار دیکھا جائے تو ۱۵۱ سے ۲۰۰ درجے تک آلودگی مضر صحت ہے ۔ ۲۰۱ سے ۳۰۰ درجے تک انتہائی مضر صحت ہے اور ۳۰۱ سے زائد درجہ انتہائی سے بھی زیادہ خطرناک تصور کیا جاتا ہے تو اس اعتبار سے کراچی شہر آلودگی کے اعتبار سے بے حد خطرناک زون میں داخل ہو چکا ہے چنانچہ ماحولیاتی آلودگی جسے (Pollution) بھی کہتے ہیں کا مطالعہ پوری دنیا میں نہایت فکر کے ساتھ کیا جا رہا ہے اگرچہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر کئی کانفرنس ز اور سیمنارز کا انعقاد پر بھی اربوں کھربوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے جس میں ماہرین ماحولیات ،سائنسدان اور دیگر اہم شخصیات کے تجربات اور ان کی تجاویز پر غور فکر جاری ہے تاکہ ماحول کو آلودہ کرنے والی ممکنہ وجوہات کو نا صرف تلاش کیا جاے بلکہ ان کے مضر اثرات کے سد باب کے لئے کوششیں بھی تیز کی جا سکیں تاہم ماہرین ماحولیات نے عوامی سطح پر آگاہی مہم کا بھی باقاعدہ آغاز کر دیا ہے تاکہ لوگوں کو ماحولیاتی آلودگی کا شعور و ادراک حاصل ہو سکے اوزون کی تہہ کے حوالے سے ماہرین ماحولیات اور سائنسدانوں کا یہ ماننا ہے کے ہماری فضاء میں اوزون کی ایک تہہ پائی جاتی ہے جو سورج کی روشنی اور آکسیجن کے باہمی

ارتکاز سے وجود میں آتی ہے جبکہ یہ عمل لاکھوں برس سے جاری ہے تاہم اوزون کی تہہ کے استحکام میں نائٹروجن کے کمپاونڈز کا اہم کردار ہے جس نے کرہ ارض پر حیات کو الٹراوائلٹ تابکاری کے مضر اثرات سے بچایا ہوا ہے وگرنہ سورج کی مضر صحت شعاعیں زمین پر موجود جانداروں کو کب کا جلا کر راکھ کر چکی ہوتیں دوسری جانب انسانوں اور جانداروں میں کئی اقسام کے جلدی امراض اور کینسرز بھی عام ہوجاتے اگر چہ ماہرین اور سائنسدانوں کو ۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس وقت تشویش لاحق ہوئی جب انھوں نے یہ دریافت کیا کے کلوروفلورو کاربنز (CFCs) نامی کیمیکلز اوزون کی تہہ کے لئے ممکنہ خطرے کا سبب ہیں کیونکہ کلوروفلورو کاربن کے مالیکیو لیز جب اوپر فضاء میں جاتے ہیں تو وہ سورج کی روشنی کے باعث ٹوٹ جاتے ہیں بعد ازاں اس پر کلورین کاری ایکشن ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اوزون کی تہہ بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے تاہم ایک اندازے کے مطابق سی ایف سی کا ایک مالیکیول اوزون کے ایک لاکھ مالیکیولز کی تباہی کا سبب بنتا ہے لیکن ۱۹۸۵ء میں سائنسدانوں کو اس وقت شدید دھچکہ لگا جب وہ جنوبی براعظم میں ہیلے بے کے مقام پر اوزون کی تہہ کی پیمائش کر رہے تھے اور وہ یہ جان کر پریشان ہوگئے کے موسم بہار میں اوزون کی تہہ نصف سے بھی کم رہ گئی تاہم ناسا کے ایک تحقیقاتی سیارچے نے بھی اس کی تصدیق کر دی یعنی موسم بہار میں انٹارکٹکا کے اوپر کی دو تہائی اوزون کی تہہ مکمل طور پر غائب ہوچکی تھی جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اوزون کی تہہ کا یہ شگاف بتدریج بڑھتا جا رہا تھا لیکن جب موسم سرما میں اس ٹیم نے دوبارہ اوزون کی تہہ کا مطالعہ کیا تو وہ یہ جان کر حیران رہ گئے کہ اب اس تہہ کے شگاف میں بے حد کمی واقع ہوئی ہے اور وہ بہت حد تک بحال ہوچکی ہے لیکن سائنسدان اس خدشے کا اظہار بھی کرتے نظر آتے ہیں کے اگر اوزون کی یہ تہہ کم یا ختم ہوگئی تو زمین پر ذی حیات کا رہنا نہایت مشکل ہوجائے گا کیونکہ بے شمار بیماریاں انسان، جانور اور پودوں کو لاحق ہوجائیں گی اس کے ساتھ ساتھ سمندری حیات جس میں مچھلیاں اور پودے بھی شامل ہیں کی بقاء کو بھی

شدید خطرات لاحق ہوجائیں گے اور فصلیں سورج کی تیز شعاعوں سے جل کر بھسم ہوجائیں گی جبکہ فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کے بڑھ جانے سے درجہ حرارت میں بھی اضافہ ہوگا جو زمین پر موجود حیات کی بقاء کے لئے انتہائی مضر ہے۔ ۲

موجودہ دور میں گرین ہاؤس ایفیکٹ (Greenhouse Effect) کی اصطلاح کا بھی کافی غلغلہ ہے دراصل اس کا تعلق بھی فضائی آلودگی سے ہی ہے کیونکہ کرہ ارض پر موجود مختلف گیسیز اور ان کے درمیان تعامل سے ایک مخصوص حرارت زمین پر ہر وقت موجود رہتی ہے جو زندگی کی بقاء کے لئے نہایت ضروری ہے چنانچہ اگر یہ گرین ہاؤس ایفیکٹ نہ ہوتے تو اس کرہ ارض پر زندگی کب کی معدوم ہوچکی ہوتی اور پورے کرہ ارض پر برف کی موٹی تہہ جم جاتی لیکن صنعتی انقلاب، فیکٹریز اور کارخانوں کا بے تحاشا فضلہ، دھواں، بھٹیوں کی حرارت، کوئلے، پیٹرول، مٹی کے تیل، سوئی گیس اور دیگر ایندھن کے بے تحاشا استعمال اور ماحولیاتی آلودگی نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس زندگی بخش حرارت میں تشویشناک حد تک اضافہ کردیا دوسری جانب جنگلات اور چراگاہوں کی بے دردی سے کٹائی نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی کیونکہ جنگلات، چراگاہوں اور درختوں کے جھنڈ سے بڑی مقدار میں آکسیجن گیس کا اخراج ہوتا ہے جو ہر ذی روح کی زندگی کے لئے لازم وملزوم ہے لیکن درختوں کی کٹائی کے بعد فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، میتھین اور نائٹرس آکسائیڈ کے اخراج میں اضافہ ہوا تاہم یہ گیسیز کرہ ارض میں موجود حرارت کو اپنے اندر روک لینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں جس کی وجہ سے زمین کے درجہ حرارت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ نوٹ کیا جارہا ہے دوسری جانب حرارت میں مسلسل اضافے سے ماہرین ماحولیات اور سائنسدان بھی پریشان ہیں کیونکہ اگر اسی طرح سے درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا رہا تو بہت جلد قطبین پر موجود برف کے تودے گلیشیئرز اور پہاڑوں پر جمی برف پگھلنا شروع ہوجائے گی جس کی وجہ سے سمندر کی سطح ایک میٹر تک بلند ہوجائے گی اور دنیا کی بے شمار ساحلی پٹی اور وہاں پر موجود آبادی زیر آب

آجائے گی تاہم سمندر کی سطح کی مسلسل بلندی سے طوفان، سیلاب اور سونامی کے خطرات سے بھی نظر نہیں چرائی جاسکتی ہے اگر چہ اس خطرناک صورتحال سے نبٹنے کے لئے ماہرین ماحولیات اور سائنسدان متواتر جنگلات اور چراگاہوں میں اضافے کی تجویز دے رہے ہیں کیونکہ یہی ایک فطری طریقہ ہے جس کے ذریعے اس عظیم تباہی سے بچنا ممکن ہے۔

زمین پر موجود تمام ذی نفوس اور ان کی حیات کی بقاء پر اگر تفکر کیا جائے تو اس کے پیچھے معصوم درخت، پودے اور جنگلات نظر آئیں گے جبکہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کے زمین پر سے اگر درخت اور پودے ناپید و نابود ہو جائیں تو کسی ذی روح کے زندہ رہنے کا قطعاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چنانچہ انسان، جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑوں کی زندگی کے قیام اور دوائم کے پیچھے یہ بے ضرر درخت اور پودے ہیں تاہم درخت ہم سب کے بہترین دوست اور محسن ہیں لہٰذا کسی بھی انسان کے دنیا میں آنے کے فوراً بعد اس کا ان درختوں کے ساتھ براہ راست تعلق قائم ہوجاتا ہے لیکن اس سے بھی پہلے جب انسان ابھی جنین تھا اس وقت بھی اس کی سانس کی آمدورفت اور زندگی کی ڈور کو یہی درخت تھامے ہوئے تھے اور انسان کی زندگی کا انحصار اور دارومدار انھی درختوں سے خارج شدہ آکسیجن گیس پر تھا چنانچہ پیدائش سے لے کر موت تک اور بعض اوقات مرنے کے بعد بھی یہ درخت اس کے محسن اور رفیق ہیں۔ زیر نظر تحقیقی مقالے میں درختوں سے محبت، ان کی افادیت اور اہمیت نیز ان کا ہماری زندگی میں انتہائی گہرے عمل دخل پر بحث کی گئی ہے جس کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ شجر کاری مہم کو فروغ دینا اور اپنے سماج میں ان کے بے تحاشا فوائد سے آگہی پیدا کرنا ہے۔

درختوں کے جھنڈ اور گھنے جنگلات دشمنوں سے حفاظت کا ایک اہم سبب ہیں چنانچہ جن ممالک میں گھنے جنگلات اور درختوں کے جھنڈ ہوتے ہیں وہاں دشمنوں کی زمینی پیش قدمی کے امکانات ان قدرتی روکاوٹوں کے باعث کم، محدود یا نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں کیونکہ میدانی علاقوں میں دشمنوں کے حملے کے براہ راست اور قوی امکانات ہوتے ہیں چنانچہ ہموار

زمینی حساس مقامات پر آہنی باڑھ لگائی جاتی ہے دوسری جانب درخت قدرتی آفات سے بھی ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہیں کیونکہ قدرتی آفات کا کامیاب مقابلہ قدرتی اشیاء کے ذریعے ہی ممکن ہے چنانچہ کچھ عرصہ قبل ٹوکیو میں جب سونامی آیا تو سونامی کی تباہ کاریاں ان علاقوں میں زیادہ ہوئیں جہاں کنکریٹ کی اونچی اور پختہ دیواریں تعمیر کی گئیں تھیں کیونکہ سمندر کی تیز لہریں راستے میں حائل تمام روکاوٹوں کو توڑتے ہوئے شہر میں داخل ہوگئیں جبکہ ٹوکیو کے دوسرے حصے میں یہ تباہی کم سے کم ہوئی چنانچہ ماہرین نے جب اس کی وجہ معلوم کی تو وہ یہ جان کر حیران رہ گئے کے جن ساحلی پٹیوں پر مینگروز کے جنگلات اگائے گئے تھے وہاں سونامی کی تباہی برائے نام تھی کیونکہ مینگروز کے گھنے جنگلات نے سیلاب کی شدت کو نا صرف توڑا بلکہ پانی کی بڑی مقدار کو اپنی جڑوں میں بھی جذب کرلیا چنانچہ ان قدرتی جنگلات نے ٹوکیو کے بڑے حصے کو پانی کی تباہ کاری سے بچالیا لہٰذا دنیا بھر میں ماہرین ماحولیات دریا، جھیل اور سمندر کے کنارے پام اور مینگروز کے جنگلات کی سفارش کرتے ہیں کیونکہ یہ ناصرف ماحول دوست ہیں بلکہ کسی بھی سمندری طوفان، سیلاب یا سونامی کی ممکنہ اور ہنگامی صورت حال سے باآسانی نبٹنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ [۳]

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس میں تمھارے لئے پینے کا اور درخت کا (پانی) ہے اس میں مویشی چرتے ہیں اور اسی پانی سے اللہ تمھارے لئے کھیتی زیتون، کھجور، نگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے چنانچہ جو عقل والے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ۔ [۴]

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کئے اور تمھارے لئے اس میں کئی میوے پیدا کئے ۔

اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهۡجَةٍ‌ ۚ مَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ‌ ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ يَّعۡدِلُوۡنَ ۔۵؎

ترجمہ۔ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر پانی کے ذریعے ہم نے خوشنما باغات اگائے لیکن یہ تمھارے بس کی بات تو نہ تھی کے تم درختوں کو اگا سکتے ؟

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا ؕ وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌ ۢ بِيۡضٌ وَّحُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَغَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ ۔۶؎

ترجمہ۔کیا تم نے نظر نہیں کی کے اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعے ہم نے گوناں گوں پھل نکالے اسی طرح سے پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کے طبقات ہیں ۔

وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۔۷؎

ترجمہ۔زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں بھاری بوجھل پہاڑ پھیلا دئے اور سب طرح کی خوشنما چیزیں بھی اس میں اگا دیں ۔

وَجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ۔۸؎

ترجمہ۔اسی نے گھنے گھنے باغات زمین سے نکالے ۔

اَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعٰٮهَا ۔

ترجمہ۔اسی نے اس سے پانی اور چارہ نکالا ۔۹؎

ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضۡبًا وَّزَيۡتُوۡنًا وَّنَخۡلًا وَحَدَآئِقَ غُلۡبًا وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ۔۱۰؎

ترجمہ۔پھر ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا، پھر ہم نے اس میں اناج اگایا، اور انگور اور ترکاریاں، اور زیتون اور کھجور، اور گھنے باغ، اور میوے اور گھاس، تمہارے لیے اور تمہارے چار پایوں کے لیے سامان حیات۔

سمندری آلودگی کی کئی وجوہات ہیں جس میں سرفہرست صنعتی اور شہری فضلے کا نہایت بے دردی سے سمندر میں پھینکا جانا ہے جس سے نا صرف سمندری پانی آلودہ ہوتا ہے و دوسری جانب سمندری مخلوقات کی بھی موت کی ایک بڑی وجہ ہے اگرچہ دنیا بھر میں مہذب اقوام اپنے دریاؤں اور سمندروں کی صفائی کا خاص خیال رکھتی ہیں اور صنعتی اور شہری فضلے کو باقاعدہ ٹریٹمنٹ پلانٹ سے گزار کر اس مناسب مقام پر ٹھکانے لگایا جاتا ہے کیونکہ صنعتی فضلے میں کئی مضر صحت کیمیکلز بھی ہوتے ہیں اور یہ کیمیکلز پانی میں بہت عرصے تک اپنے مضر اثرات کے ساتھ موجود رہتے ہیں اسی لئے دنیا بھر میں ساحلی پٹی پر مینگروز کے درختوں کو لگانے کی مہم زور و شور سے جاری ہے کیونکہ مینگروز کے درخت دریائی یا سمندری فضلے کو نا صرف صاف کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں بلکہ سونامی کی تباہ کاریوں سے بھی بچاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے پانی کو آلودہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ایک حدیث ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی بھی ناپاک یعنی (جنبی) شخص ٹھہرے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے۔[۱۱]

اسی طرح سے چلتے ہوئے پانی کو پاک قرار دیا ہے کیونکہ سمندری نمکیات میں بھی پانی کی صفائی کا ایک خود کار نظام موجود ہے تاہم بنی نوع انسانیت پر یہ بھی اللہ کا خاص کرم اور احسان ہے کے پانی کی صفائی کا ایک قدرتی اور خود کار نظام دریاؤں، سمندروں اور پانی کے ذخائر میں موجود ہے جس کی جانب احادیث مبارکہ میں واضح اشارے موجود ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا! کیا سمندری

سفر کے دوران ہم سمندر کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں؟تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے۔۱۲؎
حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی،
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم بئیر بضاعہ نامی کنویں کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں؟ کیونکہ اس پانی میں اکثر حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور بدبودار اشیاء گرتی ہیں،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔۱۳؎
عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا کے جو پانی کسی میدان میں ہو یا جس پر درندے اور چوپائے آتے ہوں تو اگر اس پانی کی مقدار دو قلہ یعنی (دو ڈول) ہو تو وہ گندگی اس پانی پر اثر انداز نہیں ہوسکے گی اور وہ پانی اس گندگی کو رفع کردے گا۔۱۴؎
تاہم دین اسلام تمام بنی نوع انسانیت کو جسمانی، اخلاقی، ماحولیاتی،سمندری،روحانی اور غذائی پاکی کا حکم دیتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۲۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔ یاسر جواد۔ص۔۲۵۸۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۳۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۔
۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۰۔
۵۔سورہ النمل۔آیت۔۶۰۔
۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۷۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۸۔سورہ النباء۔آیت۔۱۶۔
۹۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۱۔
۱۰۔سورہ عبس۔آیت۔۵۔

۱۱۔سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) ۔رقم الحدیث ۔۱۳۳۱۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۱۲۔سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) ۔رقم الحدیث ۔۵۹۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ.

۱۳۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

سنن ابو داؤد۔امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔

سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔۔

۱۴۔سنن ابو داؤد۔امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

سنن نسائی ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

:(۹)

اردو زبان ہمارا قومی ورثہ لیکن!

اردو زبان ہمارا قومی ورثہ ہے یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اس زبان کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کے اردو زبان میں دنیا کی تمام زبانوں کے الفاظ پائے جاتے ہیں جبکہ یہ دنیا کی تیسری بڑی زبان ہے، زبانیں تبادلہ خیال کا موثر ترین ذریعہ ہوتی ہیں اوران کے ہماری زندگی پر گہرے اور دوررس اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں، دیکھا جائے تو روز افزوں سائنسی ایجادات اور چاند پر چہل قدمی کا دعویٰ کرنے والا انسان اپنی تمام تر ترقی کے باوجود ابھی تک لفظوں کا پابند اور غلام ہے وہ اپنا مافی الضمیر لفظوں کے پورے تعاون کے بغیر ادا نہیں کرسکتا ہے لہٰذا الفاظ کی حاکمیت اور اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مفکر نے کچھ اس طرح سے کہا! 'میرا منتخب لفظ صرف میرے ذاتی معنی ادا کرتا ہے'۔

اردو پاکستان اور ہندوستان کی وہ واحد زبان ہے جو درہ خیبر سے چاٹگام اور رنگون سے قلات تک میں لکھی، پڑھی، بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اردو زبان ایک زندہ اور متحرک زبان ہے اگر چہ مختلف زمانوں میں اس کے مختلف نام بھی رکھے گئے جن میں ہندی، ہندوی، ہندوستانی انڈوستانی، ریختہ۔ گجراتی اور مورش شامل ہے، دیگر زبانوں کی طرح اس کی بھی ایک فلاسفی ہے جس کے اثرات اس کے بولنے، سننے اور سمجھنے والوں پر واضح ہیں یہ زبان برصغیر پاک وہند میں بسنے والی قوم کے نظریات کی ترجمان ہے اور اس نے ہماری تہذیب وتمدن ثقافت اور مذہبی عقائد ونظریات پر گہرے اثرات بھی مرتب کئے ہیں زبانیں دراصل انسانی احساسات ونظریات کی وضاحت میں معاون اور اہم کردار ادا کرتی

ہیں لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کے اردو زبان جو کہ نفسیاتی سطح پر ہمارے خطے کی نمائندہ زبان ہے وہ زوال کا شکار ہے جبکہ اردو کو خطے سے جڑنا چاہئے اور جو خلیج درمیان میں حائل ہے، ہمیں اس زبان کے فروغ سے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

اردو زبان کا ارتقائی سفر:

ایک قدیم نظریے کے مطابق جو سید احمد (مولف فرہنگ آصفہ) نے پیش کیا وہ یہ ہے کے تقریباً ایک ہزار قبل مسیح جب ایران کے حکمرانوں نے ہندوستان کا رخ کرنا شروع کیا تو انھوں نے اپنی زبان کے الفاظ کا اثر مقامی زبانوں پر بھی ڈالا کیونکہ نوسو سال قبل مسیح میں ایران کا حکمران کیکاؤس تھا جو کے ہندوستان کے کئی حصوں پر قابض تھا۔

جبکہ مولوی سید احمد کا یہ خیال ہے کے اصل میں یہی زمانہ اردو کی بنیاد پڑنے کا پورا پورا زمانہ ہے کیونکہ اس وقت راجہ بھرت تخت ہند پر جلوہ افروز تھا اور اس کے عہد میں برج بھاشا اضلاع متھرا نیز ممالک مغربی میں اور پوربی بھاکا ممالک مشرقی میں رائج ہوئی، اور اسی نے زبان اردو کو اپنی آغوش محبت لیا۔[۱]

اسی طرح سے اردو کو زبان کے معنوں میں سب سے پہلے محمد عطا حسین خان تحسین نے 'نوطرز مرصع' میں استعمال کیا ہے بعد ازاں میراں من نے 'باغ و بہار' مولفہ ۱۸۰۱ء میں اسے زبان کے معنوں میں استعمال کیا ہے یہ ایک طرح کی مخلوط زبان ہے جس میں حروف تہجی سے لے کر الفاظ کی ساخت، جملوں کی بناوٹ اور واحد جمع تک کے اصول اگر چہ اس کے اپنے ہیں لیکن اس کی تخلیق عربی اور فارسی زبانوں اور مقامی بولیوں (پراکرتوں) کے ساتھ میل جول سے ہوئی ہے، عربی زبان کا اثر محمود غزنوی کے ذریعے پنجابی پر ہوا جو بعد ازاں اس نئی بولی کو گنگا جمنا کے دوآبے میں لے گئی جب دہلی اسلامی حکومتوں کا دارالحکومت بنا تو مقامی باشندوں کے ساتھ میل جول کے ساتھ ہی عربی، فارسی اور ان کی مخلوط زبان پر بھی اثرات مرتب ہوئے اور یوں اس اختلاط کے نتیجے میں ایک نئی زبان وجود میں آئی جسے بعد میں اردو کا نام دیا

گیا۔ ۲؎

اسی طرح سے جب علاء الدین خلجی نے دکن کو فتح کیا اور محمد بن تغلق نے دہلی کو خالی کرا کے دولت آباد (دکن) آباد کیا تو سندھ، پنجاب اور دہلی کے علاقے کی مخلوط زبان (اردو) گجرات اور حیدرآباد میں داخل ہوگئی ہر چند کے پنجاب اور دوآبے کے علاقوں میں یہ نئی زبان ترقی پذیر تھی لیکن دکن پہنچ کر اس زبان نے ترقی کے نئے باب رقم کئے اور ہوتے ہوتے شمالی گولکنڈہ اور بیجا پور کے درباروں میں بھی اس کی بہت قدر افزائی کی گئی چنانچہ اس عہد کی سب سے پہلی کتاب حضرت سید محمد خواجہ بندہ نواز گیسودراز کی 'معراج العاشقین' سمجھی جاتی ہے۔

جبکہ اردو کے اولین شعراء میں امیر خسرو کا نام بھی سرفہرست ہے انھیں اس اعتبار سے بھی اہمیت حاصل ہے کے انھوں نے ہندوستانی تہذیب کے تمام عناصر ارضی کو اپنی شاعری میں سمولیا یہی نہیں بلکہ اس زبان کے فروغ کے لئے اپنی انتہائی توانائیوں کو بھی سرف کرنے سے گریز نہیں کیا اور اس زبان کو جدیدیت سے ہم کنار کیا انھیں اردو کی ایک اہم ادبی تحریک کا بانی بھی مانا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے ہی سب سے پہلے اردو کے ریختہ کی ترویج میں اپنا اہم کردار ادا کیا اس دور میں چونکہ اردو کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں تھی اسی لئے امیر خسرو نے اپنی شاعری کے لئے جس روزمرہ زبان کا استعمال کیا اسے وہ 'ہندوی' کہتے ہیں جبکہ وہ خود 'غرۃ الکمال' کے دیباچے میں تحریر کرتے ہیں! میں نے ہندی میں نثر بھی لکھی ہے اور شعر بھی کہے ہیں لیکن یہاں ہندی کلام شامل کرنے کا جواز نہیں۔ فارسی زبان کی لطافت وحلاوت ہندوی پیوندکاری کی متحمل نہیں ہوسکتی البتہ بعض جگہوں پر بنائے ضرورت ہندی لفظ پیوند کردئے ہیں ہندی زبان سے مجھے لگاؤ ہے، بلکہ یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کے ہندوستان کے طیور بھی مجھ سے ہندی میں گفتگو کرتے ہیں۔ ۴؎

امیر خسرو کی اسی پیوندکاری نے دو زبانوں کو باہم ملایا اور ان کے امتزاج کا سبب بھی بنی یہی نہیں بلکہ اس ملاپ سے دو تہذیبوں کے ادغام میں بھی مدد ملی اور ایک نئی زبان کی تشکیل کی راہ

بھی ہموار ہوئی۔

بقول شمس اللہ قادری کے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کے اس وقت جو زبان رائج تھی وہ موجودہ زبان سے زیادہ غیر مانوس نہیں تھی۔۵؎

عبدالمجید سالک کہتے ہیں کے خسرو کی زبان اس زمانے میں عوام کی زبان بن چکی تھی اور انصاف تو یہ ہے کے وہ اردو زبان کے سوا کچھ نہیں ہے۔٦؎

رام بابو سکسینہ امیر خسرو کو نا صرف اردو کا شاعر اور ادیب کہتے ہیں بلکہ انھیں اردو کا موجد اور مخترع بھی قرار دیتے ہیں۔۷؎

امیر خسرو جس زبان کو 'ہندوی' کہتے ہیں اس کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کہتے ہیں کے 'ہندوی' دراصل اردوئے قدیم کو کہا جاتا ہے۔۸؎

خسرو نے اپنی شاعری سے اردو کو تخلیقی زبان کا درجہ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس لڑکھڑاتی ہوئی زبان کو تہذیبی رفعت بھی عطا کی کیونکہ خسرو حیاتیاتی سطح پر تہذیبی اشتراک کی پیداوار تھے۔۹؎

صوفیانہ تحریک:

پھر آٹھویں صدی عیسوی میں جب عربوں نے سندھ اور ملتان پر اپنی گرفت کو مضبوط کیا اور یہاں قابض ہوئے تو سیاسی غلبے کے ساتھ ساتھ اسلامی فکر کو بھی برصغیر پاک و ہند میں گویا داخلے ایک کی راہ مل گئی دوسری جانب ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندوؤں کا فکر و فلسفہ برہمن مت اور بدھ مت کے آپس کے تصادم کے متعدد منازل طے کر چکا تھا اور اب ویدوں اور اپنشدوں کی طرف نہ صرف مراجعت کر رہا تھا۔۱۰؎ بلکہ فکر و عمل کے اعتبار سے یکسر تصوف بھی بن چکا تھا بدھ مت نے ایک حیات گریز تصور کو فروغ دیا تھا اسی اثناء میں صوفیاء کرام بھی دنیا کے مختلف خطوں سے ہندوستان تشریف لائے اور اپنی عادت کے مطابق عام لوگوں میں گھل مل گئے، انھوں نے عوام کی زبان میں شاعری کی اور محبت کے پیغام کو عام

کرتے ہوئے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا، اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کے ان کی روحانی فتوحات کا دائرہ سلاطین کی ملکی فتوحات کے دائرے سے سے کسی طرح سے بھی کم نہ تھا جبکہ سید سلیمان ندوی تو یہاں تک کہتے ہیں کے اگر یہ کہنا صحیح ہے کہ ہندوستان کو غزنی اور غور کے بادشاہوں نے فتح کیا تو اس سے زیادہ یہ کہنا درست ہے کے ہندوستان کی روح کو خانوادہ چشت کے روحانی سلاطین نے فتح کیا۔۱۱؎

صوفیاء کرام کا یہ وصف ہے کے وہ عوام الناس کے باطن پر نظر رکھتے ہیں اور ان کے دروازے مومن و مشرک سب کے لئے کھلے ہوتے ہیں چنانچہ ہندوستان میں آنے کے بعد ان صوفیاء کرام نے کبھی بھی اپنی علمی فضیلت کو راستے کی دیوار بننے نا دیا بلکہ انھوں نے عوام سے انھی کی کھردری زبان میں بات چیت کا آغاز کیا اور وہ ہندوستان کے جس جس حصے میں بھی تبلیغ و اشاعت کے غرض سے گئے سب سے پہلے وہاں کی مقامی زبان کو اپناتے گئے پھر وعظ و نصیحت کے دوران انھوں نے کچھ عربی اور فارسی کے الفاظ کا استعمال بھی بہ ضرورت وقت کیا چنانچہ اس قدیم دور کی اردو کے جو چند نمونے ہاتھ آئے ہیں ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کے یہ مخلوط زبان پندرہویں سے سترہویں صدی عیسوی تک پورے ملک میں رائج تھی اور اس کی ابتدائی نشونما میں صوفیاء کرام کے کردار کو نظر انداز کرنا مشکل ہے اگرچہ اس دور کی اس مخلوط مذکورہ بالا زبان کے ابتدائی نمونے زیادہ تعداد میں تو دستیاب نہیں ہیں ،لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے گفتگو کی زبان ایک طویل عرصے کا سفر طے کر کے ہی کہیں تحریر کی زبان بنتی ہے لہٰذا جو تحریری نمونے دستیاب ہیں انھیں دیکھ کر تو یہی اندازا لگایا جاسکا ہے کے اس زبان میں بول چال کا رواج بہت عرصہ قبل عام ہو چکا تھا لہٰذا حضرت بابا فرید شکر گنج کے زمانے میں اس زبان نے ترقی کی جس منزل کو حاصل کرلیا تھا وہ ملاحظہ ہو۔

وقت سحر وقت مناجات ہے   خیز دراں وقت کی برکات ہے
نفس مبادا کہ بگوید تیرا   خسپ کہ خیزی کہ ابھی رات ہے

صوفیاء کرام کی تحریک نے اردو کے ابتدائی دور میں نئے اسالیب بیان کو نا صرف فروغ دیا بلکہ مختلف مقامی بولیوں کے ملاپ سے اس کے ذخیرہ الفاظ میں بھی اضافہ کیا،صوفیاء کرام چونکہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے تھے لہٰذا اردو زبان میں ہندوستان کے ہر خطے میں بولے جانے والے الفاظ غیر محسوس طور پر شامل ہوتے چلے گئے تاہم یہ ایک اٹل حقیقت ہے کے صوفیاء کرام نے اپنی تحریک کے ذریعے ہندوستانی مزاج کو عربی اور فارسی کے تہذیبی لہجے سے پہلے الفاظ کے استعمال سے اور پھر ترجمہ کے ذریعے سے آشنا کیا اسی تحریک کا ایک اور مثبت اثر یہ بھی ہوا کے انھوں نے مقامی بولیوں کو عربی رسم الخط میں ڈھالا اور عوام الناس کو اس رسم الخط سے مانوس بھی کیا اور اس طرح سے ایک مشترکہ رسم الخط وجود میں آیا جس کی وجہ سے اردو زبان ہندوستان کے گوشے گوشے میں لکھی ، پڑھی ، بولی،سوچی اور سمجھی جانے لگی ،یہی نہیں بلکہ اس کے اثرات بیرون ہندوستان بھی جا پہنچے چنانچہ صوفیاء کرام کی تحریک نے اردو زبان کی نشونما میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے اور اسی اساس پر اردو زبان نے آنے والی صدیوں میں اپنا ارتقائی سفر نہایت کامیابی سے طے کیا۔

یہ درست ہے کے اس زبان پر عربی اور فارسی کے اثرات مرتب ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہندوستان کے مختلف حکمران جن میں غزنوی،غوری،غلاماں،خلجی،تغلق،سادات لودھی اور مغلیہ خاندان شامل ہیں انھوں نے بھی اردو زبان پر اپنے اثرات مرتب کئے ہیں۔

ایک نظریے کے مطابق جس کے بانی انشاء اللہ خان انشاء ہیں،فرماتے ہیں!وہ زبان جسے آج ہم اردو کہتے ہیں اس کا با قاعدہ آغاز شاہ جہاں کے عہد میں ہوا تھا۔۱۲؎

میر امن 'باغ و بہار' کے دیباچے میں لکھتے ہیں کے اردو کی ابتداء اکبر اعظم کے دور میں ہوئی ۱۳؎ جدید تحقیق نے ان بیشتر پرانے نظریات کو فرسودہ قرار دے دیا ہے،لیکن ان نظریات کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔

سید سلیمان ندوی کا خیال ہے کے اردو کی ابتداء سندھ سے ہوئی۔

محمود شیرانی کے مطابق اردو کی ابتداء پنجاب سے ہوئی ہے۔

ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کے اردو کا سرچشمہ پنجابی نہیں بلکہ وہ قدیم زبان ہے جس سے خود پنجابی نکلی ہے۔ ۱۴؎

ڈاکٹر شوکت سبزواری اردو کے حوالے سے کہتے ہیں کے اردو پالی کی ترقی یافتہ اور معیاری شکل ہے۔ ۱۵؎

عین الحق کوٹی نے تو گویا اردو کا رشتہ دواڑی زبانوں سے جوڑ کر جڑوں کی تلاش کے کام کو مکمل کر دیا۔ ۱۶؎

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کا ماننا ہے کے ان دعوؤں کی حقیقت کچھ بھی ہو لیکن ایک بات اس سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے اور وہ یہ کے ان میں سے ہر علاقہ کسی نہ کسی دلیل پر اردو کی ابتداء اپنے سے منسوب کرتا ہے اور اس طرح سے ہر علاقے سے اس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ۱۷؎

ریختہ کی دوسری تحریک اور ولی دکنی:

برصغیر میں امیر خسرو کے عہد میں پہلا ریختہ متشکل ہو چکا تھا اور اس نے ارتقاء کی کئی منزلیں بھی بڑی کامیابی سے طے کی تھیں یہی نہیں بلکہ اس میں ادب بھی تخلیق ہونا شروع ہو گیا تھا پھر ولی دکنی کے عہد تک آتے آتے تو اردو زبان میں بہت پختگی آ چکی تھی حقیقت تو یہ ہے کے مغلوں کے زوال کے ساتھ ہی فارسی زبان کی قدر و قیمت میں بھی نمایاں کمی آنا شروع ہو گئی تھی لیکن امیر خسرو نے ریختہ کی جس روایت کو فروغ دیا تھا اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں اترنا شروع ہو گئی تھیں بلا آخر ولی دکنی کا تجدد ایک ایسے ریختہ کو فروغ دینے میں کامیاب ہو گیا، جس میں پورے ہندوستان کے ادبی عناصر کا کیمیائی مزاج موجود تھا تاہم لسانی اعتبار سے شمال اور جنوب کے درمیان امتیاز کی سب حد بندیاں ختم ہو گئی تھیں لیکن اگر سیاسی سطح پر دیکھا جائے تو مسلمانوں نے متعدد مرتبہ ہندوستان کو متحدہ وحدت بنانے کی کوششیں کیں لیکن زبان کے اختلاف نے ہمیشہ ہی اسے ناکام بنا دیا، بہرطور اس حقیقت سے

نظریں نہیں چرائی جاسکتی ہیں کے لسانی اعتبار سے اولین وحدت ولی دکنی کے ریختہ کی بدولت وجود میں آئی اور اس نے تقریباً ڈیڑھ سو سال تک مثبت اثرات کا مظاہرہ کیا، اگرچہ یہ وہی زبان تھی جو ولی دکنی کے زمانے میں بولی جاتی تھی لیکن ولی سے پہلے یہ زبان بازاری سمجھی جاتی تھی۔۱۸۔ علمی اور ادبی حلقوں میں اس کا داخلہ ممنوع تھا لیکن ولی کے امتزاجی عمل نے اس زبان کی غرابت کو دور کر کے اسے تونگر بنا دیا اور اہل علم پر جب اس حقیقت کا انکشاف ہوا کے فارسی شاعری کے مضامین کو ایک مقامی زبان بھی فکر و رعنائی سے گرفت میں لینے کی اہلیت رکھتی ہے تو وہ حیرت زدہ ہو گئے اور نوجوان شعراء ولی کی زمینوں میں شعر کہنے لگے۔۱۹۔

ولی کی تحریک نے دو مختلف المزاج زبانوں میں امتزاج پیدا کیا اور بقول محمد حسین آزاد کے ایسا بے معلوم جوڑ لگایا کے آج تک زمانے نے کئی پلٹے کھائے مگر پیوند میں جنبش نہ آئی ۔۲۰۔ اردو ایک ایسی زبان ہے جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی جنم لیا اور اس کا تحفظ بھی ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہی ہوا ہر چند کے اس سلسلے میں کچھ ہندو مصنفین کے نام بھی سامنے آتے ہیں لیکن اس زبان کی پرورش ،نگہداشت، تحفظ اور بقاء کے لئے مسلمانوں نے ایک کامیاب کردار ادا کیا ہے، پاکستان بننے سے اس زبان کے تحفظ کی ایک اور راہ نکل آئی ورنہ انڈین نیشنل کانگریس کے زیر اثر متعصب ہندوؤں نے اس زبان میں سے فارسی اور عربی کے الفاظ نکال کر سنسکرت کے الفاظ شامل کر دیے تھے اور اسے ہندی کا نام دے دیا تھا اگرچہ تحریک پاکستان میں ہندی اردو قضیہ ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتا ہے اور شاید یہی وجہ تھی کے پاکستان کی تحریک میں اردو بھی لازم وملزوم حیثیت اختیار کر گئی دوسری جانب ہمارا قدیم مذہبی اور ثقافتی ورثہ عربی اور فارسی زبانوں میں موجود ہے لیکن اس کے اردو تراجم کو پڑھنا اور سمجھنا زیادہ آسان ہے اسی حوالے سے ایک بات اور بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کے اردو زبان میں قرآن کریم کے تراجم ،تفاسیر، ذخیرہ احادیث فقہ،علم الکلام ،سیرت، اخلاقیات ،عبادات اور تاریخ و تحقیق کو سمجھنا بھی آسان ہے، عرصہ دراز سے اردو زبان کی ترویج

واشاعت کے لئے موثر اقدامات بھی کئے جارہے ہیں جن میں کئی تاریخ ساز شخصیات نے اپنا اہم کردار بھی ادا کیا ہے جیسے بابا اردو مولوی عبدالحق نے مسلم لیگ اور کسان تحاریک کے ذریعے اردو زبان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی انھوں نے ۱۹۳۰ء میں انجمن ترقی اردو کی بنیاد ڈالی اور اپنی آخری سانسوں تک وہ اس کی خدمت کے لئے کوشاں رہے جبکہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں سردار عبدالرب نشتر نے لاہور میں مجلس زبان دفتر قائم کیا جس کی اہم ذمہ داریوں میں شامل تراجم اور اصطلاحات کو وضع کرنا تھا اس کے علاوہ اردو سائنس بورڈ، انجمن ترقی اردو اور دیگر کئی ادارے اور جامعات نے اردو زبان کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے پھر اس کے ساتھ ہی اردو کی بے شمار کتب ورسائل نے بھی اپنے انداز سے اس زبان کی خدمت کی ہے ابھی کچھ عرصہ قبل سرحد اسمبلی نے اردو کو دفتری زبان کے طور پر رائج کر کے ایک اہم اور موثر قدم کی جانب پیش رفت کی ہے جو یقیناً ایک مستحن عمل ہے، اسی طرح سے ہمدرد پاکستان کے جس کے بانی حکیم محمد سعید تھے، وہاں کی دفتری زبان بھی اردو ہے۔

آئین پاکستان کی رو سے سے بھی پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان اردو ہی ہے لیکن افسوس صد افسوس کے حکومتی اداروں اور حکمران طبقے کی بے حسی کے باعث اب تک اردو کو وہ مقام حاصل نہ ہوسکا جو اس کا حق ہے آج جب ہم اقوام عالم کی طرف نظر کرتے ہیں تو ایک بات بڑی وضاحت سے سمجھ میں آتی ہے کے دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک نے تعلیم کے شعبے میں انتہائی سنجیدگی سے اقدامات کیے ہیں نیز انھوں نے اپنی مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا ہے آج جب ہم چین، جاپان، روس، جرمنی، فرانس، انگلینڈ، امریکہ اور عرب ممالک کی طرف دیکھتے ہیں تو یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کے ان کے یہاں تمام جدید علوم جن میں ریسرچ، طب، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، فلسفہ، ادب، کمپیوٹر حتیٰ کے خلائی تحقیقات تک شامل ہیں ان کی تحصیل ان کی اپنی زبان میں بڑی کامیابی سے کی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنی مادری زبان میں سوچتے، سمجھتے، ہنستے بولتے اور لکھتے پڑھتے ہیں ان کی اپنی زبان پر مضبوط گرفت نے ہی انھیں اقوام عالم میں

ممتاز بنایا ہے۔چین، جاپان فرانس،روس، جرمن اورعرب مما لک کے سر براہان مملکت میں سے اکثریت انگریزی زبان سے ناواقف ہیں یہاں تک کے وہ غیر ملکی دوروں میں بھی اپنی ہی زبان میں خطاب کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ان کی بات کی وضاحت کے لئے مترجم ان کے ساتھ ہوتے ہیں ،اور وہ اپنے ان خطابات کے دوران بڑے پر اعتماد نظر آتے ہیں اور انھیں شاید معمولی سی شرمندگی کا احساس بھی چھو کر نہیں گذرتا کے وہ انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ،انگریزی زبان سے ناواقفیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کے وہ ان پڑھ ہیں ، بلکہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں زیور علم سے آراستہ ہیں لیکن جب ہم اپنے اردگرد نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں دوہرے تعلیمی معیار اور اردو انگریزی میڈیم کی رسہ کشی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا ہے اس طرز تعلیم کا نتیجہ اس مثل کے مصداق ہے کے ’کوا چلا ہنس کی چال تو اپنی چال بھی بھول گیا‘ اول تو تعلیم انسان کو اپنی مادری زبان میں ہی حاصل کرنی چاہئے اور حکومت کو ایسے اداروں کی سر پرستی بھی کرنی چاہئے لیکن ہمارے یہاں کے طبقاتی فرق بالخصوص وڈیرہ شاہی نظام میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کے اول تو عوام الناس کو تعلیم سے ہی دور رکھا جائے اور اگر بالفرض دیگر انھیں یہ سہولیات دے بھی دی جائیں تو اس کا معیار اتنا سطحی اور کمتر ہو کے پڑھ لکھ کر بھی انسان جاہل کا جاہل ہی رہے اور اس کی ڈگریز بھی اس کے کچھ کام نہ آسکیں اس استحصالی نظام کے خلاف آواز اٹھانا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ ہمارے یہاں اسی وجہ سے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد بے روزگار ہے اگرچہ پاکستان میں عجب افراتفری کا عالم ہے نوجوانوں کی بڑی تعداد پیشہ ورانہ تعلیم سے منسلک ہے،جس کا بنیادی مقصد اعلیٰ روزگار کا حصول ہے اور یہی وجہ ہے کے فکر معاش کے سبب ہمارے یہاں کا نوجوان طبقہ شعر و ادب اور فکر و فلسفے سے دور ہوتا جا رہا ہے جس کے باعث معاشرے میں عدم استحکام اور بے حسی کا دور دورہ ہے ان مضامین سے دوری کے سبب افراد میں سے حس جمال رخصت ہوگئی ہے اور جس معاشرے میں سے حس جمال مفقود ہو جائے تو پھر یہ سمجھ لینا چاہئے کے اس معاشرے

سے انسانیت اور اس کا درد بھی رخصت ہو گیا۔

اپنے قبلے کی سمت کو درست کرنے کے لئے ہمارے سامنے عباسی خلفاء کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، یوں تو خلیفہ المنصور اور ہارون الرشید کے دور خلافت میں علم کی ترویج و اشاعت کے لئے بڑے موثر اقدامات کیے گئے، لیکن خلیفہ مامون الرشید جو عباسی سلطنت کا ساتواں خلیفہ تھا جب وہ ۸۱۳ھ میں مسند خلافت پر متمکن ہوا تو گویا اس نے تو کمال ہی کر دکھایا اس نے دنیا بھر سے مختلف موضوعات پر کتب منگوائیں اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں کروایا اس کام کے لئے اس نے ایک بہت بڑا ادارہ 'دارالترجمہ' کے نام سے قائم کیا اس دارالترجمہ میں دنیا بھر کی نادر کتب کا ان کی اپنی ہی زبان میں ترجمہ کیا جاتا تھا اس کام پر مامون الرشید نے بے تحاشا دولت سرف کی جس کے نتیجے میں ملک کے طول وعرض میں علم وحکمت کا بول بالا ہوا اور عوام الناس تک ان کی اپنی زبان میں علم پہنچا جس سے انھوں نے بے حد ترقی کی، مامون الرشید علم وفن کا دلدادہ تھا اس کے دربار میں علماء، فضلاء، فقہاء، محدثین، متکلمین، محققین اور مترجمین کی بڑی قدر ومنزلت کی جاتی۔ اس کے دور خلافت میں افلاطون، ارسطو، بقراط، اقلیدس، جالینوس اور بطلیموس کی گرانقدر تصانیف کا ترجمہ ہوا نیز اس نے بے شمار قدیم اور قیمتی یونانی اور ایرانی کتب کے تراجم کروائے اس نے کرہ ارض کی پیائش بھی کروائی نیز دنیا کی پہلی رصد گاہ اور دوربین بھی اس کے دور خلافت میں ایجاد ہوئی۔

اپنے اسلاف کے ان فخریہ کارناموں کی تقلید ہمیں بھی کرنی چاہیے، اور اردو زبان جو ہمارا قومی ورثہ ہے اس کی حفاظت اور ترویج کے لئے اپنا کردار ادا کرتے رہنا چاہیے نیز اس ضمن میں انفرادی اور اجتماعی کوششیں بالخصوص حکومتی اقدامات کا ہونا بھی ازحد ضروری ہے اس سلسلے میں جدید تحقیقاتی کام اور تمام مروجہ علوم کا ترجمہ اردو زبان میں ہونا چاہیے تاکہ عوام کی بڑی تعداد اس سہولت سے استفادہ حاصل کر سکے اور حقیقتاً سیکھنے اور سمجھنے کا عمل جاری رہ سکے۔

اردو زبان پر انگریزی کے اثرات:

اردو زبان پر انگریزی کے اثرات کے حوالے سے یہاں چند حقائق کا ذکر ضروری ہے۔

۱۸۱۳ء کے منشوری قانون میں پہلی مرتبہ کمپنی کی حکومت نے ایک لاکھ روپے سالانہ ہندوستانی رعایا کی تعلیم کے لئے مخصوص کیے اس وقت بعض انگریز ارباب اقتدار کی ایک جماعت کا خیال تھا کے ہندوستانیوں کو انگریزی زبان سیکھانی اور انھیں عیسائی مذہب کی طرف رغبت دلانی چاہیے کیونکہ بغیر اس کے ان کی حالت سدھارنے کی اور کوئی موثر تدبیر نہیں ہو سکتی۔۲۱؎

لارڈ ولیم بنٹنگ جو مدراس کے گورنر بھی رہ چکے تھے ۱۸۲۸ء میں انھیں دوبارہ ہندوستان بھیجا گیا، جہاں وہ گورنر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے ان کے عہد میں کئی مشہور ملکی اصلاحات نافذ کی گئیں وہ چاہتے تھے کے انگریزی زبان اور تعلیم کو ہندوستان میں عام کیا جائے، اور عربی، فارسی، اردو، ہندی اور سنسکرت زبان کی نادر کتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جائے جبکہ انگریز اہل رائے کی یہ خواہش تھی کے یہ تعلیم مشرقی زبانوں میں دی جائے لیکن سرکاری کونسل کا ایک رکن جنرل میکالے جو انگلستان کا مشہور مصنف بھی تھا اس کا یہ اصرار تھا کے ذریعہ تعلیم انگریزی زبان کو ہی قرار دیا جائے اس کی اس تجویز کی حمایت اس وقت کے بڑے بڑے پادریوں نے بھی کی، کیونکہ ان کے نزدیک مغربی علوم اور زبان کی تعلیم سے دین مسیحی کے پھیلنے میں آسانی پیدا ہو گی۔۲۲؎

لہٰذا تھوڑی بحث و مباحثے کے بعد ہی انگریزی زبان کو سرکاری اسکولوں کی زبان مان لیا گیا یہ حقیقت ہے کے اس وقت ہندوستان کے عوام مغربی زبانوں سے قطعاً ناآشنا تھے جبکہ جدید علوم کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے یہ ضروری تھا کے وہ انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ دیگر یورپی زبانوں کی تحصیل کریں اور اس کے ساتھ ہی وہ ان پر دسترس بھی حاصل کریں اگرچہ انگریزی حکومت اور ان کی عمل داری سے قبل ہندوستان میں دو طرح کے تعلیمی نظام موجود تھے جس

میں سے ایک ہندوؤں اور دوسرا مسلمانوں کا تعلیمی نظام تھا لیکن اس کے علاوہ کچھ تعلیمی ادارے ایسے بھی تھے جہاں ہندو اور مسلمان دونوں ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی اور فارسی زبان کے بڑے بڑے جید علماء ہندوستان میں موجود تھے تمام دفتری اور سرکاری کام فارسی زبان میں کیا جاتا تھا یہی نہیں بلکہ فارسی زبان اشرافیہ کی زبان سمجھی جاتی تھی اور اس کو ملک کے طول وعرض میں خاص اہمیت حاصل تھی جبکہ گھروں اور درسگاہوں میں اس کی تحصیل کا خاص انتظام بھی کیا جاتا تھا لیکن لارڈ میکالے کا یہ خیال تھا کہ! انگریزی زبان کے ذریعے ہی ہندوستانیوں کی ذہنی ترقی ممکن ہوسکے گی۔ ۲۳ ؎ انگریزوں کی ان کوششوں اور انگریزی تعلیم کے فروغ سے ملازمت کے مواقع اور دنیاوی ترقی کے اسباب تو فراہم ہوگئے لیکن بہت کم ہی لوگ ایسے تھے جو اس زبان میں مکمل دسترس رکھتے تھے عوام کی کثیر تعداد اس زبان سے قطعاً ناواقف تھی لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد لارڈ میکالے کا یہ خیال بھی غلط ثابت ہوگیا کے انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ عوام کی ذہنی اور اخلاقی ضرورتوں کی تکمیل کرے گا۔ ۲۴ ؎

ابتداء میں تو ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت، فقہ، حدیث، اور ہندو دھرم کی کتب پڑھائی جاتی تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں نمایاں کمی واقع ہونا شروع ہوگئی اور بلا آخر وہ برائے نام ہی رہ گئیں پھر اچانک انگریز حکومت نے یہ اشتہار دے دیا کے جو شخص سرکاری اسکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا یا فلاں فلاں علوم اور زبان انگریزی میں امتحان دے کر اس کی سند حاصل کرلے گا تو اسے دوسروں کے مقابلے میں ملازمت کے لئے اولین ترجیح دی جائے گی۔ ۲۵ ؎

جنرل میکالے جو بحیثیت گورنر جنرل ہندوستان آیا تھا بعد میں اس کو تعلیمی کمیٹی کا سربراہ بھی بنادیا گیا تھا اس نے ۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہندوستان کی تعلیمی پالیسی کے حوالے سے ایک یادداشت مرتب کی، جنرل میکالے چونکہ انگریزی تعلیم کا حامی تھا اور مغربی علوم کی اہمیت اور

افادیت کو بڑھا چڑھا کر بیان بھی کیا کرتا تھا اسی نے اس یادداشت میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا کے مشرقی زبانیں جدید تمدن کے خیالات سے عاری ہیں اور ان میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے کے وہ سائنسی نظریات کی وضاحت پوری طرح سے کر سکیں برخلاف اس کے کہ انگریزی زبان کو نا صرف یہ کہ دنیا کی موجودہ زبانوں میں ادبی اعتبار سے بلند مرتبہ حاصل ہے بلکہ وہ تمام حقیقی علوم وفنون کے خزانوں کی کنجی بھی ہے۔۲۶

جنرل میکالے ہندوستان کے تمام تعلیمی اداروں میں انگریزی زبان کے فروغ کے لئے اقدامات کرنا چاہتے تھے ان کے خیال میں ایسے تمام تعلیمی اداروں کی سرکاری اور غیر سرکاری امداد بند ہو جانا چاہیے کے جہاں مشرقی علوم کی تعلیم دی جاتی ہو ان کا یہ بھی خیال تھا کے ہندوستان کی مقامی زبانوں میں علم و ادب نام کو بھی نہیں ہے جبکہ عربی اور فارسی کے متعلق ان کا یہ ماننا تھا کے یورپین کتب خانے کی ایک چھوٹی سی الماری کی کتابوں میں ہمیں جتنا علم ملتا ہے اس کی قدر و قیمت ہندوستان اور عرب کے مجموعی علم و ادب سے زیادہ نہیں ہے۔۲۷

حکومت ہند نے ۷ مارچ ۱۸۳۵ء میں یہ فیصلہ کیا کے ہندوستان کے تمام سرکاری دفاتر کی زبان آج سے فارسی کے بجائے انگریزی ہوگی اور ان دفاتر میں مکمل لکھنے اور پڑھنے کا کام بھی انگریزی زبان میں ہی کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی آئندہ صرف انھی سرکاری مدارس کو حکومتی امداد دی جائے گی کے جہاں انگریزی زبان کے ذریعے مغربی علوم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہوگا۔۲۸

یہی وجہ ہے کے اس وقت سے آج تک کم و بیش ہندوستان کے تقریباً تمام ہی تعلیمی اداروں میں وہی تعلیمی نظام موجود ہے کہ جس کی داغ بیل لارڈ میکالے کی یادداشت سے پڑی تھی ۔۲۹

انگریزوں نے برصغیر میں جو انگریزی نظام تعلیم متعارف کروایا تھا اس کے پیچھے ان کے اپنے سیاسی مقاصد بھی بڑے صاف اور واضح تھے وہ یقینی طور پر برصغیر میں ایک ایسے طبقے کو پیدا

کرنا چاہتے تھے جو غلامانہ سوچ کا مالک ہو۔ بقول لارڈ میکالے! ہندوستان میں ایک ایسا طبقہ ہونا چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر ذوق طرز فکر، اخلاق اور فہم و فراست کے نقطہ نظر سے انگریز ہو۔

بلاآخر انگریزوں کی یہ کوششیں رنگ لائیں اور وہ برصغیر میں انگریزی نظام تعلیم کے ذریعے سے ایک ایسے طبقے کو پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے جو بہترین غلام تھے آج انگریزوں کو برصغیر سے گئے کئی سال گزر چکے لیکن آج بھی ہم انگریزوں کے بہترین غلام ہیں اور اسی غلامانہ سوچ کے شکنجے میں آج تک محصور بھی۔

آج اگر دنیا بھر میں رائج تعلیمی نظام کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کے ہر نظام تعلیم کے پیش نظر بڑے بڑے مقاصد ہوتے ہیں اور ان مقاصد کی حیثیت ان کے نظام میں محور اور مرکز کی سی ہوتی ہے، جس کے حصول کے لئے حکومتیں اور عوام مسلسل جدو جہد کرتی ہیں۔ مثلاً فرانس کے تعلیمی نظام کے درپیش مقاصد میں حریت، اخوت اور مساوات کا حصول شامل ہے، جس سے فرانس میں ایک عظیم الشان انقلاب نے شہنشاہیت سے لے کر کلیساء تک کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اسی طرح سے جاپان کا تعلیمی نظام، جرمن کے تعلیمی نظام سے اخذ شدہ ہے اور جس کے مقاصد میں عظمت وطن کو اولیت حاصل ہے لہٰذا ہر جاپانی کی یہ بچپن سے ہی خواہش ہوتی ہے کے وہ اپنے ملک وقوم کی عزت وعظمت میں اضافہ کرے اور زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور کرے جس سے اس کے ملک کی سربلندی میں اضافہ ہو۔

لیکن برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے دیے ہوئے نظام تعلیم میں قومی مقاصد کے عناصر تو سرے سے ہی مفقود ہیں ہاں لیکن انفرادی سطح پر بہترین کلرکوں کی ایک نہ ختم ہونے والی کھیپ ضرور تیار کرلی گئی ہے لیکن بہر حال یہ مقام افسوس ہے کہ! آج پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً ٦٦ سال ہونے کو آئے لیکن اس کے باوجود آج تک ہمارے حکمران نظام تعلیم کے مقاصد کا درست تعین کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کے نہ تو انھوں نے کبھی

اس نظام کو بدلنے کے بارے میں سوچا اور نہ ہی کبھی اس کے لئے کسی سنجیدہ اقدام کی کوشش ہی کی گئیں لہٰذا انگریزوں کا دیا ہوا وہی پرانا اور فرسودہ نظام تعلیم اور اس کے مقاصد جوں کے توں موجود ہیں اور سرے دست نہ ہی ان کے بدلنے کے امکانات نظر آتے ہیں اس کے ساتھ ہی بدقسمتی سے پاکستان کی گذشتہ تمام حکومتوں نے ہی تعلیم کو ایک غیر اہم شعبہ جانتے ہوئے اسے اپنی آخری ترجیحات میں رکھا بجائے اس کے وہ قومی زبان کی قدر و منزلت کرتے اور اس زبان کی ترویج و اشاعت میں اپنا کردار ادا کرتے صورت حال اس کے بالکل ہی برعکس نکلی دوسری جانب عوام الناس نے بھی انگریزی زبان کو اپنی ترقی کی کنجی سمجھتے ہوئے اپنے سینے سے لگا لیا ہے جبکہ حکمرانوں اور طبقہ اشرافیہ کے لئے انگریزی زبان ناگزیر ضرورت بن چکی ہے شاید دونوں ہی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کے انگریزی کے بغیر ترقی کا تصور محال ہے لیکن بہر صورت انھیں اقوام عالم پر ایک نظر ضرور ڈالنی چاہئے کے جنھوں نے زندگی کہ ہر شعبے میں نا صرف نمایاں ترقی کی بلکہ اس ترقی کے پس پردہ ان کی اپنی زبان کا مضبوط اور اہم کردار بھی ناقابل فراموش حیثیت رکھتا ہے۔

خلاصہ بحث:

مختصر یہ کے زبانیں معاشرتی ضروریات کے تحت وجود میں آتی ہیں اور ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے زندگی کے تمام شعبوں پر اپنے اثرات بھی مرتب کرتی ہیں اردو ہماری قومی زبان ہے جو دنیا کی تیسری بڑی زبان ہونے کے ساتھ ہی اپنی ایک قدیم تاریخی حیثیت بھی رکھتی ہے اس زبان نے ہندوستان میں سنسکرت زبان پر بڑی کاری ضرب لگائی اور دیکھتے ہی دیکھتے عوام کی مقبول زبان بن گئی اردو ایک زندہ زبان ہے لیکن بدقسمتی سے اسے اس ملک میں وہ مقام اور مرتبہ حاصل نا ہو سکا جس کی یہ مستحق تھی اگرچہ اس زبان کو بحیثیت زبان نقصان پہنچانے کی بھی کئی بار بڑی منظم کوششیں کی گئیں اگرچہ انگریزوں نے کبھی اس زبان کی خدمت بھی کی تھی پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کے انھی کے دور اقتدار میں اس کو باقاعدہ نقصان

پہنچانے کے بھی اقدامات کئے گئے جو کے اب تک کسی نہ کسی صورت میں جاری وساری ہیں اگر چہ اس میں حکمران اور طبقہ اشرافیہ کہ اپنے مفادات بھی شامل ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کے دنیا کی تمام ترقی یافتہ اقوام جن میں امریکہ، انگلینڈ، چین، جاپان، روس، جرمن، فرانس اور بے شمار عرب ممالک شامل ہیں وہ اپنی زبان میں سوچتے، سمجھتے، بولتے، لکھتے، پڑھتے اور تحقیق وتدریس کی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔

لیکن یہاں کے معاملات اس کے بالکل برعکس ہیں پھر رہی سہی کسر دوہرے تعلیمی نظام نے پوری کر دی، اور اسی دوہرے تعلیمی نظام کی وجہ سے عوام بھی دوہرے عذاب میں مبتلا ہو گئے ہیں کسی کو انگریزی نہیں آتی ہے تو کوئی اردو سے ناواقف ہے، کسی کو دو جملے اردو کے لکھنے نہیں آتے تو کوئی انگریزی میں درخواست لکھنے سے قاصر ہے الغرض عوام سے لے کر خواص تک ہر کوئی کسی نہ کسی اعتبار سے اس نظام کی لپیٹ میں ہے لہٰذا حکومتی اور عوامی سطح پر اس مسئلے کے یقینی حل کے لئے کوششیں کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

حوالہ کتب:

ا۔اردو زبان اور ادب۔ایس۔ایم معین قریشی۔ص۔18۔شیخ شوکت علی اینڈ سنز کراچی۔۱۹۸۶ء۔

۲۔شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔سید قاسم محمود۔ج۔1۔ص۔45۔ناشران الفیصل لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۳۔شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔سید قاسم محمود۔ج۔1۔ص۔186۔ناشران الفیصل لاہور، ۱۹۸۳ء۔

۴۔امیر خسرو، مقالہ 'خسرو کی خودنوشت' ترجمہ۔ریاض صدیقی۔خسرو ایڈیشن۔ص۔45۔رسالہ افکار کراچی۔

۵۔اردوئے قدیم۔حکیم سید شمس اللہ قادری۔ص۔52۔جنرل پبلیشنگ ہاوس کراچی، ۱۹۶۳ء۔

۶۔مسلم ثقافت ہندوستان میں۔عبدالمجید سالک۔ص۔538۔لاہور، ۱۹۵۷ء۔

۷۔تاریخ ادب اردو۔رام بابو سکسینہ۔مترجم۔محمد عسکری مرزا۔بار سوم۔ص۔16۔نولکشور پریس لکھنو۔

۸۔تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ج۔6۔ص۔68۔مکتبہ خیابان لاہور۔۱۹۶۴ء۔

۹۔مقالہ۔خسرو نئے تناظر۔ڈاکٹر وزیر آغا۔ص۔105۔۱۹۸۱ء۔

۱۰۔فکر اقبال ۔خلیفہ عبد الحکیم ۔ص۔369۔اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔

۱۱۔نقوش سلیمانی ۔سید سلیمان ندوی ۔ص۔26۔دارالمصنفین ،اعظم گڑھ۔۱۹۳۹ء۔

۱۲۔اردو زبان وادب۔ایس ۔ایم ۔معین قریشی ۔ص۔19۔

۱۳۔اردو زبان وادب۔ایس ۔ایم ۔معین قریشی ۔ص۔21۔

۱۴۔اردو زبان وادب۔ایس ۔ایم ۔معین قریشی ۔ص۔۲۰۔۲۱۔

۱۵۔اردو زبان کا ارتقاء۔ڈاکٹر شوکت سبزواری ۔ص۔۸۷۔گہوارہ ادب ڈھاکہ۔۱۹۵۶ء۔

۱۶۔اردو زبان کی قدیم تاریخ۔عین الحق فرید کوٹی ۔ص۔۲۰۔اورینٹ ریسرچ سینٹر ملتان روڈ لاہور۔

۱۷۔اردو زبان وادب ۔ایس ۔ایم ۔معین قریشی ۔ص۔۲۱۔

۱۸۔دکنی ادب کی تاریخ ۔محی الدین قادری زور۔ص۔۱۳۱۔مکتبہ خیابان لاہور۔۱۹۶۴۔

۱۹۔ایہام گو اور دیگر شعراء، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند۔ڈاکٹر غلام حسین
ذوالفقار۔ج۔۷۔ص۔۶۴۔جامعہ پنجاب لاہور، ۱۹۶۶ء۔

۲۰۔آب حیات ۔محمد حسین آزاد۔ص۔۸۹۔شیخ مبارک علی لاہور۔۱۹۵۰ء۔

۲۱۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۲۰۔دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔۱۹۴۸ء۔

۲۲۔تاریخ ہند۔مولوی سید ہاشمی صاحب فرید آبادی۔ج۔(اول، دوم اور سوم)۔دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

۲۳۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۶۳۱

۲۴۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۶۳۱

۲۵۔۱۸۵۷ء۔غلام رسول مہر۔ص۔۴۵۔شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔۱۹۷۱ء۔

۲۶۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔ ۳۳۹۔

۲۷۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۳۳۹۔

۲۸۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۳۴۰۔

۲۹۔تاریخ ہند۔ڈاکٹر یوسف حسین خان ۔ص۔۳۴۰۔

کتابیات:

ماخذ ومراجع:

۱۔القرآن۔

۲۔تورات۔

۳۔انجیل۔

کتب احادیث:

۴۔مسند امام اعظم۔امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (متوفی ۱۵۰ھ)۔مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز۔کراچی۔

۵۔موطا امام مالک۔امام مالک بن انس اصحی (متوفی ۱۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔

۶۔کتاب الزہد۔امام عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ)۔مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت۔

۷۔کتاب الآثار۔امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (متوفی ۱۸۳ھ)۔مطبوعہ مکتبہ اثریہ،سانگلہ ہل

۸۔موطا امام محمد۔امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)۔مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۹۔کتاب الآثار۔امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ)۔مطبوعہ ادارۃ القرآن،کراچی ۱۴۰۷ھ۔

۱۰۔کتاب الزہد۔امام وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۷ھ)مکتبۃ دار مدینہ منورہ۔۱۴۰۴ھ۔

۱۱۔مسند طیالسی۔امام سلیمان بن داؤد بن اجرو طیالسی حنفی (متوفی ۲۰۳ھ)۔مطبوعہ ادارۃ القرآن،کراچی۔

۱۲۔المسند۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت ۱۴۰۰ھ۔

۱۳۔مسند ابو داؤد الطیالسی۔امام سلیمان بن داؤد الجارود(متوفی ۲۰۴ھ)مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۴۔کتاب المغازی۔امام محمد بن عمر بن واقد (متوفی ۲۰۷ھ)۔مطبوعہ عالم الکتاب،بیروت۔۱۴۰۴ھ۔

۱۵۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ۔

۱۶۔المسند۔امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی (متوفی ۲۱۹ھ)مطبوعہ عالم الکتب بیروت۔

۱۷۔سنن سعید بن منصور خراسانی (متوفی ۲۲۷ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۸۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی،۱۴۰۶ھ۔

۱۹۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔

۲۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ۔

۲۱۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۔خلق افعال العباد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔ بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۲۵۔الادب المفرد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹۔مراسیل ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔شمائل محمدیہ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ الکتبۃ التجاریہ۔مکہ مکرمہ ۱۴۱۵ھ۔
۳۲۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔الاحاد والمثانی۔امام ابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷ھ) مطبوعہ دارالرایہ ریاض۔۱۴۱۱ھ۔
۳۴۔البحرلزخار المعروف بہ مسند البزار۔امام احمد عمر بن عبدالخالق (متوفی ۲۹۲ھ) مطبوعہ ۲۴۔خلق افعال العباد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ۔بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۲۵۔الادب المفرد۔امام ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹۔مراسیل ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔شمائل محمدیہ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ الکتبۃ التجاریہ۔مکہ مکرمہ ۱۴۱۵ھ۔

۳۲۔سنن دارقطنی ۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان ۔ دار الکتب العلمیہ بیروت ۔
۳۳۔الاحاد والمثانی ۔امام ابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷ھ) مطبوعہ دار الرایہ ریاض۔ ۱۴۱۱ھ۔
۳۴۔البحرلزخار المعروف بہ مسند البزار ۔امام احمد عمر بن عبد الخالق (متوفی ۲۹۲ھ) مطبوعہ
۳۵۔المغنی ۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۲۶۰ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۔
۳۶۔اہرام مصر اور فرعونوں کے عجائب ۔اقبال احمد راجپوت ۔ص۔ ۸۲۔سائنس ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی ۔
۳۷۔بھگوت گیتا۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ۔سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔
۳۸۔تاریخ۔(سندھ نمبر)۔ڈاکٹر مبارک علی ۔فکشن ہاؤس لاہور۔ ۲۰۰۳ء۔
۳۹۔تاریخ اسلام ۔معین الدین ندوی ۔دار الاشاعت اردو بازار کراچی ۔سن ندارد۔
۴۰۔تاریخ الارض القرآن ۔سید سلیمان ندوی۔معارف پریس اعظم گڑھ۔ ۱۹۵۵ء۔
۴۱۔تاریخ ابن خلدون ۔علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
بیروت۔ ۱۴۱۹ھ۔
۴۲۔تاریخ الامم والملوک ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دار القلم بیروت ۔
۴۳۔تاریخ بغداد ۔امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ ادر الکتب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔تاریخ دمشق الکبیر ۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث
العربی بیروت ۔ ۱۴۲۱ھ۔
۴۵۔تدبر قرآن ۔شیخ امین احسن اصلاحی ۔مطبوعی فاران فاونڈیشن لاہور۔
۴۶۔تحفۃ الاخیار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ دار بلنسیہ ریاض ۔ ۱۴۲۰ھ۔
۴۷۔شرح معانی الآثار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ مطبع المجتبائی ۔پاکستان
لاہور۔ ۱۴۰۴ھ۔
۴۸۔کتاب الضعفاء الکبیر۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۴۹۔مکارم الاخلاق ۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ مطبعہ المدنی مصر ۱۴۱۱ھ۔
۵۰۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ۔امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) مطبوعہ موسستہ
الرسالہ بیروت ۔ ۱۴۰۷ھ۔
۵۱۔الشریعہ۔امام ابوبکر احمد بن حسین آضری (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبہ دار السلام ریاض ۔ ۱۴۱۳ھ۔
۵۲۔معجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ ۔ ۱۳۸۸ھ

۵۳۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۵۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۵۵۔مسند الشامیین۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۵۶۔کتاب الدعاء۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۵۷۔عمل الیوم واللیۃ۔امام ابوبکر احمد بن اسحاق دینوری المعروف بابن السنی (متوفی ۳۶۴ھ) مطبوعہ موسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۴۰۸ھ۔
۵۸۔الکامل فی ضعفاء الرجال۔امام عبداللہ بن عدی الجرجانی (متوفی ۳۶۵ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔دارا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۵۹۔الناسخ المنسوخ من الحدیث۔امام ابوحفظ عمر بن احمد المعروف بابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۶۰۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۶۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۶۲۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۶۴۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۶۵۔کتاب الاسماء والصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
۶۶۔معرفۃ السنن والآثار۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۸۔کتاب الآداب۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۹۔کتاب فضائل الاوقات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ المنارۃ۔مکہ مکرمہ۔
۷۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۱۔الجامع لشعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ الراشد ریاض۔

۷۲۔ البعث والنشور۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔ الفوائد۔ امام عبدالوصاب بن محمد ابن مندہ (متوفی ۴۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۴۔ جامع البیان العلم وفضلہ۔ امام ابوعمر یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۷۵۔ الفردوس بماثور الخطاب۔ امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔
۷۶۔ شرح السنہ۔ امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۷۷۔ تاریخ دمشق الکبیر۔ امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دارا حیاء التراث۔
۷۸۔ تہذیب وتاریخ دمشق۔ امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ۔
۷۹۔ جامع الاصول۔ امام مجدالدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۸۰۔ الاحادیث المختارۃ۔ امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۸۱۔ الترغیب والترہیب۔ امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔ دار ابن کثیر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔ التذکرۃ فی امور الآخرہ۔ امام عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
۸۳۔ المتجر الرابح۔ حافظ شرف الدین عبدالمومن دمیاطی (متوفی ۷۰۵ھ) مطبوعہ دار خضر بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۸۴۔ مشکوۃ۔ امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۸۵۔ نصب الرایہ۔ حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند ۱۳۵۷ھ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۶ھ۔
۸۶۔ جامع المسانید والسنن۔ حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۸۷۔ اللآلی المنثورۃ۔ امام محمد بن عبداللہ زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۸۸۔ مجمع الزوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔
۸۹۔ کشف الاستار۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔

۹۰۔موارد الضمآن ۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۱۔تقریب البغیہ بترتیب احادیث الحلیۃ ۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۹۲۔حصن حصین ۔امام محمد بن محمد جزری (متوفی ۸۳۳ھ) مطبوعہ مصطفیا لبابی واولادہ مصر ۱۳۵۰ھ۔
۹۳۔زوائد ابن ماجہ ۔امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر بوصیری ،شافعی (متوفی ۸۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۹۴۔اتحاف الخیرۃ المبرۃ بزائد المسانید العشر ہ ۔امام ابوالعباس احمد بن ابوبکر بوصیری ،شافی (متوفی ۸۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۴۲ھ۔
۹۵۔الجواہر النقی ۔حافظ علاء الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمان (متوفی ۸۴۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۹۶۔تلخیص المستدرک ۔حافظ الشمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۸۴۸ھ) مطبوعہ دارالباز المکہ مکرمہ۔
۹۷۔المطالب العالیہ ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ مکتبہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۹۸۔کنوز الحقائق ۔امام عبدالرؤف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۹۹۔الجامع الصغیر ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔
۱۰۰۔مسند فاطمۃ الزہراء ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ۔
۱۰۱۔جامع الاحادیث الکبیر ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ۔
۱۰۲۔البدور السافرہ ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۱۰۳۔جمع الجوامع ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۲۱ھ۔
۱۰۴۔الخصائص الکبری ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ
۱۰۵۔الدرر المنتثر ۃ ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۶۔کشف الغمہ ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ۔
۱۰۷۔کنز العمال ۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ
۱۰۸۔الفتح الربانی ۔علامہ احمد عبدالرحمن البناء (متوفی ۱۳۷۸ھ) مطبوعہ دارا حیاء التراث العربی بیروت۔

کتب تفاسیر:

۱۰۹۔تنویر المقباس ۔حضرت عبداللہ بن عباس (متوفی ۶۸ھ) مطبوعہ مکتبہ آیت اللہ العظمی ایران۔
۱۱۰۔تفسیر مجاہد ۔ابوالحجاج مجاہد بن جبر القرشی المخزومی (متوفی ۱۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۱۱۔تفسیر الحسن البصری۔امام حسن بن عبداللہ البصری (متوفی ۱۱۰ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۳ھ۔
۱۱۲۔۱۱۲۔تفسیر مقاتل بن سلیمان۔امام مقاتل بن سلیمان (متوفی ۱۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱۳۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت۔
۱۱۴۔معانی القرآن۔امام ابوزکریا یحیٰی بن زیاد فراء (متوفی ۲۰۷ھ) مطبوعہ بیروت۔
۱۱۵۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۱۱۶۔تفسیر قمی۔شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب ایران۔۱۴۰۶ھ۔
۱۱۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۱۱۸۔اعراب القرآن۔امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد الزجاج (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ مطبع سلیمان فارسی ایران
۱۱۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۲۰۔تاویلات اہل السنۃ۔امام ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی حنفی (متوفی ۳۳۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ۔
۱۲۱۔احکام القرآن۔امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور.
۱۲۲۔تفسیع سمرقندی۔علامہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (متوفی ۳۷۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ.
۱۲۳۔التبیان فی تفسیر القرآن۔شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (متوفی ۳۸۵ھ) مطبوعہ عالم کتب بیروت۔
۱۲۴۔تفسیر الثعلبی۔امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث.
۱۲۵۔مشکل اعراب القرآن۔علامہ مکی بن ابی طالب (متوفی ۴۳۷ھ) مطبوعہ انتشارات نور ایران۔
۱۲۶۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۱۲۷۔تفسیر القشیری۔علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۱۲۸۔الوسیط۔علامہ ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری (متوفی ۴۶۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۲۹۔اسباب نزول القرآن۔امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ.
۱۳۰۔تفسیر القرآن۔امام منصور بن محمد السمعانی الشافعی (متوفی ۴۸۹ھ) مطبوعہ دارالوطن ریاض۔۱۴۱۸ھ۔
۱۳۱۔احکام القرآن۔علامہ عمادالدین طبری الکیاالہراسی (متوفی ۵۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.
۱۳۲۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ.

۱۳۳۔ الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۳۴۔احکام القرآن۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۱۳۵۔المحرر الوجیز۔علامہ ابوبکر قاضی عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسی (متوفی ۵۴۶ھ) مطبوعہ مکتبہ تجاریہ مکہ مکرمہ۔
۱۳۶۔مجمع البیان۔شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبری (متوفی ۵۴۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصرخسرو ایران.
۱۳۷۔زادالمیسر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی
۱۳۸۔کشف الاسرار، وعدۃ الابرار۔خواجہ عبداللہ انصاری من علماء القرآن السادس۔مطبوعہ انتشارات امیر کبیر تہران۔
۱۳۹۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ۶۰۶) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۴۰۔عرائس البیان فی حقائق القرآن۔شیخ ابومحمد روزبہان بن ابوالنصر البقلی شیرازی (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ منشی نوالکشور لکھنو۔
۱۴۱۔تفسیر القرآن الکریم۔علامہ محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصرخسرو ایران۔
۱۴۲۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہا بوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت
۱۴۳۔انوارالتنزیل۔قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) مطبوعہ دارفراس للنشر والتوزیع مصر۔
۱۴۴۔مدارک التنزیل۔علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور۔
۱۴۵۔حاشیۃ القرآن۔شیخ محمود الحسن دیوبندی (متوفی ۱۳۳۹ھ و شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔
۱۷۹۔التحریر والتنویر۔علامہ محمد طاہر بن عاشور (متوفی ۱۳۸۰ھ) مطبوعہ تونس۔
۱۸۰۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت.
۱۸۱۔نورالعرفان۔مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفی ۱۳۹۱ھ) مطبوعہ دارالکتب اسلامیہ گجرات۔
۱۸۲۔معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع دیوبندی (متوفی ۱۳۹۶ھ) مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔۱۳۹۷ھ۔
۱۸۳۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلی مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

۱۸۴۔التبیان ۔علامہ سید احمد سعید کاظمی (متوفی ۱۴۰۶ھ) مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان ۔
۱۸۵۔اضواء البیان ۔علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شقیطی ۔مطبوعہ عالم الکتب بیروت ۔
۱۸۶۔تفسیر المراغی ۔استاذ احمد مصطفی المراغی ۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔
۱۸۷۔تفسیر نمونہ ۔آیت اللہ مکارم شیرازی ۔مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۹ھ ۔
۱۸۸۔ضیاء القرآن ۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری ۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۔
۱۸۹۔تدبر قرآن ۔شیخ امین احسن اصلاحی ۔مطبوعی فاران فاونڈیشن لاہور ۔
۱۹۰۔اعراب القرآن وصرفہ وبیانہ ۔علامہ محمد صافی ۔مطبوعہ انتشارات زرین ایران ۔
۱۹۱۔اعراب القرآن وبیانہ ۔استاذ محی الدین درویش ۔مطبوعہ دارابن کثیر بیروت ۔
۱۹۲۔تفسیر منیر ۔ڈاکٹر وھبہ زحیلی ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۲ھ ۔
۱۹۳۔الاساس فی التفسیر ۔سعیدی حوی ۔مطبوعہ دارالسلام ۔

کتب علوم القرآن:

۱۹۴۔البرھان فی علوم القرآن ۔علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۔
۱۹۵۔الاتقان فی علوم القرآن ۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ سہیل اکیدمی لاہور ۔
۱۹۶۔مناہل العرفان ۔علامہ محمد عبدالعظیم ۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۔

کتب شروح حدیث:

۱۹۷۔شرح صحیح البخاری ۔علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک ابن بطال مالک اندلسی (متوفی ۴۴۹ھ) مطبوعہ مکتبہ الرشیدیہ ریاض ۔ ۱۴۲۰ھ ۔
۱۹۸۔الاستذکار ۔حافظ ابوعمروابن عبدالبر مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۱۳ھ ۔
۱۹۹۔تمہید ۔حافظ ابوعمروابن عبدالبر مالکی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ مکتبہ القدوسیہ لاہور ۱۴۰۴ھ ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ ۔
۲۰۰۔المنتقی ۔علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی (متوفی ۴۶۴ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۔
۲۰۱۔عارضۃ الاحوذی ۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث
۲۰۲۔القبس فی شرح موطا ابن انس ۔قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ ۔

۲۰۳۔اکمال المعلم بہ فوائد مسلم۔قاضی عیاض بن موسی مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) مطبوعہ دارالوفاء بیروت.
۲۰۴۔کشف المشکل علی صحیح البخاری۔علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ دارالکتب
۲۰۵۔مختصر سنن ابو داوٗد۔امام عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔
۲۰۶۔کتاب المسیر فی شرح مصابیح السنۃ۔علامہ ابوعبداللہ فضل اللہ الحسن النورپشتی (متوفی ۶۶۱ھ) مطبوعہ نزار مصطفی ۱۴۲۲ھ۔
۲۰۷۔المفہم۔علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی المالکی (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت
۲۰۸۔۔شرح مسلم۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ نورمحمد اصح المطابق کراچی ۱۳۷۵ھ
۲۰۹۔شرح الطیبی۔علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن ۱۴۱۳ھ۔
۲۱۰۔فتح الباری۔علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) مطبوعہ دار ابن الجوزی ریاض۔۱۴۱۷ھ۔
۲۱۱۔اکمال اکمال المعلم۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی امالکی (متوفی ۸۲۸ھ) مطبوعہ دارالکتب۔
۲۱۲۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۲۱۳۔نتائج الافکار فی تخریج الاحادیث الاذکار۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت۔
۲۱۴۔عمدۃ القاری۔حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر۔۱۳۴۸ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۱۵۔شرح سنن ابو داوٗد۔حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ مکتبہ الرشیدیہ ریاض
۲۱۶۔مکمل اکمل المعلم۔علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی (متوفی ۸۹۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.
۲۱۷۔ارشاد الساری۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔
۲۱۸۔التوشیح علی الجامع الصحیح۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.
۲۱۹۔الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی.
۲۲۰۔تنویر الحوالک۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۲۱۔تحفت الباری بشرح صحیح البخاری۔علامہ ابویحییٰ زکریا بن محمد انصاری (متوفی ۹۲۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ۔
۲۲۲۔فیض القدیر۔علامہ عبدالروف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ۔

۲۲۳۔شرح الشمائل ۔علامہ عبدالروف مناوی شافعی (متوفی ۱۰۰۳ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابق کراچی ۔
۲۲۴۔جمع الوسائل ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابق کراچی ۔
۲۲۵۔شرح مسند ابی حنیفہ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲۶۔مرقات ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۔۱۳۹۰ھ ۔
۲۲۷۔الحرز الثمین ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبعہ امیریہ مکہ مکرمہ .
۲۲۸۔الاسرار المرفوعۃ ۔علامہ علی بن سلیمان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت .
۲۲۹۔اشعۃ اللمعات ۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) مطبوعہ مطبع التیج کمار لکھنو ۔
۲۳۰۔تحفت الذاکرین ۔شیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) مطبوعہ مطبع المصطفائی البابی واولادہ مصر ۱۳۵۰ھ ۔
۲۳۱۔تحفت الاحوذی ۔شیخ عبدالرحمن مبارک پوری (متوفی ۱۳۲۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان ۔
۲۳۲۔فیض الباری ۔شیخ انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۳۵۲ھ) مطبوعہ مطبع الحجازی مصر ۱۳۷۵ھ ۔
۲۳۳۔فتح الملہم ۔شیخ شبیر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی ۔
۲۳۴۔التعلیق الصبیح ۔شیخ محمد ادریس کاندھلوی (متوفی ۱۳۹۴ھ) مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ لاہور ۔
۲۳۵۔اوجز المسالک الی موطا مالک ۔شیخ محمد بن زکریا بن محمد بن یحییٰ کاندھلوی ۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ .
۲۳۶۔نزھۃ القاری ۔مولانا محمد شریف الحق امجدی (متوفی ۱۴۱۲ھ) مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور ۱۴۲۱ھ ۔

کتب اسماء الرجال :

۲۳۷۔التاریخ الکبیر ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۸۔تاریخ بغداد ۔امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ ادارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳۹۔العلل المتناھیہ ۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل ۔
۲۴۰۔تہذیب الکمال ۔حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت .
۲۴۱۔میزان الاعتدال ۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۲۴۲۔تہذیب التہذیب ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارالکتب
۲۴۳۔تقریب التہذیب ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ دارالکتب
۲۴۴۔المقاصد الحسنہ ۔علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۲۴۵۔اللآلی المصنوعہ ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ ۔

۲۴۶۔طبقات الحفاظ ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۲۴۷۔الشذرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ ۔علامہ محمد بن طولون (متوفی ۹۵۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۴۸۔تذکرۃ الموضوعات ۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۔
۲۴۹۔موضوعات الکبیر۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبع المجتبائی دہلی ۔
۲۵۰۔کشف الخفاء ومزیل الالباس ۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ) مطبوعہ مکتبہ الغزالی.
۲۵۱۔الفوائد المجموعہ ۔شیخ محمد علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) مطبوعہ نزار مصطفی ریاض ۔
۲۵۲۔اسنی المطالب ۔علامہ عبد الرحمن بن محمد درویش (متوفی ۱۲۶۷ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ۔

کتب الغات:

۲۵۳۔کتاب العین ۔امام اللغۃ خلیل احمد فراہیدی (متوفی ۱۷۵ھ) مطبوعہ انتشارات اسوہ ایران ۱۴۱۴ھ۔
۲۵۴۔الصحاح ۔علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری (متوفی ۳۹۸ھ) مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ۔
۲۵۵۔المفردات ۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۶۔الفائق ۔علامہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۸۳ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۲۵۷۔نہایہ ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۵۸۔مختار الصحاح ۔علامہ محمد بن ابوبکر بن عبد الغفار ارزی (متوفی ۶۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
۲۵۹۔تہذیب الاسماء واللغات ۔علامہ یحیٰی بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۶۰۔لسان العرب ۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۔
۲۶۱۔القاموس المحیط ۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث
۲۶۲۔مجمع بحار الانوار۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ مکتبہ دار الایمان المدینۃ المنورہ ۔۱۴۱۵ھ۔
۲۶۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۲۶۴۔المنجد ۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء) مطبوعہ المطبعہ الغاثولیکہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۲۶۵۔لغات القرآن ۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور ۔
۲۶۶۔قائد اللغات ۔ابو نعیم عبد الحکیم خان نشتر جالندھری ۔مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی ۔لاہور ۔
۲۶۷۔دستور العلماء ۔قاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری ۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ۔

کتب تاریخ: سیرت وفضائل:

۲۶۸۔کتاب السیر والمغازی۔امام محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۲۶۹۔السیرۃ النبوۃ۔امام عبدالمالک بن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
۲۷۰۔الطبقات الکبری۔امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ۔
۲۷۱۔شرف المصطفی۔امام ابوسعید عبدالملک بن ابی عثمان نیشاپوری (متوفی ۴۰۶ھ) مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ مکہ مکرمہ ۱۴۲۴ھ۔
۲۷۲۔اعلام النبوت۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماروردی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت.
۲۷۳۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالقلم بیروت۔
۲۷۴۔الاستیعاب۔حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۲۷۵۔الشفاء۔قاضی عیاض بن موسی المالکی (متوفی ۵۴۴ھ) مطبوعہ عبدالتوب اکیڈمی ملتان۔دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۷۶۔الروض الانف۔علامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ ملتان۔
۲۷۷۔الوفاء۔علامہ عبدالرحمن بن علی جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
۲۷۸۔اسد الغابہ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر (متوفی ۶۳۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۹۔الکامل فی التاریخ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابیالکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر (متوفی ۶۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۰۔وفیات الاعیان۔علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ایران۔
۲۸۱۔شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام۔علامہ علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی (متوفی ۷۴۶ھ) مطبوعہ کراچی
۲۸۲۔تاریخ اسلام۔حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی۔
۲۸۳۔سیر اعلام النبلاء۔حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۸۴۔زادالمعاد۔شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیۃ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت.
۲۸۵۔طبقات الشافعیہ الکبری۔علامہ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) مطبوعہ دارالکتب.
۲۸۶۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر۔

۲۸۷۔تاریخ ابن خلدون ۔علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث ۔
۲۸۸۔الاصابہ۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) مطبوعہ ادر الکتب ۔
۲۸۹۔وفاء الوفاء۔علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۹۰۔المواہب اللدینہ۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۲۹۱۔سبل الھدی والرشاد۔علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی ۹۴۲ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۔
۲۹۲۔الصواعق المحرقہ۔علامہ احمد بن حجر مکی شافعی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ ۱۳۸۵ھ۔
۲۹۳۔شرح الشفاء۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۴۔مدارج النبوت ۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۲۹۵۔نسیم الریاض ۔علامہ احمد شہاب الدین خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۶۔شرح المواہب اللدینیہ۔علامہ محمد عبدالباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۴ھ) مطبوعہ دالفکر بیروت ۱۳۹۳ھ۔
۲۹۷۔السیرۃ النبوۃ۔علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی ۔(متوفی ۱۳۰۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۲۹۸۔نشر الطیب ۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی ۔

کتب فقہ حنفی:

۲۹۹۔مختصر اختلاف العلماء۔علامہ احمد بن علی الجصاص الرازی (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۰۰۔الفتاویٰ الولوالجیہ ۔علامہ ظہیر الدین بن ابی حنیفہ الولوالجی (متوفی ۵۴۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۔
۳۰۱۔المبسوط ۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۰۲۔شرح سیر کبیر ۔شمس الائمہ محمد بن سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) مطبوعہ المکتبہ الشورۃ الاسلامیہ افغانستان۔
۳۰۳۔خلاصۃ الفتاوی۔علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری (متوفی ۵۴۲ھ) مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور۔
۳۰۴۔بدائع السنائع۔علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم ۔سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۰۵۔فتاویٰ قاضی خان ۔علامہ حسین بن منصور اوز جندی (متوفی ۵۹۲ھ) مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر۔
۳۰۶۔ہدایہ اولین وآخرین ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینائی (متوفی ۵۹۳ھ) مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان
۳۰۷۔المحیط البرہانی۔علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ البخاری (متوفی ۶۱۶ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۲۴ھ۔

۳۰۸۔تبیین الحقائق ۔امام فخر الدین عثمان بن علی (متوفی ۷۴۳ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی کراچی.
۳۰۹۔عنایہ۔علامہ محمد بن محمود بابرتی (متوفی ۷۸۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۱۰۔فتاوی تاتارخانیہ۔علامہ عالم بن العلاء انصاری دہلوی (متوفی ۷۸۶ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی.
۳۱۱۔الجوہرۃ المنیر ۃ۔علامہ ابوبکر علی حداد (متوفی ۸۰۰ھ) مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۔
۳۱۲۔فتاوی بزازیہ۔علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی (متوفی ۸۲۷ھ) مطبوعہ مطبع الکبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۱۳۔ بنایہ۔علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۳۱۴۔شرح العینی ۔علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۔
۳۱۵۔فتح القدیر ۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۱۶۔کفایہ۔علامہ جلال الدین خوارزمی ۔مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۳۱۷۔شرح الکنز ۔علامہ معین الدین الھروی المعروف بہ محمد ملا مسکین (متوفی ۹۵۴ھ) مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر۔
۳۱۸۔غنیۃ المستملی ۔علامہ ابراہیم بن محمد حلبی (متوفی ۹۵۶ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۱۲ھ۔
۳۱۹۔جامع الرموز۔علامہ محمد خراسانی (متوفی ۹۶۲ھ) مطبوعہ مطبع منشی نوالکشور ۱۲۹۱ھ۔
۳۲۰۔البحر الرائق۔علامہ زین الدین بن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) مطبوعہ مطبع علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ۔
۳۲۱۔حاشیہ ابوسعود محمد بن محمد عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر ۱۲۸۷ھ۔
۳۲۲۔فتاوی حامدیہ۔علامہ حامد بن علی قونوی رومی (متوفی ۹۸۵ھ) مبطوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۲۳۔النھر الفائق۔امام سراج الدین عمر بن ابراہیم (متوفی ۱۰۰۵ھ) مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۔
۳۲۴۔امداد الفتاح۔علامہ حسن بن عمار بن علی مصری (متوفی ۱۰۶۹ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۔موسسۃ التاریخ العربی بیروت ۱۴۲۱ھ۔
۳۲۵۔مجمع الانھر ۔علامہ عبدالرحمن بن محمد (متوفی ۱۰۷۸ھ) مطبوعہ دارالکتب بیروت ۱۴۱۹ھ۔
۳۲۶۔فتاوی خیریہ۔علامہ خیرالدین رملی (متوفی ۱۰۸۱ھ) مطبوعہ مطبع المیمنہ مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۲۷۔الدرالمختار۔علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث .
۳۲۸۔غمز العیون البصائر۔علامہ سید احمد بن محمد حموی (متوفی ۱۰۹۸ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت .

۳۲۹۔ فتاوی عالمگیری۔ ملا نظام الدین (متوفی ۱۱۶۱ھ) مطبوعہ مطبع الکبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔
۳۳۰۔ حاشیہ الطحطاوی۔ علامہ احمد بن محمد طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
۳۳۱۔ منحۃ الخالق۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ علمیہ مصریہ ۱۳۱۱ھ۔
۳۳۲۔ تنقیح الفتاوی الحامدیہ۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ دارالاشاعۃ العربی کوئٹہ۔
۳۳۳۔۔ رسائل ابن عابدین۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ۔
۳۳۴۔ ردالمختار۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی.
۳۳۵۔ جدالممتار۔ امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ ادارہ تحقیقات احمد رضا کراچی۔
۳۳۶۔ فتاوی رضویہ۔ امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی۔
۳۳۷۔ فتاوی افریقیہ۔ امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی۔
۳۳۸۔ بہارشریعت۔ علامہ امجد علی (متوفی ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔
۳۳۹۔ اعلاء السنن۔ شیخ ظفر احمد عثمانی (متوفی ۱۳۹۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۴۰۔ فتاوی نوریہ۔ علامہ نوراللہ نعیمی (متوفی ۱۴۰۳ھ) مطبوعہ کمبائن پرنٹرلاہور ۱۹۸۳ء۔

کتب فقہ شافعی:

۳۴۱۔ الام۔ امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۳ھ۔
۳۴۲۔ الحاوی الکبیر۔ علامہ ابوالحسین علی بن محمد حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت
۳۴۳۔ المہذب۔ علامہ ابوالاسحاق شیرازی (متوفی ۴۵۵ھ) مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۳۹۳ھ۔
۳۴۴۔ شرح المہذب۔ علامہ یحیی بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.
۳۴۵۔ روضہ الطالبین۔ علامہ یحیی بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۳۴۶۔ الحاوی للفتاوی۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ مکتبہ نوری رضویہ فیصل آباد۔
۳۴۷۔ نہایۃ المحتاج۔ علامہ شمس الدین محمد بن ابی العباس رملی (متوفی ۱۰۰۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ .
۳۴۸۔ حاشیہ ابوالضیاء علی نہایۃ المحتاج۔ علامہ ابوالضیاء علی بن علی شیرامی (متوفی ۱۰۸۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

کتب فقہ مالکی:

۳۴۹۔المدونۃ الکبری۔امام سحنون بن سعید تنوجی مالکی (متوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۵۰۔ہدایۃ المجتہد۔قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۵۱۔مختصر خلیل۔علامہ خلیل بن اسحاق مالکی (متوفی ۷۶۷ھ) مطبوعہ دار صادر بیروت۔
۳۵۲۔مواہب الجلیل۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد الخطاب المغربی (متوفی ۹۵۴ھ) مطبوعہ مکتبہ النجاح لیبیا۔
۳۵۳۔الخرشی علی مختصر خلیل۔علامہ علی بن عبداللہ بن الخرشی (متوفی ۱۱۰۱ھ) مطبوعہ دار الصادر بیروت۔
۳۵۴۔الشرح الکبیر۔علامہ ابوالبرکات احمد دردیر مالکی (متوفی ۱۱۹۷ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۵۵۔حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر۔علامہ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی (متوفی ۱۲۱۹ھ) مطبوعہ دار الفکر

کتب فقہ حنبلی:

۳۵۶۔المغنی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۵۷۔الکافی۔علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ.
۳۵۸۔مجموعۃ الفتاوی۔شیخ ابوالعباس تقی الدین بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ ریاض۔مطبوعہ دار الجبل بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۵۹۔کتاب الفروع۔علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن فتاح مقدسی (متوفی ۷۶۳ھ) مطبوعہ عالم الکیب
۳۶۰۔الانصاف۔علامہ ابوالحسین علی بن سلیمان مرداوی (متوفی ۸۸۵) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۶۱۔کشاف القناع۔علامہ موسی بن احمد صالحی (متوفی ۹۶۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

کتب شیعہ:

۳۶۲۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۳۶۳۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ۔
۳۶۴۔الفروع من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران۔
۳۶۵۔من القرآن السادس الاحتجاج۔شیخ ابوالمنصور احمد بن علی الطبرسی۔موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت.
۳۶۶۔شرح نہج البلاغہ۔شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی (متوفی ۶۷۹ھ) مطبوعہ موسسۃ النصر ایران۔
۳۶۷۔کنز العرفان۔شیخ فاجل مقداد (متوفی ۸۲۶ھ) مطبوعہ مکتب نوید اسلام۔قم ۱۴۲۲ھ۔

۳۶۸۔حق الیقین ۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران ۔ ۱۳۴۷ھ ۔
۳۶۹۔حیات القلوب ۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ۔
۳۷۰۔جلاء العیون ۔ملا باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۰ھ) مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ تہران ۔

کتب عقائد و کلام:

۳۷۱۔شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ۔امام ابو قاسم رحبۃ اللہ طبری شافعی لا لکائی (متوفی ۴۱۸ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ ۔
۳۷۲۔المنقذ من الظلال ۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ لاہور ۱۴۰۵ھ ۔
۳۷۳۔الداعی الی الاسلام ۔علامہ ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد الانباری (متوفی ۵۷۷ھ) مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۹ھ ۔
۳۷۴۔العقیدۃ الواسطیہ ۔شیخ احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ دار الاسلام ریاض ۔
۳۷۵۔شرح عقائد نسفی ۔علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۔
۳۷۶۔شرح المقاصد ۔علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ منشورات شریف الراضی ایران ۔
۳۷۷۔شرح المواقف ۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) مطبوعہ منشورات شریف الراضی
۳۷۸۔مسائرہ ۔علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۔
۳۷۹۔مسامرہ ۔علامہ کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی الشریف الشافعی (متوفی ۹۰۶ھ) مطبوعہ مطبع السعادۃ مصر ۔
۳۸۰۔شرح فقہ اکبر ۔علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) مطبوعہ مطبع المصطفی البابی واولادہ مصر
۳۸۱۔لوامع الانوار البھیہ ۔علامہ محمد بن احمد السفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۔
۳۸۲۔کتاب العقائد ۔علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ تاجدار حرم پبلشنگ کمپنی کراچی ۔

کتب اصول فقہ:

۳۸۳۔المحصول ۔امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔
۳۸۴۔کشف الاسرار ۔علامہ علاء الدین عبد العزیز بن احمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) مطبوعہ دار الکتاب .

۳۸۵۔توضیح وتلویح ۔علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (متوفی ۷۹۱ھ) مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۔
۳۸۶۔التحریک مع التیسیر۔علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) مطبوعہ مکتبہ .
۳۸۷۔مسلم الثبوت ۔علامہ محب اللہ بہاری (متوفی ۱۱۱۹ھ) مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔
۳۸۸۔نورالانوار۔علامہ احمد جونپوری (متوفی ۱۱۳۰ھ) مطبوعہ ایچ۔ایم ۔سعید اینڈ کمپنی کراچی ۔
۳۸۹۔شرح مسلم الثبوت ۔علامہ عبدالحق خیر آبادی (متوفی ۱۳۱۸ھ) مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔

کتب متفرقہ:

۳۹۰۔قوت القلوب ۔شیخ ابو طالب محمد بن الحسن المکی (متوفی ۳۸۶ھ) مطبوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۳۹۱۔المحلی بالآثار۔شیخ ابو محمد علی بن احمد ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔
۳۹۲۔احیاء علوم الدین ۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دارالخیر بیروت ۔ ۱۴۱۳ھ۔
۳۹۳۔ذم الھویٰ ۔امام ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت .
۳۹۴۔التذکرہ ۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ دارالبخاریہ مدینہ منورہ ۔
۳۹۵۔قاعدہ جلیلہ۔شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی (متوفی ۷۲۸ھ) مطبوعہ مکتبہ قاہرہ ۱۳۷۳ھ۔
۳۹۶۔الکبائر۔علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) مطبوعہ دارالغد العربی قاہرہ مصر۔
۳۹۷۔جلاء الافہام ۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی
۳۹۸۔اغاثۃ اللھفان ۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دارالکتب.
۳۹۹۔زادالمعاد۔شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت.
۴۰۰۔روض الریاحین ۔علامہ عبداللہ بن اسد یافعی (متوفی ۷۶۸ھ) مطبوعہ مطبع المصطفی البابی واولادہ مصر
۴۰۱۔کتاب التعریفات ۔علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۴۰۲۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ ۔
۴۰۳۔المیزان الکبری ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت .
۴۰۴۔الیواقیت والجواہر۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۰۵۔الکبریت الاحمر۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۔
۴۰۶۔سلواقح الانوارالقدسیہ۔ ولامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی.

۴۰۷۔کشف الغمہ ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۸ھ۔
۴۰۸۔الطبقات الکبری۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۰۹۔المنن الکبری۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ۔
۴۱۰۔الفتاوی الحدیثیہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
۴۱۱۔اشرف الوسائل الی فہم الشمائل۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ دارالکتب۔
۴۱۲۔الصواعق المحرقہ۔علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ مکتبہ القاہرہ ۱۳۸۵ھ۔
۴۱۳۔الزواجر۔علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی (متوفی ۹۷۴ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۱۵۔اتحاف سادۃ المتقین۔علامہ سید محمد بن محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ مطبع میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ۔
۴۱۶۔فتاوی رشیدیہ کامل۔شیخ رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔
۴۱۷۔کشف الظنون۔علامہ مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ۔مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ تہران ۱۳۷۸ھ۔
۴۱۸۔الملفوظ۔امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰ھ) مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور۔
۴۱۹۔ہدیۃ المہدی۔شیخ وحید الزمان (متوفی ۱۳۴۸ھ) مطبوعہ میور پریس دہلی ۱۳۲۵ھ
۴۲۰۔جواہر البحار۔علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) مطبوعہ دارالفکت بیروت۔
۴۲۱۔بہشتی زیور۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور۔
۴۲۲۔حفظ الایمان۔شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی۔
۴۲۳۔نداء یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی۔مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور۔
۴۲۴۔تصفیہ مابین سنی وشیعہ۔سید پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۶۷ھ)

---ختم شد۔